عمران سیریز
ہالو وال
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

ہالو وال

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات
اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی
جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے
پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ----- اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر ------ محمد یونس
طابع ------ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------ 40 روپے

چند باتیں

معزز قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول "ہالو وال" پیش خدمت ہے میری
ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ آپ کے لئے عام ڈگر پر مبنی ناولوں کی بجائے
ایسے ناول لکھوں جو ہر لحاظ سے منفرد اور اچھوتے موضوعات پر مبنی ہوں تاکہ
اردو جاسوسی ادب کا دامن منفرد اور اچھوتے موضوعات پر لکھے گئے ناولوں سے
مالا مال ہو سکے اور اردو جاسوسی ادب دنیا کی کسی بھی ترقی یافتہ زبان کے
جاسوسی ادب سے کسی طرح بھی پیچھے نہ رہے۔ مجھے یہ لکھتے ہوئے بے حد
مسرت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں اپنے مقصد میں
کامیاب بھی رہا ہوں اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے میرے قارئین نے بھی
ہمیشہ میری ان کوششوں کو سراہا ہے اور میری ہر لحاظ سے حوصلہ افزائی
کی ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ دنیا میں جرائم کا دائرہ کار انتہائی وسیع ہو چکا ہے
اور خاص طور پر کسی بھی ملک کی سلامتی کے خلاف کئے جانے والے جرائم میں
ایسی ایسی سازشوں کا تانا بانا بنا جاتا ہے کہ جس کا عام طور پر تصور بھی نہیں
کیا جا سکتا۔ موجودہ ناول بھی موضوع کے اعتبار سے قطعی منفرد حیثیت رکھتا
ہے۔ جس ملک میں دریا ہوں وہاں اکثر سیلاب آتے ہی رہتے ہیں ۔ اور
سیلابوں کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے ہر ممکن حفاظتی انتظامات بھی کئے
جاتے ہیں لیکن بہرحال دریاؤں میں آنے والے سیلابوں کی تباہ کاریوں کا دائرہ
ایک خاص علاقے تک محدود رہتا ہے۔ اس سے پورے ملک کی سلامتی کا
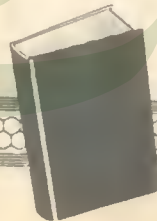
بہرحال خطرہ پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ کسی ایک
دریا میں آنے والا سیلاب پورے ملک میں بسنے والے کروڑوں، اربوں
افراد کو بیک وقت ختم کر دے گا اور پورے ملک کی معیشت مکمل طور پر تباہ
ہو کر رہ جائے گی۔ پاکیشیا میں بھی سیلاب آنا ایک عام سی بات ہے گو سیلاب
تباہی کا سامان ضرور پیدا کرتے ہیں لیکن ان کا دائرہ بہرحال محدود ہی رہتا
ہے لیکن موجودہ ناول میں اسی عام سے سیلاب کو پاکیشیا کی مکمل تباہی
اس کے کروڑوں شہریوں کی ہلاکت اور ملک کی سلامتی کے خلاف بطور
جُرم استعمال کیا گیا ہے اور وہ بھی صرف محض ایک دیوار تعمیر کر کے۔ بظاہر
تو ایسا ممکن نہیں ہو سکتا لیکن جب کسی بھی ملک کی سلامتی کے خلاف
بین الاقوامی پیمانے پر سازش کی جاتی تو ایسی سازش کرنے والوں کی ہمیشہ
یہی کوشش ہوتی ہے کہ ان کی سازش کا تانا بانا اس انداز میں بُنا جائے کہ
ملک کی سلامتی کا تحفظ کرنے والوں کے وہم و گمان میں بھی اس سازش کا
بنیادی نکتہ نہ آسکے۔ ایسی ہی سازش کا پس منظر اور اسے وقوع پذیر ہوتے
اس ناول میں دکھایا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ موجودہ ناول کا موضوع
اس سے قبل اردو جاسوسی ادب تو کیا دنیا کی کسی زبان کے جاسوسی ادب
میں بھی پیش نہیں کیا گیا۔ یہ قطعی منفرد اور اچھوتا موضوع ہے جو یقیناً ہر
لحاظ سے قارئین کو پسند آئے گا۔ بین الاقوامی مجرموں کی بھیانک سازش
اور اس کے مقابلے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی انتہائی جان لیوا
جدوجہد پر مبنی اس ناول کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک سطر یقیناً آپ
سے خراج تحسین حاصل کرے گی۔ میں آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا لیکن
ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

راولپنڈی صدر سے محمد امجد صاحب لکھتے ہیں۔ "ہارڈ مشن" واقعی عمران
اور اس کے ساتھیوں کے لئے بیحد ہارڈ ثابت ہوا ہے۔ مجھے یہ ناول اس لئے
بھی پسند آیا ہے کہ اس میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے جس جان توڑ انداز
میں مجرموں کے خلاف جنگ لڑی ہے اور جس طرح قدم قدم پر موت کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے ملک کے نامور سائنسدان کی بازیابی کے لئے
بے مثال جدوجہد کی ہے وہ واقعی حُب الوطنی اور فرض شناسی کی ایک ایسی
روشن مثال ہے جو قارئین کے دلوں میں بھی حُب الوطنی اور فرض شناسی کا
ایسا جذبہ پیدا کر دیتی ہے کہ جس پر کوئی بھی ملک فخر کر سکتا ہے۔"

"جناب محمد امجد صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔
حُب الوطنی اور فرض شناسی واقعی ایسے جذبے ہیں جو کسی بھی ملک کے
لئے سرمایہ حیات ہوتے ہیں جس ملک کے شہری ان جذبوں سے سرشار
ہوں اس ملک کی طرف اُٹھنے والی ہر انگلی توڑ دی جاتی ہے۔ اپنے قارئین
کے دلوں میں یہ جذبے اجاگر کرنا میرا مقصد ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و
کرم سے میں اپنے مقصد میں کامیاب و کامران رہا ہوں۔

کبیر والا سے راؤ محمد رفیق شہزاد صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ہر ناول
پڑھنے کے بعد یہی خیال ہوتا ہے کہ یہ سب سے اچھا ناول ہے لیکن
جب آئندہ ناول پڑھا جاتا ہے تو پھر اسے سب سے اچھا ناول قرار دینے
پر قاری مجبور ہو جاتا ہے۔ آپ کے ناولوں میں اچھوتے موضوعات ——
معیاری مزاح اور سماجی برائیوں کے خلاف جو جدوجہد پیش کی جاتی
ہے وہ واقعی موجودہ دور میں انتہائی قابل قدر حیثیت رکھتی ہے۔ مجھے
یقین ہے کہ آپ ہمیشہ اسی طرح اچھے سے اچھا ناول لکھتے رہیں گے۔"

راؤ محمد رفیق شہزاد صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میری تو ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ آپ کے لئے اچھے سے اچھا ناول لکھوں اور وہ لمحہ واقعی میرے لئے انتہائی مسرت کا ہوتا ہے کہ جب قارئین میری اس کاوش کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ قارئین کی حوصلہ افزائی ہی ہے جو مجھے مزید محنت پر ابھارتی ہے اور میں اس کے لئے آپ سمیت اپنے سب قارئین کا بے حد مشکور ہوں۔

جگہ کا نام لکھے بغیر محترم شاہد بابا اور عبداللہ صاحبان لکھتے ہیں۔ "ٹاپ پرائز" ناول ایک شاہکار ناول ثابت ہوا ہے اس میں ٹرومین کا کردار بہترین انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ٹرومین کے کردار پر اگر کوئی مکمل ناول لکھیں تو مہربانی ہوگی۔

محترم شاہد بابا اور محترم عبداللہ صاحبان! ناول پسند کرنے اور رائے دینے کے لئے مشکور ہوں۔ ٹرومین کا کردار آپ کو پسند آیا ہے۔ بے حد شکریہ۔ دراصل ٹرومین جیسے کردار قارئین میں مثبت جذبوں کو فروغ دیتے ہیں اور یہی ان کی خوبی ہوتی ہے۔ ٹرومین پر مکمل ناول کا وعدہ تو نہیں کر سکتا، البتہ آپ کی فرمائش پوری کرنے کی کوشش ضرور کروں گا۔

اب اجازت دیجئے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم اے

سرخ رنگ کی نئے ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے ٹیڑھے میڑھے پہاڑی راستے پر دوڑتی ہوئی اوپر کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ جب کہ ساتھ والی سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ جولیا کا چہرہ مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔ اس نے خاص طور پر ہلکا ہلکا میک اپ کر رکھا تھا۔ اور اس کے کانوں میں ہیرے کے ٹاپس پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے۔ عمران کے جسم پر نیوی بلیو کلر کا جدید تراش کا سوٹ تھا اور اس نے گلے میں انتہائی قیمتی ٹائی باندھ رکھی تھی۔ کوٹ کے بٹن ہول میں گلاب کی ایک ادھ کھلی کلی لگی ہوئی تھی اور اس کے لباس سے بلیک ڈائمنڈ کی ہلکی ہلکی مسحور کن خوشبو نکل رہی تھی۔ ایک گھنٹہ پہلے عمران جولیا کے فلیٹ پر آیا اور اس نے اسے تیار ہونے کے لئے کہا۔ جولیا کے استفسار پر اس نے اسے

بتایا کہ اس نے چیف سے اجازت لے لی ہے۔ کہ جولیا کو ساتھ لے کر
وہ ایک ہفتہ کسی پہاڑی مقام پر جا کر تفریح کر سکتا ہے۔ جولیا پہلے
تو بے حد حیران ہوئی۔ کیونکہ طویل عرصے سے عمران کے ساتھ رہ
کر وہ اس کی عادتوں سے خاصی واقف ہو گئی تھی۔ اُسے معلوم تھا
کہ عمران بظاہر کہتا کچھ ہے لیکن اصل میں اس کا مقصد کچھ اور ہوتا
ہے۔ لیکن پھر بھی عمران کی اس آفر نے حقیقتاً اس کے دل کی کلی
کھلا دی تھی۔ اس کے باوجود جولیا نے فون پر چیف سے بات کی
تو چیف نے بھی عمران کی بات کی تصدیق کر دی۔ چنانچہ جولیا نے
فوراً تیاری شروع کر دی۔ اور اب وہ اس خوبصورت اور جدید
ماڈل کی کار میں بیٹھے پہاڑی مقام کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔

" تم بتاتے کیوں نہیں کہ آخر تمہیں بیٹھے بٹھائے اس تفریح
کی کیا سوجھی "۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سچ پوچھنا چاہتی ہو جولیا تو میں بتا دیتا ہوں کہ میں نے سوچا کہ
یہ کیا پیشہ ہے کہ بس دن رات گھن چکر بنے رہو۔ مجرموں کے پیچھے
دوڑتے دوڑتے اب تو میں خود کو بھی مجرم ہی ٹریٹ کرنے لگ گیا
ہوں۔ بس مجھے خیال آ گیا کہ اور کچھ نہیں تو کم از کم ایک ہفتہ اس
سارے بکھیڑے کو چھوڑ کر کہیں بھرپور انداز میں تفریح کی جائے۔
اور تفریح کے لئے جاتے ہوئے ظاہر ہے تم سے زیادہ اچھا ساتھی
اور کون ہو سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے چیف سے بات کی۔ پہلے تو وہ
نہ مانا مگر میں نے جب اُسے دھمکی دی کہ اگر اس نے بات نہ مانی تو
میں جولیا کو اغوا کر کے ہمیشہ کے لئے کسی ایسی جگہ چھپ جاؤں گا

جہاں اس کے فرشتے بھی نہ آ سکیں گے تو پھر مجبوراً اُسے میری بات
ماننی پڑی "۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے
کہا۔ اور جولیا کا چہرہ تو بہار میں کھلے ہوئے گلاب کی طرح کھل
اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک اس قدر تیز ہو گئی کہ یوں
لگتا تھا جیسے وہ سرتاپا مسرت کے شدید جذبے میں ڈوب گئی ہو۔

" آخر آج سورج مشرق کی بجائے مغرب سے کیسے نکل آیا۔ مجھے تو
یقین نہیں آ رہا کہ میں واقعی جاگ رہی ہوں یا کوئی خواب دیکھ رہی ہوں"
جولیا نے جذبات میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جولیا ہم جیسے لوگوں کی زندگیاں پُرشور سمندر کی مانند ہوتی ہیں
جہاں ہر وقت طوفان، بھنور اور بلاخیز موجیں ہمیں گھیرے رہتی ہیں۔
مسرت کے چند چھوٹے چھوٹے جزیرے ہی پوری زندگی میں ہماری
قسمت میں آتے ہیں۔ بس یوں سمجھو کہ ہم آج اپنی زندگی کے پرہول
طوفان کو پیچھے چھوڑ کر مسرت کے ایک جزیرے پر جا رہے ہیں "۔۔۔
عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں باقاعدہ فلسفہ بگھارتے ہوئے
کہا۔

" کاش یہ جزیرہ ہمارا مستقل مسکن بن جائے۔ کاش ہماری
باقی زندگی مسرت کے اس جزیرے پر ہی گزر سکے "۔۔۔۔ جولیا
نے جذبات میں بھیگے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور ڈرائیونگ کرتے
ہوئے عمران کا ایک ہاتھ سٹیرنگ سے اٹھ کر بے اختیار اس
کے سر پر پہنچ گیا۔ جولیا کا لہجہ اس قدر جذباتی ہو رہا تھا کہ عمران
کو بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنا پڑا۔

"اب کیا کیا جائے۔ مسرت کے یہ چھوٹے چھوٹے جزیرے ایسے دیوؤں کے قبضے میں ہوتے ہیں جو ان جزیروں کو بھی زہر ناک بنا دیتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بس بدشگونی کی باتیں مت کرو۔ کوئی دیو، کوئی چڑیل اب ہمارے درمیان حائل نہیں ہو سکتی" ۔۔۔ جولیا نے فوراً کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار نیلم نگر کے پُر فضا پہاڑی علاقے میں داخل ہو گئی۔ ہر طرف سبزہ اور انتہائی خوب صورت موسم تھا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ اور جگہ جگہ پہاڑی ڈھلوانوں پر پھیلے ہوئے سرخ چھتوں والے کاٹیج اس سارے علاقے کو کوئی افسانوی تاثر ہی دے رہے تھے۔

"اوہ۔ کس قدر حسین اور دلکش موسم ہے۔ دارالحکومت میں تو شدید گرمی تھی" ۔۔۔ جولیا نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر کہو تو چیف کو مجبور کر دوں کہ وہ اپنا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت سے یہاں شفٹ کر دے" ۔۔۔ عمران نے کار کو ایک پہاڑی راستے پر گھماتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کاش ایسا ہو سکتا" ۔۔۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہو تو جائے گا۔ لیکن یہاں کا موسم تنویر کی وحشت۔ صفدر کی سنجیدگی۔ کیپٹن شکیل کی متانت اور باقی ممبروں کی کم گوئی کو کچھ اور بڑھا دے گا۔ تمہارے ناز و ادا اور آغا سلیمان پاشا کے نخرے سب ہی بڑھ جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اور تمہاری حماقتیں بڑھ جائیں گی اور یہی میں چاہتی ہوں" ۔۔۔ جولیا نے بڑی معنی خیز نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے۔ سب ہی حسین عورتیں ایک ہی انداز میں سوچتی ہیں۔ حد ہے۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ نواب زادی رخشندہ ہی ایسا سوچتی ہے۔ مگر اب تم بھی" ۔۔۔ عمران نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کار موڑ کر اس نے ایک شاندار ہوٹل کی پارکنگ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا ۔۔۔ کیا مطلب۔ کس کی بات کر رہے ہو" ۔۔۔ جولیا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے مسرت سے تمتماتے ہوئے چہرے پر تیزی سے غصے کے تاثرات پھیلنے شروع ہو گئے تھے۔

"نیلم نگر کے نواب سر وجاہت خان کی اکلوتی صاحبزادی نواب زادی رخشندہ۔ لیکن تم چونکی کس بات پر ہو۔ نواب کی بیٹی نواب زادی ہی کہلائے گی اب بھنگن اور چمارن تو کہلانے سے رہی" ۔۔۔ عمران نے ایسے انداز میں کہا جیسے اُسے جولیا کے غصے کی اصل وجہ ہی سمجھ نہ آئی ہو۔

"ہونہہ۔ تو تم یہاں اس نواب زادی کے درشنوں کے لئے آئے ہو" ۔۔۔ جولیا نے انتہائی غصے سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہیں۔ مجھے کیا ضرورت ہے۔ اس بوڑھی گھوڑی لال لگام کے درشن کرنے کی۔ معاف کرنا جولیا میں تمہیں اتنا ہی بدذوق لگتا ہوں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار روک کر اس کا انجن بند کر دیا۔ عمران کا فقرہ سن کر جولیا کا ستا ہوا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔

"اوہ۔ تو وہ بوڑھی عورت ہے" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بوڑھی کھوسٹ۔ لیکن ایک بات ہے۔ ابھی تک کنواری بھی ہے اور بے حد امیر بھی۔ بڑے بڑے لوگ اس کے آگے پیچھے اس طرح پھرتے رہتے ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے۔ لیکن کسی کو اس نے آج تک گھاس ہی نہیں ڈالی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

عمران اس دوران کار کی ڈگی کھول کر اس میں سے دو بیگ نکال چکا تھا۔ جو پارکنگ میں موجود پورٹر نے آگے بڑھ کر لے لئے۔

"ڈالے نہ ڈالے ہمیں کیا۔ اور سنو ہم یہاں تفریح کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے خبردار اگر تم نے اس سے ملاقات کی بھی کوشش کی" ——— جولیا نے بھی دوسرے دروازے سے اترتے ہوئے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی۔ قطعی کوشش نہیں کروں گا" ——— عمران نے سر کو جھکاتے ہوئے بڑے مؤدب لہجے میں کہا۔ اور جولیا ایک بار پھر مسرت کی شدت سے گلنار سی ہو کر رہ گئی

اس کا ذہن واقعی ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔ آج پہلی بار اُسے عمران ایک نئے روپ میں نظر آ رہا تھا۔ اور عمران کے اس روپ کی ہی وجہ سے اُسے ارد گرد پھیلا ہوا ماحول بھی نیا اور انتہائی رومانٹک سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا۔ کہ وہ بے اختیار مسرت کی شدت سے کھلے عام رقص کرنا شروع کر دے۔ آج وہ عمران جو ہمیشہ اُسے چٹکیوں میں نچاتا تھا سراپا تسلیم نظر آ رہا تھا۔ اور درحقیقت یہ جولیا کی زندگی کے انتہائی مسرت بخش اور نشاط آنگین لمحات تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جب ہوٹل کے خوب صورت ہال میں پہنچے تو جولیا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ دوسری منزل پر ان کے کمرے پہلے سے بک تھے۔

"کیا یہ کمرے تم نے فون پر بک کرائے تھے" ——— دوسری منزل پر جانے کے لئے لفٹ پر سوار ہوتے ہوئے جولیا نے پوچھا۔

"میں نے۔ مجھ میں بھلا اتنی سکت کہاں کہ میں اس قدر شاندار ہوٹل میں کمرے بک کرا سکوں۔ یہ سب تمہارے چیف کا کمال ہے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں نیلم نگر میں کہاں ٹھہروں گا ظاہر ہے میں نے اُسے بتا دیا کہ کسی تھرڈ کلاس سے ہوٹل میں ہی ٹھہر سکتا ہوں۔ جس پر اس نے مجھے انتہائی غصے سے سخت ڈانٹ پلائی کہ سیکنڈ چیف بھلا کیسے تھرڈ کلاس سے ہوٹل میں ٹھہر سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے یہاں کمرے بک کرا دیئے" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور جولیا بے اختیار

مسکرا دی۔ اُسے عمران کی بات پر سو فی صد یقین آ گیا تھا۔
کیونکہ وہ جانتی تھی کہ چیف باس ایسے ہی رکھ رکھاؤ کا قائل
ہے۔ کمرے ساتھ ساتھ تھے اور انتہائی شاندار انداز میں سجے
ہوئے تھے۔

" بہت خوب۔ بہت شاندار کمرے ہیں " ـــــ جولیا کے
منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

" اب دوپہر کا وقت ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کچھ دیر
آرام کر لیا جائے پھر شام کو سیر کے لئے نکلیں گے " ـــــ
عمران نے کہا۔ اور جولیا چونکہ خود بھی لانگ ڈرائیونگ کی وجہ
سے قدرے تھکاوٹ محسوس کر رہی تھی۔ فوراً ہی اس تجویز پر
رضامند ہو گئی اور وہ عمران کے کمرے سے نکل کر ساتھ والے
کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر
ایک نظر درمیانی دیوار میں موجود کھلے ہوئے روشندان پر
ڈال کر وہ مسکراتا ہوا باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر چلا
گیا۔ دروازہ بند کر کے اس نے بیسن میں موجود پانی کا نل
پوری رفتار سے کھولا اور جیب سے ایک چپٹا سا باکس نکال
کر اس نے اس کی سائیڈ میں موجود ایریل کو کھینچ کر اونچا کرنے
کے بعد باکس کی سائیڈ پر موجود دو بٹنوں میں سے ایک کو پریس
کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ـــــ عمران کالنگ اوور " ـــــ عمران کا لہجہ
بے حد سنجیدہ تھا۔

" یس باس ـــ ٹائیگر اٹنڈنگ اوور " ـــــ چند لمحوں بعد
باکس سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" باس۔ نواب زادی رخشندہ نے آج رات اپنے سفید
محل میں ایک خصوصی میٹنگ کال کی ہے۔ دارالحکومت سے
اس کے کال شدہ تمام افراد یہاں پہنچ چکے ہیں۔ ان کی تعداد چھ
ہے اوور " ـــــ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" تم اس میٹنگ میں شامل ہو یا نہیں اوور " ـــــ عمران نے
سخت لہجے میں پوچھا۔

" یس باس۔ میں نے وائٹ فلاور کو راستے میں ہی ختم کر
کے اس کا میک اپ کر لیا ہے اور اب میں وائٹ فلاور کی
حیثیت سے ہی ہوٹل البانو میں مقیم ہوں اوور " ـــــ ٹائیگر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ـــــ تمام کارروائی ٹیپ کر لینا۔ اور سنو۔
پوری طرح ہوشیار رہنا۔ ہو سکتا ہے کہ نوابزادی رخشندہ
نے کارروائی کو خفیہ رکھنے کے لئے کوئی خصوصی انتظامات
کئے ہوں اوور " ـــــ عمران نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس۔ میں پوری طرح تیار ہو کر ہی آیا
ہوں اوور " ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" پلاننگ تمہیں یاد ہے ناں اوور " ـــــ عمران نے پوچھا۔

" یس باس۔ میں آپ کی اور جولیا دونوں کی نشاندہی
کر دوں گا۔ آپ ہوٹل فائیو سٹار میں ہی ہیں اوور " ـــــ

ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہاں۔ اور انہی کمروں میں جو تم نے بک کرائے تھے اوور"
عمران نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے باس۔ میں کل صبح آپ کو رپورٹ دوں گا اوور"
ٹائیگر نے جواب دیا۔ اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر
ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اس کا ایریل ڈاؤن کر کے اس نے جیب
میں ڈالا اور پھر باتھ روم کی سائیڈ الماری میں رکھے ہوئے
اپنے بیگ کی طرف جھکا۔ جو پورٹر نے پہلے ہی باتھ روم میں
پہنچا دیا تھا۔ عمران نے اس میں سے عام لباس نکالا۔ اور پھر
جسم پر موجود سوٹ اتار کر عمران نے غسل خانے کی وارڈ روب
میں لٹکایا اور عام لباس پہن کر اس نے پانی کا نل بند کیا۔ اور
باتھ روم سے نکل کر کمرے میں موجود بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔
ابھی وہ بیڈ پر لیٹنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ دروازے پر آہستہ
سے دستک ہوئی اور عمران چونک پڑا۔ کیونکہ اسے یہاں
کسی کے آنے کی توقع نہ تھی۔

"کون ہے" ـــــ عمران نے دروازے کے قریب پہنچ
کر پوچھا۔

"منیجر جناب" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران
نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر واقعی ایک ادھیڑ عمر
آدمی سوٹ پہنے کھڑا تھا۔

"میرا نام ارسلان ہے جناب۔ اور میں ہوٹل کا منیجر ہوں"

دروازے پر موجود ادھیڑ عمر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آیئے تشریف لایئے" ـــــ عمران نے ایک طرف ہٹتے
ہوئے کہا۔

"شکریہ" ـــــ منیجر نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور اندر
آ گیا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور منیجر کے پیچھے چلتا ہوا بیڈ
کے ساتھ موجود کرسیوں کی طرف آ گیا۔

"معاف کیجئے آپ کو ڈسٹرب کیا لیکن نواب زادی صاحبہ کا
حکم ہے کہ معزز مہمانوں کو دعوت نامہ میں خود پہنچاؤں تاکہ ان کی
عزت افزائی میں فرق نہ آ سکے۔ یہ لیجئے دعوت نامہ آپ کے
لئے اور آپ کی ساتھی مس جولیانا فٹز واٹر کے لئے" ـــــ منیجر
نے جیب سے دو خوب صورت کارڈ نکال کر بڑے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

"نواب زادی صاحبہ۔ دعوت نامے۔ کیا مطلب۔ میں
سمجھا نہیں۔ آپ ذرا کھول کر بات کیجئے اور تشریف بھی رکھئے"
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ گو یہ دوسری بات ہے
کہ وہ نواب زادی کا نام سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ دعوت
نامے نواب زادی رخشندہ کی طرف سے ہی ہوں گے۔

"شکریہ" ـــــ منیجر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور
عمران بھی کرسی پر بیٹھ کر دعوت نامے کھول کر دیکھنے لگا دعوت
نامے انتہائی قیمتی کاغذ پر باقاعدہ ٹائپ شدہ تھے۔ جن میں
نواب زادی رخشندہ کی طرف سے سہ پہر کی چائے ان کے

ساتھ پینے کی التجا کی گئی تھی۔ نیچے پتہ وجاہت محل کا دیا ہوا تھا
"آپ شاید پہلی بار نیلم نگر تشریف لائے ہیں۔ نواب زادی
صاحبہ سے آپ کا تعارف نہیں ہے۔ نواب زادی رخشندہ
نیلم نگر کے نواب وجاہت حسین خان کی اکلوتی صاحبزادی ہیں
نیلم نگر ان کی آبائی جاگیر ہے۔ اور یہ ہوٹل بھی ان کی ملکیت ہے۔
جب بھی نیلم نگر میں معزز افراد آتے ہیں نواب زادی صاحبہ
اپنی رہائش گاہ وجاہت محل میں ان کی عزت افزائی کے لئے
انہیں چائے پر مدعو کرتی ہیں۔ آپ چار بجے تیار رہیئے گا نواب
زادی صاحبہ کی کار آپ کو لے جائے گی"۔۔۔ مینجر نے وضاحت
کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بہت خوب۔ ہماری طرف سے نواب زادی صاحبہ
کا شکریہ ادا کر دیجئے گا۔ ہم تیار ہوں گے"۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب"۔۔۔ مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور
اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ اجازت لے کر کمرے سے باہر چلا گیا۔
عمران نے اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند کیا اور
پھر مڑ کر اس نے میز پر رکھے ہوئے دونوں دعوتی کارڈ دوبارہ
اٹھائے اور انہیں کھول کر غور سے دیکھنے لگا۔ اس کی پیشانی پر
سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔ اس کی یہاں آمد کا مقصد گو بظاہر
تو تفریح تھا۔ لیکن دراصل اُسے دو روز پہلے ٹائیگر نے
اطلاع دی تھی کہ نیلم نگر کی نواب زادی رخشندہ نے دارالحکومت

کے چیدہ چیدہ بدمعاشوں کی نیلم نگر میں دعوت کی ہے اور اس
سلسلے میں باقاعدہ دعوت نامے تقسیم کئے گئے ہیں۔ عمران کے لئے
یہ خبر انتہائی حیرت کا باعث تھی کہ کوئی نواب زادی بدمعاشوں
کی دعوت کرے۔ چنانچہ اس نے ٹائیگر کو اس کی تفصیلی انکوائری
کا کہہ دیا اور پھر ٹائیگر نے جو رپورٹ دی وہ مزید حیرت انگیز تھی۔
نواب زادی رخشندہ دارالحکومت کے ایک بڑے ہوٹل میں اپنے
چند افراد کے ساتھ ایک ہفتہ تک رہائش پذیر رہی تھی۔ اور
وہاں اس نے ان سب بدمعاشوں سے فرداً فرداً خفیہ ملاقاتیں کی
تھیں۔ جنہیں دعوت نامے بھیجے گئے ہیں۔ اور یہ بات بھی اُسے ٹائیگر
نے ہی بتائی تھی۔ کہ نواب زادی رخشندہ نواب وجاہت حسین
کی اکلوتی بیٹی ہے۔ ادھیڑ عمر ہے۔ لیکن ابھی تک کنواری ہے۔
نواب وجاہت حسین کو فوت ہوئے دس سال ہو گئے ہیں۔ تب
سے نواب زادی رخشندہ بیرون ملک کے تفریحی دوروں پر
رہی ہے اور اُسے نیلم نگر واپس آئے صرف چند ماہ ہی ہوئے
ہیں۔ اور یہاں آتے ہی اس نے آہستہ آہستہ دارالحکومت کے
چیدہ چیدہ بدمعاشوں سے رابطے قائم کرنے شروع کر دیئے ہیں۔
ٹائیگر نے عمران کو نواب زادی رخشندہ کا ایک فوٹو بھی لا دیا
تھا۔ جو اس ہوٹل میں ہونے والی ایک نجی تقریب کے دوران کھینچا
گیا تھا۔ اس فوٹو میں نواب زادی رخشندہ کوئی غیر ملکی عورت
ہی دکھائی دے رہی تھی۔ ویسے اپنے رکھ رکھاؤ اور جسمانی ساخت
کے لحاظ سے وہ کسی طرح بھی ادھیڑ عمر نہ لگتی تھی۔ صرف گردن پر

موجود چند جھریاں اس کی عمر کا پتہ دیتی تھیں۔ گو ان جھریوں کو گہرے میک اپ کے ذریعے چھپانے کی کافی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن بہرحال غور سے دیکھنے پر وہ نظر آجاتی تھیں۔ نواب زادی کے اتنے طویل عرصے تک ملک سے باہر رہنے اور پھر واپسی پر بدمعاشوں سے اس قسم کے رابطوں نے عمران کے ذہن میں شک پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ اس نے ٹائیگر کو باقاعدہ ہدایات دیں کہ وہ کسی ایسے بدمعاش کو جسے دعوت نامہ ملا ہو۔ ختم کر کے اس کے میک اپ میں اس دعوت میں شریک ہو۔ اور خود اس نے جولیا کے ساتھ نیلم نگر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ بظاہر مقصد تفریح تھا لیکن ظاہر ہے وہ وہاں رہ کر اس نواب زادی رخشندہ کو ٹٹولنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے بلیک زیرو کو بریف کیا تاکہ وہ جولیا کو مطمئن کر سکے۔ اور خود وہ جولیا کو لے کر تفریحی دورے کی غرض سے یہاں نیلم نگر پہنچ گیا تھا۔ ٹائیگر نے ان کے لئے پہلے سے یہاں کمرے الاٹ کرائے تھے۔ البتہ یہ اسے منیجر کی زبانی پہلی بار معلوم ہوا تھا کہ نیلم نگر کا سب سے شاندار ہوٹل فائیو سٹار بھی نواب زادی رخشندہ کی ملکیت ہے۔ لیکن اب فوری طور پر ان دعوت ناموں کے آنے سے وہ قدرے مشکوک سا ہو گیا تھا کہ کہیں نواب زادی رخشندہ کو اس کے متعلق علم تو نہیں ہو گیا۔ جب کہ ٹائیگر نے ابھی رپورٹ دی تھی کہ بدمعاشوں کی رات کو کسی محل میں خفیہ میٹنگ ہو رہی ہے۔ بہرحال عمران نے نوابزادی سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب مسئلہ تھا جولیا کو تیار کرنے کا۔

اسے معلوم تھا کہ جولیا نے نواب زادی کا نام سنتے ہی بدک جانا ہے۔ اس لئے اس نے اس کے لئے ایک پلاننگ کی۔ اور پھر وہ اٹھ کر باتھ روم میں گیا اس نے لباس بدلا اور کمرے سے نکل کر وہ نیچے ہال میں پہنچ کر مین گیٹ سے باہر آگیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی ضروری کام کے لئے باہر نکلا ہو۔ سڑک پر چلتے ہوئے وہ ایک بڑے سٹور کے سامنے جا کر رک گیا۔ دوسرے لمحے وہ سٹور میں داخل ہوا۔ سٹور سیاحوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس لئے یہاں قیمتی زیورات سے لے کر سیاحوں کے مطلب کی تقریباً ہر چیز موجود تھی۔ عمران شوکیسوں میں بند چیزوں کو دیکھتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر وہ ایک شوکیس کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس کی نظریں شوکیس کے اندر رکھی ہوئی سونے کی ایک خوبصورت انگوٹھی پر جم گئیں۔ جس پر انتہائی قیمتی ہیرا جڑا ہوا تھا۔ عمران نے کاؤنٹر پر جا کر وہ انگوٹھی خریدی اور پھر اس نے ایک انتہائی قیمتی قلم سیٹ بھی خریدا اور انہیں باقاعدہ گفٹ پیک کرا کر اس نے جیب میں رکھا اور سٹور سے باہر آگیا۔ سٹور کے برآمدے میں پبلک فون بوتھ موجود تھا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے فون بوتھ میں جا کر سکے ڈالے اور دارالحکومت بلیک زیرو کو کال ملا کر اس نے اسے ہدایات دیں کہ وہ ایک گھنٹے بعد جولیا کو کال کر کے سپیشل کوڈ میں کہہ دے کہ اس نے نواب زادی رخشندہ سے جا کر ملنا ہے اور اسے انگوٹھی تحفے میں دینی ہے۔ اور اس کے ساتھ دوستی کرنی ہے۔ اور ساتھ ہی

یہ بھی کہہ دیا کہ تحفہ اس کا خاص آدمی عمران کو دے جائے گا۔
بلیک زیرو کو اچھی طرح بریف کر کے اس نے رسیور رکھا اور فون بوتھ سے نکل کر مطمئن انداز میں چلتا ہوا دوبارہ ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ گو اُسے معلوم تھا کہ ایکسٹو کی طرف سے کال ملنے کے بعد جولیا کے ذہن میں سے خالصتاً تفریح کا عنصر ختم ہو جائے گا۔ لیکن جولیا کو مطمئن کرنے کے لئے ایسا ضروری تھا۔ عمران جولیا کو اپنے ساتھ صرف اس لئے لایا تھا کہ ضرورت پڑنے پر جولیا آسانی سے نواب زادی رخشندہ کے ساتھ دوستی کر کے اصل حالات کی ٹوہ لگالے گی۔ گو دوستی والی پلاننگ اس نے ٹائیگر کی طرف سے رپورٹ ملنے تک پینڈنگ رکھی ہوئی تھی۔ لیکن اب نوابزادی رخشندہ کی طرف سے فوری دعوت نامہ ملنے پر اس نے اس پر فوری عمل درآمد کا فیصلہ کر لیا تھا۔

تنویر اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر نیم دراز ایک باتصویر غیر ملکی رسالے کے مطالعے اور مشاہدے میں مصروف تھا۔ کہ ساتھ ہی میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تنویر گھنٹی کی آواز سن کر چونک پڑا۔ اس نے رسالہ ایک طرف رکھا۔ اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ــــ تنویر سپیکنگ" ــــ تنویر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو" ــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ اور تنویر یک لخت نہ صرف سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ بلکہ اس کے اعصاب بھی پوری طرح تن گئے۔

"یس باس" ــــ تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صفدر تمہارے پاس پہنچ رہا ہے۔ اُسے تفصیلی ہدایات دے

دی گئی ہیں۔ تم نے اس کے ساتھ ان ہدایات کے تحت کام
کرنا ہے"۔۔۔ ایکسٹو نے اپنے مخصوص سرد لہجے میں کہا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تنویر نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر اس نے میز پر رکھا ہوا
رسالہ اٹھا کر اپنی مخصوص الماری میں رکھ کر وہ باتھ روم کی طرف
بڑھ گیا۔ تاکہ صفدر کے آنے تک وہ لباس بدل کر تیار ہو سکے۔
ویسے اُسے اس بات پر حیرت ضرور ہو رہی تھی کہ ایکسٹو نے
جولیا کے ذریعے ہدایات دینے کی بجائے صفدر کے ذریعے ہدایات
کیوں بھیجی ہیں۔ لیکن ظاہر ہے صفدر کی آمد کے بعد ہی یہ مسئلہ
حل ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس نے لباس بدلا۔ مخصوص اسلحہ جیبوں
میں ڈال کر وہ جیسے ہی تیار ہو کر کرسی پر بیٹھا کال بیل بجنے کی آواز
سنائی دی اور تنویر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا"۔۔۔ تنویر نے دروازے پر
موجود صفدر کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور صفدر مسکراتا ہوا
اندر آگیا۔ تنویر نے دروازہ بند کیا اور صفدر کو کرسی پر بیٹھنے کا
اشارہ کرتے ہوئے خود بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"چیف نے کال کیا تھا تمہیں"۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"ہاں ابھی چند لمحے پہلے اس کی کال آئی تھی کہ صفدر ہدایات
لے کر آ رہا ہے۔ اور میں نے ان ہدایات کے تحت کام کرنا ہے۔
لیکن پہلے تو ایسی ہدایات جولیا کے تحت ملتی تھیں۔ اب کیا ہوا
ہے"۔۔۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران اور جولیا تفریحی ٹور پر نیلم نگر گئے ہوئے ہیں"۔۔۔ صفدر
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تنویر صفدر کی بات سن کر
بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تفریحی ٹور پر عمران اور جولیا"
تنویر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز
ایسا تھا جیسے اُسے صفدر کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ یہ اطلاع باس کی طرف سے
ہی دی گئی ہے۔ جب باس نے براہِ راست مجھے ہدایات دینی
شروع کیں تو میرے ذہن میں بھی تمہاری طرح یہی خیال آیا تھا۔
کہ یہ ہدایات جولیا کی بجائے مجھے براہِ راست کیوں دی جا رہی
ہیں۔ اس پر میں نے پوچھ لیا تو چیف نے یہی بات بتائی جو میں نے
تمہیں بتائی ہے۔ لیکن مجھے اس بات میں شک ہے کہ عمران اُسے
تفریحی ٹور پر لے گیا ہو گا۔ عمران ایسا آدمی نہیں ہے کہ یونہی
تفریحات میں وقت ضائع کرتا پھرے۔ لازماً اس کے پیچھے کوئی
خاص مقصد ہو گا"۔۔۔ صفدر نے ساتھ ساتھ تنویر کو مطمئن کرنے
کی بھی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ اس بارے میں
تنویر کے جذبات سے اچھی طرح واقف تھا۔

"اگر کوئی خاص بات ہوتی تو لازماً چیف کو علم ہو گا۔ یہ احمق
واقعی اُسے تفریح کے لئے لے گیا ہو گا۔ بہرحال میں دیکھوں گا
کہ وہ کیسی تفریح کر کے آتے ہیں"۔۔۔ تنویر نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

"کیا دیکھو گے۔ میں سمجھا نہیں تمہارا مطلب"۔۔۔ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔ کیونکہ واقعی وہ تنویر کے اس فقرے کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

"وقت آئے گا تو مطلب بھی سمجھا دوں گا۔ تم فی الحال اپنی بات کرو۔ کیا ہدایات ہیں"۔۔۔ تنویر نے موضوع ٹالتے ہوئے کہا۔ اور صفدر کے بے اختیار ہونٹ بھنچ گئے۔ کیونکہ اسے تنویر کے ارادے کچھ زیادہ ہی جارحانہ محسوس ہو رہے تھے۔

"دیکھو تنویر۔ بطور بڑے بھائی کے میں تمہیں ایک بات سمجھا دوں کہ جولیا یہاں کسی کی غلام یا ماتحت نہیں ہے اور نہ ہی اس پر کسی قسم کی پابندیاں لگائی جا سکتی ہیں۔ ویسے بھی عمران اور جولیا دونوں کا کردار ہر لحاظ سے مضبوط اور بے داغ ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ تم اپنے جذبات کو قابو میں رکھا کرو۔ پسندیدگی کے جذبات کسی کے لئے دل میں رکھنا برا نہیں ہے۔ لیکن ان جذبات کا غلط استعمال یا اظہار مسئلہ بن سکتا ہے"۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پلیز صفدر۔ تم ان باتوں کو چھوڑو۔ میں جانتا ہوں کہ کون کیا ہے۔ تم اپنی بات کرو۔ ویسے بے فکر رہو۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کروں گا۔ جس سے چیف کو شکایت کا موقع ملے"۔ تنویر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن جولیا اور عمران کے اکٹھے تفریح پر جانے کا سننے کے بعد تنویر کے چہرے پر جو سختی اور پتھریلا پن نمایاں ہوا تھا۔ وہ صاف چغلی

کھا رہا تھا کہ تنویر کی سوچ ویسی نہیں ہے جیسا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے صفدر اسے سمجھا تو سکتا تھا کسی بات کے کرنے یا نہ کرنے پر مجبور تو نہ کر سکتا تھا۔

"بہرحال میں نے جو بات ضروری سمجھی تمہیں کہہ دی۔ اب چیف کی طرف سے ہدایات سن لو۔ گزشتہ دنوں ملک میں جگہ جگہ جعلی کرنسی کی وارداتیں ہوئی ہیں۔ انٹیلی جنس اس کیس پر کام کر رہی ہے۔ اس نے دو ایسے افراد بھی گرفتار کئے تھے جن کے پاس سے خاصی بھاری تعداد میں جعلی کرنسی دستیاب ہوئی تھی۔ لیکن ان میں سے ایک نے خودکشی کر لی ہے۔ جب کہ دوسرا فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گیا ہے اور انٹیلی جنس آج تک اس کا دوبارہ سراغ نہیں لگا سکی۔ البتہ صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ اس شخص کا تعلق دارالحکومت کے ایک مشہور مجرم راٹھور سے رہا ہے۔ راٹھور پیشہ ور قاتل بھی ہے اور اس نے سمگلنگ ریکیٹ بھی بنایا ہوا ہے۔ اس آدمی کا نام الطاف ہے۔ اور آج صبح الطاف کی لاش سرکلر روڈ کے تیسرے چوراہے پر پڑی ہوئی ملی ہے۔ انٹیلی جنس کی فوری تحقیقات کے نتیجے میں یہی معلوم ہوا ہے کہ اسے ایک سیاہ رنگ کی کار میں سے پھینکا گیا ہے۔ اس کا پورا جسم گولیوں سے چھلنی ہو رہا تھا۔ نعمانی اور صدیقی کو چیف نے اس بارے میں تحقیقات کا حکم دیا تو انہوں نے چیف کو رپورٹ دی ہے کہ الطاف کی ناک ایک مخصوص انداز میں کٹی ہوئی تھی۔ اور یہ انداز اس راٹھور کا مخصوص

انداز ہے۔ وہ جب بھی پیشہ ور قاتل کی حیثیت سے کسی کو قتل
کرتا تھا تو ہمیشہ اسی مخصوص انداز میں اپنے شکار کی ناک بھی
کاٹ دیتا تھا۔ لیکن راٹھور کا کہیں پتہ نہیں چل رہا۔ چنانچہ
چیف نے ہدایت کی ہے کہ میں اور تم اس راٹھور کو تلاش کر
کے اس سے اصل صورت حال اگلوائیں۔ تاکہ اگر ملکی معیشت
کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے تو اس کا قلع قمع کیا جا سکے"
صفدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ کام تو انٹیلی جنس کا ہے۔ سیکرٹ سروس کا تو نہیں
ہے۔ میں جانتا ہوں کہ چیف نے میرے لئے یہ کام کیوں تجویز
کیا ہے۔ تاکہ میں ادھر مصروف رہوں اور وہ دونوں وہاں
اطمینان سے تفریح کرتے رہیں۔ میں سب جانتا ہوں"۔۔۔۔
تنویر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اگر ان کے پیچھے نیلم نگر جانا چاہتے ہو تو
جاؤ۔ میں اپنے طور پر کام کروں گا۔ البتہ میں چیف باس کو
یہی بتاؤں گا کہ تم بھی میرے ساتھ ہو۔ تاکہ چیف باس
حکم کی خلاف ورزی پر تمہیں کوئی سزا نہ دے سکے"۔۔۔۔
صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا
ہوا۔

"نہیں بیٹھو۔ چیف سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ تم
جانتے ہو وہ دونوں کتنے عرصے کے لئے گئے ہیں"۔۔۔۔ تنویر
نے صفدر کو بازو سے پکڑ کر دوبارہ کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا

"ایک ہفتے کے لئے"۔۔۔۔ صفدر نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے
ہوئے جواب دیا۔

"او۔کے۔ میں ایک روز کے اندر ہی اس راٹھور کو تلاش
کر کے اس سے سب کچھ اگلوا لوں گا۔ اس کے بعد میں فارغ
ہو جاؤں گا۔ پھر میں چاہے نیلم نگر جاؤں یا ہیرا نگر۔ باس کو اس
سے کوئی مطلب نہ ہو گا"۔۔۔۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

"کیا تم راٹھور کے بارے میں کچھ جانتے ہو"۔۔۔۔ صفدر
نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ میرا ایک دوست اس سے اچھی طرح واقف ہے
میرا یہ دوست ایک خفیہ جوئے خانے میں کام کرتا ہے۔ اور
چھوٹا موٹا بدمعاش بھی ہے۔ وہ مجھے بھی اپنے ہی قبیل کا آدمی
سمجھتا ہے۔ اس نے کئی دفعہ راٹھور کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ وہ
اس کی بہترین نشانہ بازی کا بے حد قائل بھی ہے"۔۔۔۔ تنویر
نے کہا اور پھر ساتھ ہی اس نے اٹھ کر دیوار میں نصب ایک
الماری کھولی اور اس کے سب سے نچلے خانے میں رکھی ہوئی
ایک چھوٹی سی ڈائری اٹھا کر اس نے اسے کھولا اور اس کی
ورق گردانی شروع کر دی۔ چند لمحوں تک ورق گردانی کے بعد
اس نے ڈائری بند کر کے اسے واپس الماری میں رکھا اور
الماری بند کر کے وہ مڑ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے
ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

صفدر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ویسے اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکرا
تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ تنویر اب حیرت انگیز برق رفتاری
کام کرے گا۔ تاکہ جلد از جلد اس کام سے فارغ ہو کر جولیا
عمران کے پیچھے نیلم نگر روانہ ہو سکے۔ کیونکہ اُسے اس وقت
چین نہ آنا تھا جب تک وہ نیلم نگر پہنچ کر ان دونوں کو اپنی نظرو
میں نہ رکھے گا۔ اور ہو سکتا ہے وہ سیدھا جا کر عمران اور جو
سے ٹکرا جائے اور اُن سے کہے کہ وہ تفریح کرنے نیلم
آیا ہے۔

"یس ۔۔ سوک سنٹر" ۔۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی

"مارٹی سے بات کراؤ۔ میں اس کا دوست تنویر بول رہا ہوں"
تنویر نے خشک لہجے میں کہا۔

"مارٹی کیا کام کرتا ہے یہاں" ۔۔ دوسری طرف سے
پوچھا گیا۔

"وہ لوگوں کی کھالیں اتارتا ہے" ۔۔ تنویر نے سرد لہجے
میں جواب دیا۔

"اوکے۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا
اور صفدر مسکرا دیا وہ سمجھ گیا کہ یہ کھالیں اتارنا کوئی مخصوص
کوڈ ہو گا۔ فون کے ساتھ منسلک لاؤڈر کی وجہ سے وہ دونوں
کے درمیان ہونے والی بات چیت آسانی سے سن رہا تھا۔

"ہیلو ۔۔ مارٹی سپیکنگ" ۔۔ چند لمحوں بعد ایک
بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مارٹی۔ تنویر بول رہا ہوں۔ سنو میں نے ایک موٹی پارٹی پھنسائی
ہے۔ لاکھوں روپے کا دھندہ ہے۔ بس صرف نشانہ بازی کا کمال
دکھانا ہو گا۔ کیا وہ تمہارا بہترین نشانہ باز اور دوست راٹھور فوری
مل سکتا ہے" ۔۔ تنویر نے خاص بدمعاشانہ لہجے میں بات کرتے
ہوئے کہا۔

"ضروری تو نہیں کہ اُسی سے بات کی جائے۔ دوسرا اس سے بھی
اچھا آدمی مل سکتا ہے" ۔۔ دوسری طرف سے مارٹی نے جواب
دیا۔

"ارے نہیں۔ میں نے پارٹی کے سامنے تمہاری وجہ سے اسکی
اتنی تعریفیں کی ہیں کہ انہیں قائل کر لیا ہے۔ دوسرے آدمی کو تو وہ خود
بھی انگیج کر سکتے ہیں۔ کہہ تو رہا ہوں کہ بہت موٹی پارٹی ہے لاکھوں
کا ہیر پھیر ہو سکتا ہے" ۔۔ تنویر نے کہا۔

"لیکن راٹھور تو گزشتہ دو ہفتوں سے غائب ہے۔ نجانے کہاں
ہو گا" ۔۔ مارٹی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو کام خراب ہو گیا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تمہارا اور
میرا مل کر پانچ لاکھ کا کمیشن مل جائے گا۔ پھر میں جواب دے دوں
انہیں" ۔۔ تنویر نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو۔ مجھے نمبر دو۔ میں ابھی راٹھور کے
بارے میں معلوم کر کے تمہیں کال کرتا ہوں" ۔۔ مارٹی نے
جواب دیا۔

"میں پبلک بوتھ سے بات کر رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ مجھے پرائم

ہوٹل کے کیبن نمبر بارہ میں مل لو۔ پارٹی بھی میرے ساتھ ہو گی۔ ایک ہی
آدمی ہے۔ میں وہاں پہنچ جاتا ہوں" ۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہاں پہنچ جاؤ۔ پارٹی کو لے کر۔ میں آدھے گھنٹے بعد پہنچ جاؤں گا۔
لیکن ایک بات سن لو۔ اگر ایکشو مل گیا تو ہمیں فوراً اس کے پاس جانا ہوگا اور معاملہ
کیش کی صورت میں ہی طے ہو گا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ پچاس لاکھ سے کم وہ کسی
صورت بھی نہیں لیتا" ۔۔۔ مارٹی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ تم فکر نہ کرو۔ ساٹھ لاکھ دلا دوں گا۔ تم معاہدہ تو کراؤ"
تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں آدھے گھنٹے
کے اندر اسے تلاش کر لوں گا" ۔۔۔ مارٹی نے کہا اور تنویر نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آؤ صفدر۔ اب تم پارٹی ہو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مارٹی ہر صورت میں
اُسے ڈھونڈ نکالے گا۔ اور ایک بار وہ مل جائے۔ پھر دیکھنا
میں اس کے حلق سے کیسے انگلیاں ڈال کر اس سے سب کچھ اگلواتا ہوں"
تنویر نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"رقم لے لیں۔ تاکہ شو کی جا سکے۔ ہو سکتا ہے مارٹی اطمینان
کرنا چاہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"کہاں سے لو گے اتنی رقم" ۔۔۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"چیف سے بات کرنی پڑے گی" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"چھوڑو۔ مارٹی نے اگر آئیں بائیں شائیں کرنے کی کوشش کی تو اس
کی گردن بھی میرے ہاتھوں ٹوٹ سکتی ہے۔ آؤ" ۔۔۔ تنویر نے
کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔ صفدر کے باہر آنے پر اس نے فلیٹ کو تالا لگایا۔ اور چند
لمحوں بعد وہ دونوں صفدر کی کار میں بیٹھے پرائم ہوٹل کی طرف بڑھے
جا رہے تھے۔ پرائم ہوٹل کے عقب میں بڑے بڑے کیبن بنے
ہوئے تھے۔ جن کا گھنٹوں کے حساب سے کرایہ چارج کیا جاتا تھا۔
اور یہاں ہر قسم کی پرائیویسی کا خیال رکھا جاتا تھا۔ اس لئے وہ لوگ
جو کوئی خفیہ باتیں کرنا چاہتے تھے وہ انہی کیبنز کا ہی رخ کرتے تھے۔
کیبن نمبر بارہ سب سے ہٹ کر بنا ہوا تھا اور چونکہ خاصا بڑا تھا
اس لئے اُسے سپیشل کیبن بھی کہا جاتا تھا۔ یہ اتنا بڑا تھا کہ یہاں
دس بارہ افراد کی باقاعدہ میٹنگ بھی ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس
کا کرایہ عام کیبنوں سے تقریباً چار گنا زیادہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ
یہ اکثر خالی رہتا تھا۔ اور تنویر نے اس بات کے پیش نظر مارٹی کو
کیبن نمبر بارہ کا کہا تھا۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ یہ خالی بھی ہو گا۔
اور یہاں مارٹی سے مطلب کی باتیں آسانی سے اگلوائی بھی جا
سکتی تھیں۔ ہوٹل کی پارکنگ میں کار روک کر وہ دونوں سیدھے
کیبن والے حصے کی طرف بڑھ گئے۔ اس حصے کے گرد باقاعدہ
چار دیواری تھی۔ جس کے درمیان گیٹ بنا ہوا تھا۔ گیٹ کے
ساتھ ہی بکنگ کیبن تھا۔ تنویر بکنگ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

"ایک گھنٹے کے لئے کیبن نمبر بارہ" ۔۔۔ تنویر نے جیب
سے بٹوہ نکالتے ہوئے کہا۔

"دو ہزار روپے دے دیجئے" ۔۔۔ بکنگ کلرک نے کہا۔
اور تنویر نے بٹوے سے ہزار ہزار کے دو نوٹ نکال کر بکنگ

کلرک کی طرف بڑھا دیئے۔

بکنگ کلرک نے ایک کارڈ جس پر بارہ نمبر دائرے میں لکھا ہوا تھا۔ دراز سے نکالا اور اس پر دستخط کئے اور پھر اس پر اس وقت کا اور ایک گھنٹے بعد کا وقت لکھکر اس نے کارڈ تنویر کی طرف بڑھا دیا۔ تنویر نے کارڈ اٹھایا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں دو مسلح افراد موجود تھے۔ تنویر نے کارڈ ان میں سے ایک کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اس نے دوسرے کو اشارہ کیا اور اس نے جیب سے چابیوں کا ایک گچھا نکالا۔ اور اس میں سے ایک چابی نکال کر تنویر کے ہاتھ میں دے دی۔

" ایک آدمی مارٹی آئے گا۔ اُسے بارہ نمبر بھجوا دینا "۔۔۔ تنویر نے کہا اور ان دونوں نے سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بارہ نمبر کیبن میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تنویر نے فون پر کیبنز سروس والوں کو ایک بوتل شراب اور تین گلاس بھیجنے کا کہہ دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان شراب کی ایک بوتل اور تین گلاس میز پر رکھ کر اور اس کا معاوضہ نقد وصول کر کے واپس چلا گیا۔ تنویر نے بوتل کھولی اور دو گلاس بھر کر اس نے بوتل رکھی اور اٹھ کر دونوں گلاس اٹھائے اور آدھے سے زیادہ ایک طرف موجود پام کے بڑے سے گملے میں انڈیل کر گلاس واپس میز پر رکھ دیئے۔ اور اب وہ دونوں اس طرح گلاس سامنے رکھے بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہوں نے گلاسوں میں موجود آدھی سے زیادہ شراب پی لی ہو۔ تقریباً دس منٹ

بعد دروازہ کھلا اور ایک بھاری مگر خاصے طاقتور جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اسکے چہرے پر زخموں کے کئی نشانات موجود تھے اور کوٹ کی ایک جیب کا مخصوص ابھار بتا رہا تھا کہ اس میں ریوالور موجود ہے۔ آنکھوں میں وہ مخصوص چمک بھی موجود تھی جو اسس فیلڈ میں کام کرنے والوں کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔

" یہ مسٹر الیگزینڈر ہیں۔ اور الیگزینڈر صاحب یہ میرے دوست مارٹی اور راٹھو صاحب کے رابطہ ایجنٹ ہیں "۔۔۔ تنویر نے باقاعدہ صفدر اور مارٹی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ صفدر نے مصافحہ کیا اور رسمی فقرے بول کر خاموش ہو گیا۔

" یہ لو پیو "۔۔۔ تنویر نے خالی گلاس میں بوتل سے شراب انڈیلتے ہوئے کہا۔ اور مارٹی نے اس طرح جھپٹ کر گلاس اٹھایا جیسے طویل مدت بعد اُسے شراب پینے کو مل رہی ہو۔ اور پھر اس وقت تک اس نے گلاس کو منہ سے علیحدہ نہ کیا جب تک گلاس میں آخری قطرہ بھی شراب کا موجود رہا۔

" ہاں۔ اب بولو۔ کیا ہوا "۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں نے بڑی مشکل سے اُسے تلاش تو کر لیا ہے۔ لیکن وہ فوری طور پر مل نہیں سکتا۔ کسی اہم کام میں مصروف ہے۔ اس لئے ایک ہفتے بعد ملاقات ہو سکتی ہے۔ البتہ کام کی بکنگ کرنے کی اس نے مجھے باقاعدہ اجازت دے دی ہے "۔۔۔ مارٹی نے کہا۔

"سوری مسٹر تنویر۔ میں براہِ راست بات کرنے کا عادی ہوں۔ اور میرے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے۔ تمہاری وجہ سے پہلے ہی میرا کافی وقت ضائع ہوا ہے۔ اس لئے مجھے اجازت"۔۔۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھیں مسٹر الیگزینڈر۔ ابھی تو صرف مارٹی نے بات کی ہے۔ مجھے بات کرنے دیں"۔۔۔۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور صفدر اس طرح منہ بنا کر بیٹھ گیا جیسے بادل نخواستہ اس کی بات مان کر بیٹھ رہا ہو۔

"ہاں مارٹی۔ اب بولو۔ کہاں ہے وہ راکھور"۔۔۔۔ تنویر نے مارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بتایا تو ہے تنویر۔ کہ وہ بے حد مصروف ہے۔ میری اس سے بات ہوئی ہے۔ وہ ایک ہفتے سے پہلے کسی صورت بھی نہیں مل سکتا"۔۔۔۔ مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے بوتل میں موجود باقی ماندہ شراب بھی گلاس میں ڈالی اور غٹاغٹ چڑھا گیا۔

"میں بھی تو یہی پوچھ رہا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ میں اس سے خود بات کرتا ہوں"۔۔۔۔ تنویر نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"سوری تنویر۔ یہ پیشہ ورانہ راز ہے۔ البتہ اگر تمہاری پارٹی مجھے رقم شو کر دے تو میں ایک بار پھر ٹرائی کر سکتا ہوں"۔۔۔

مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہارے لئے مزید شراب منگواتا ہوں۔ تم تھکے ہوئے لگ رہے ہو"۔۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بوتل اٹھائی اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور بوتل پوری قوت سے کرسی پر بیٹھے مارٹی کے سر پر لگی۔ اور چھناکے سے ٹوٹ گئی۔ مارٹی اوغ کی آواز نکال کر کرسی سے نیچے فرش پر گرا اور ساکت ہو گیا۔ تنویر نے جیب سے رسی کا ایک گچھا نکالا اور مارٹی کے بازو اس کے عقب میں کر کے باندھنے کے بعد اس نے اس کی دونوں پنڈلیاں بھی اس کے باقی حصے سے باندھیں اور پھر اُسے اٹھا کر اس نے کرسی پر ڈال دیا۔ صفدر خاموش بیٹھا ہوا تھا تنویر نے اُسے کرسی پر ڈالتے ہی پوری قوت سے تھپڑ مارا۔ اور پھر اس کا بازو کسی مشین کی سی تیزی سے چلنے لگا۔ چوتھے تھپڑ پر مارٹی نے چیختے ہوئے آنکھیں کھولیں اور ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ تنویر نے اطمینان سے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز خنجر نکالا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ مارٹی کے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کی پیشانی کی آدھی سے زیادہ کھال خنجر کی ایک تیز حرکت سے اس طرح اڑا دی۔ جیسے قصائی انتہائی مہارت سے بکرے کی کھال اتارتا ہے۔ مارٹی کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ گیا۔ تنویر نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"اگر تمہارے منہ سے چیخ نکلی تو ایک لمحے میں گردن کاٹ دوں گا" ---- تنویر نے ہاتھ ہٹاتے ہی غرا کر کہا۔ اور مارٹی کا چیخ مارنے کے لئے کھلتا ہوا منہ ایک جھٹکے سے بند ہو گیا۔ البتہ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت کو کنٹرول کرنے کی وجہ سے اور زیادہ بگڑ گیا تھا۔

"بولو۔ کہاں ہے راتھور۔ اور سنو۔ اگر تم نے غلط بیانی سے کام لیا تو جسم کی ساری ہڈیاں توڑ کر سڑک پر پھینک دوں گا بولو" ---- تنویر کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ مارٹی کا جسم نمایاں طور پر کانپنے لگ گیا۔

"وہ ---- وہ تھنڈربال میں موجود ہے۔ نیچے تہہ خانوں میں" مارٹی نے بری طرح کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کا فون نمبر بتاؤ" ---- تنویر نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو مارٹی نے جلدی سے ایک فون نمبر بتا دیا۔ تنویر نے خنجر جیب میں ڈالا اور پھر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"سنو۔ میں تمہارا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر رہا ہوں۔ اگر تم نے غلط بیانی کی ہے تو اب بھی وقت ہے بتا دو۔ ورنہ پھر تمہاری ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہے گی۔ اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے درست بتایا اور بات طے ہو گئی تو تمہیں تمہارا کمیشن بھی ملے گا۔ بولو۔ ملاؤں نمبر" ---- تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے نمبر درست بتایا ہے۔ جو بات کرے اس سے

کہنا کہ ایسٹ ویسٹ بات کرنا چاہتا ہے۔ وہ پوچھے گا کس سے۔ تو تم کہنا ایسٹ نارتھ سے۔ اور راتھور سے بات کرا دی جائے گی" ---- مارٹی نے جلدی سے کہا اور تنویر نے بجائے نمبر ڈائل کرنے کے رسیور واپس کریڈل پر رکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ پوری قوت سے گھوما اور مارٹی کی کنپٹی پر اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک پڑا۔ اور ایک ہی ضرب سے مارٹی کی گردن ڈھلک گئی۔ اب تنویر نے رسیور دوبارہ اٹھایا۔ اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ---- تھنڈربال" ---- رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی کرخت آواز سنائی دی۔

"ایسٹ ویسٹ بات کرنا چاہتا ہے" ---- تنویر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کس سے" ---- دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ایسٹ نارتھ سے" ---- تنویر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ---- ہولڈ آن کرو" ---- دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد رسیور پر ایک چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"کون ہے" ---- بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا جیسے وہ شدید غصے میں بات کر رہا ہو۔

"میرا نام مارٹن ہے۔ اور میں سوک سینٹر کے مارٹی کا دوست ہوں۔ میرے پاس تمہارے لئے ایک بڑا کام موجود ہے۔

معاوضہ مکمل اور کیش ملے گا۔ ساٹھ لاکھ روپے۔ پارٹی میرے
ساتھ ہے۔ مارٹی نے مجھے بتایا ہے کہ تم ایک ہفتے تک مصروف
ہو۔ میں نے سوچا کہ خود بات کر لوں۔ بولو کام لینا چاہتے ہو
یا کسی اور سے بات کر لی جائے"۔۔۔ تنویر نے اُسی طرح سپاٹ
لہجے میں کہا۔

"کام کیا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار قدرے
نرم لہجے میں پوچھا گیا۔

"ظاہر ہے۔ تم ایک ہی کام کر سکتے ہو۔ مارٹی نے تمہاری
جس قدر تعریف کی ہے۔ اس کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ یہ
کام تم لے لو۔ ورنہ تو تم جانتے ہو دارالحکومت میں ایک سے
بڑا قاتل پڑا ہوا ہے"۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کتنے آدمی آؤ گے"۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں اور پارٹی جو ایک آدمی پر مشتمل ہے"۔۔۔ تنویر نے
جواب دیا۔

"اوکے۔ آجاؤ۔ رقم ساتھ لے آنا۔ اور آدھے گھنٹے کے
اندر پہنچ جاؤ۔ تھنڈر بال کے کاؤنٹر پر سپیشل پارٹی کے الفاظ
کاؤنٹر مین سے کہہ دینا۔ وہ تمہیں میرے پاس پہنچا دے گا"
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ ہم آرہے ہیں"۔۔۔ تنویر نے کہا اور رسیور
رکھ دیا۔

"ویری گڈ تنویر۔ تم نے واقعی کام کر دکھایا ہے"۔۔۔

صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں چاہتا ہوں جلد سے جلد کام کمنٹ جائے۔ لیکن اب
اس مارٹی کا کیا کیا جائے۔ فنش کر دوں"۔۔۔ تنویر نے
کہا۔

"ظاہر ہے۔ ورنہ یہ کسی بھی وقت چھپ کر تم پر وار کر سکتا ہے"
صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بعد میں سہی۔ ہم اصل چہروں میں ہیں۔ اس لئے
یہ لوگ ہمارے گلے پڑ جائیں گے۔ یہ بے چارہ تو چھوٹی سی مچھلی
ہے۔ کہیں بھی اس کے سینے میں گولی ماری جا سکتی ہے۔ البتہ
اپنی رسی کھول لیتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے کہا اور پھر اس نے رسی
کھول کر اُسے لپیٹ کر جیب میں ڈالا۔ اور دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔ صفدر اس کے پیچھے تھا۔

"ہمارا ساتھی کمرے میں موجود ہے۔ جب وقت ختم ہو گا۔
وہ چلا جائے گا۔ اس وقت تک اُسے ڈسٹرب نہ کیا جائے"
تنویر نے گیٹ سے گزرتے ہوئے وہاں موجود مسلح محافظوں
سے کہا۔ اور ان کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ دونوں
تیزی سے پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان
کی کار شہر کے شمال مغربی حصے میں واقع تھنڈر بال نامی کلب
کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ تھنڈر بال کلب خاصی بڑی عمارت
تھی۔ یہ کلب جرائم پیشہ افراد کی جنت کہلاتا تھا۔ کیونکہ یہاں
ہر قسم کی منشیات اور شراب نیچے تہہ خانوں میں مل جاتی تھی۔

ہال تقریباً بھرا ہوا تھا۔ لیکن یہاں طوائف ٹائپ عورتوں کی اکثریت تھی۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ جہاں ایک پہلوان نما غنڈہ کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے انہیں اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہا تھا۔

"سپیشل پارٹی" ـــــ تنویر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر سخت لہجے میں کہا اور کاؤنٹر مین بے اختیار چونک پڑا۔

"او۔ کے" ـــــ کاؤنٹر مین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ایک طرف کھڑے ہوئے مسلح نوجوان کو اشارے سے اپنی طرف بلایا۔

"سپیشل پارٹی کو سپیشل روم تک پہنچا دو" ـــــ کاؤنٹر مین نے اس آدمی کے قریب آنے پر کہا۔

"آؤ" ـــــ اس آدمی نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا بائیں طرف جاتی ہوئی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری آخر میں جا کر بند ہو گئی تھی۔ لیکن آخر میں ایک دروازہ تھا۔ اس آدمی نے دروازہ کھولا اور ان دونوں کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور ان کے اندر داخل ہونے پر وہ خود بھی اندر آ گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر سائیڈ پر موجود سوئچ پینل میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے وہ چھوٹا سا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترنے لگا۔ کافی گہرائی میں جا کر وہ رکا تو اس آدمی نے دروازہ کھولا اور اب وہ ایک اور راہداری میں تھے۔ جس کے آخر میں لوہے کا ایک بھاری

دروازہ تھا۔ ان کے قریب پہنچتے ہی دروازے کے درمیان ایک چھوٹی سی کھڑکی کھلی اور اس میں سے دو آنکھیں جھانکتی ہوئی دکھائی دیں۔

"سپیشل پارٹی" ـــــ ساتھ آنے والے نے کہا تو آنکھیں غائب ہو گئیں اور کھڑکی بند کر دی گئی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔

"جاؤ" ـــــ اس آدمی نے کہا۔ اور خود واپس مڑ گیا۔ تنویر اور صفدر اندر داخل ہوئے۔ دروازے کے ساتھ ہی ایک مشین گن سے مسلح آدمی کھڑا تھا۔ اور تنگ سی راہداری آگے جا کر ایک دروازے پر ختم ہو جاتی تھی۔

"سیدھے چلے جاؤ۔ کمرے میں باس موجود ہے" ـــــ اس آدمی نے کہا۔ اور تنویر اور صفدر تیز تیز قدم اٹھاتے سامنے والے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے دروازے کو دھکیلا اور اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان ایک صوفے پر ایک لمبے قد اور چست بدن کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی طوطے جیسی ناک آگے کو کافی مڑی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں سانپ جیسی چمک تھی۔ اور چہرہ زخموں کے چھوٹے بڑے نشانات سے اس طرح بھرا ہوا تھا جیسے کسی اناڑی مصور نے چہرے پر پھول بتیاں اور حشرات الارض کی تصویریں بنانے کی ناکام کوشش کی ہو۔ بحالت مجموعی اس کا چہرہ خاصا کریہہ نظر آتا تھا۔ صوفے کے پیچھے دو مشین گنوں سے مسلح آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

" آؤ آؤ —— صوفے پر بیٹھے ہوئے آدمی نے جو یقیناً راٹھور تھا بڑے کریہہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام راٹھور ہے " —— تنویر نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

" ہاں۔ تم اس وقت راٹھور کے سامنے موجود ہو۔ بیٹھو اور کام کی بات کرو۔ میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہوتا " —— راٹھور نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" میرے پاس بھی وقت بے حد کم ہے " —— تنویر نے اس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی راٹھور کے عقب میں کھڑے دونوں مشین گن بردار بری طرح چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔

" کیا —— کیا مطلب " —— راٹھور بے اختیار بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی انتہائی حیرت انگیز تیزی سے اس نے سائیڈ سے ریوالور نکالا ہی تھا کہ ٹھک کی آواز سنائی دی۔ اور وہ بے اختیار ہاتھ جھٹکنے لگا۔ یہ گولی صفدر کے سائیلنسر لگے ریوالور سے چلی تھی۔

" دوسری طرف منہ کر لو راٹھور۔ ورنہ میں ٹریگر دبانے میں ایک لمحہ بھی دیر نہ کروں گا " —— تنویر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا

" تم ہو کون۔ اور تم نے یہ جرات کیسے کی " —— راٹھور نے

راٹھور بجائے دوسری طرف منہ کرنے کے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی اس کا دایاں کان جڑ سے غائب ہو گیا تھا۔ اور ابھی وہ سنبھلا بھی نہ تھا کہ ٹھک کی آواز سے اس کا بایاں کان بھی غائب ہو گیا۔

" منہ دوسری طرف کرو۔ ورنہ " —— تنویر نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔ اور اس بار دونوں کانوں کی جگہ سے خون بہاتا ہوا راٹھور تیزی سے دوسری طرف کو مڑا ہی تھا کہ یک لخت صفدر اس دوران ریوالور کو نال سے پکڑ چکا تھا بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور ریوالور کا بھاری دستہ پوری قوت سے راٹھور کی کھوپڑی پر پڑا۔ مگر راٹھور بجائے آگے کی طرف جھکنے کے خلاف توقع یک لخت نیچے بیٹھا اور اس نے شاید یہ حرکت صوفہ اچھلنے کے لئے کی تھی۔ کہ تنویر کی لات اس کی کمر پر پوری قوت سے پڑی اور وہ چیختا ہوا صوفے سمیت فرش پر اوندھے منہ گر گیا۔ پھر تو جیسے تنویر کی دونوں لاتوں میں مشینیں فٹ ہو گئیں اور تین چار بھرپور ضربیں کھانے کے بعد آخر کار فرش پر تڑپتا ہوا راٹھور کا جسم ساکت ہو گیا۔ تنویر نے بڑے اطمینان سے جیب سے وہی رسی نکالی۔ جس سے اس نے مارٹی کو باندھا تھا اور وہ جھک کر راٹھور کے بازو اس کے عقب میں کر کے باندھنے لگا۔ جب کہ صفدر تیزی سے مڑا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ پھر جب تنویر نے راٹھور

کو اچھی طرح باندھ کر اٹھا کر صوفے پر ڈالا۔ صفدر واپس کمر
میں آیا۔
"میں نے دروازے پر موجود آدمی کا خاتمہ کر کے دروازہ لا
کر دیا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور تنویر نے اثبات میں س
ہلاتے ہوئے جیب سے وہی خنجر نکالا۔ جس پر ابھی تک ماری
پیشانی سے نکلنے والے خون کی ہلکی سی تہہ موجود تھی۔ اور پو
قوت سے اس نے خنجر صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے راٹھو
کی ران میں گھونپ دیا۔ راٹھور کا جسم تڑپا ضرور لیکن وہ ہو
میں نہ آیا تھا۔ تنویر نے ایک جھٹکے سے خنجر کھینچا اور دوسری
میں گھونپ دیا۔ اس کے ساتھ ہی راٹھور کے چہرے پر شدید تر
تکلیف کے آثار ابھر آئے۔ اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔
"بولو۔ جعلی کرنسی کون پھیلا رہا ہے دارالحکومت میں"۔۔۔۔
تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ گھوما او
تیز دھار خنجر راٹھور کے بازو میں دستے تک اتر گیا۔
"بولو۔ بولو"۔۔۔۔ تنویر نے دہشت زدہ لہجے میں کہا اور ای
جھٹکے سے خنجر کھینچ کر اس نے اس کے دوسرے بازو میں اتا
دیا۔ راٹھور کے حلق سے اب تیز چیخیں نکلنے لگی تھیں۔
"چیخنے سے میرا ہاتھ نہیں رکے گا راٹھور۔ بولنے سے ر
گا"۔۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور خنجر اس نے ایک
بار پھر پہلے والے بازو کے زخم میں اتار دیا۔
"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں نہیں جانتا"۔۔۔۔ راٹھور کے منہ

نکلا ہی تھا کہ تنویر کا بازو گھوما اور اس بار راٹھور کے حلق سے
اس قدر بھیانک چیخ نکلی کہ کمرہ گونج اٹھا۔ تنویر نے خنجر کی نوک
اس کی دائیں آنکھ میں انتہائی بے دردی سے گھونپ دی اور
راٹھور چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ تنویر نے خنجر کھینچ کر بائیں ہاتھ میں
پکڑا اور دائیں ہاتھ سے پوری قوت سے اس کے جبڑے پر
زوردار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر
راٹھور چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس کے منہ سے اس طرح
مسلسل چیخیں نکلنے لگی تھیں جیسے چیخوں کا کوئی ٹیپ چل پڑا ہو۔
"بولو۔ ورنہ اس بار دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا بولو"۔۔۔۔
تنویر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"گگ۔۔۔ گگ۔۔۔ گھوش۔ گھوش"۔۔۔۔ راٹھور نے
ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کون گھوش۔ پوری تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی
سخت لہجے میں کہا۔
"وہ۔۔۔ وہ کافرستان کا آدمی ہے۔ ہفتے میں ایک بار
آتا ہے۔ آج اس کی آمد ہے۔ وہ تاران جزیرے پر آتا ہے۔
میں وہاں سے جا کر اس سے جعلی کرنسی لے آتا ہوں۔ اور پھر اپنے
آدمیوں کے ذریعے اسے پھیلاتا ہوں"۔۔۔۔ راٹھور نے اس
بار جلدی جلدی بتلاتے ہوئے کہا۔
"اس کا حلیہ۔ قد و قامت۔ اس کے آنے کا وقت۔ اور
تمہارے اس سے ملنے اور کوڈ وغیرہ سب بتا دو۔ جلدی کرو۔

میرے پاس وقت نہیں ہے۔ بولو ورنہ" ____ تنویر نے چیختے ہوئے
کہا اور ساتھ ہی اس نے خون آلود خنجر کی نوک اس کی اکلوتی
زندہ آنکھ کے سامنے اس طرح کر دی جیسے ایک لمحے بعد خنجر
کی نوک اس کی آنکھ میں گھس جائے گی۔

"ب ___ ب ___ بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ تم انتہائی
سفاک آدمی ہو۔ بتاتا ہوں" ____ اس بار راٹھور نے قدرے
خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تمہید مت باندھو۔ بولتے جاؤ" ____ تنویر نے غراتے
ہوئے کہا۔

"گھوش لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی ہے۔ نیلے رنگ کا
سوٹ پہنتا ہے۔ اس کے کوٹ کے کالر پر خونخوار مگرمچھ کا سٹکر
لگا ہوا ہوتا ہے۔ وہ نجانے کس طرح جزیرے پر پہنچ جاتا ہے۔
اس کے ساتھ دس مسلح افراد ہوتے ہیں اور جعلی کرنسی کے بڑے
بڑے دس تھیلے۔ وہ مجھ سے پچھلے ہفتے کی رپورٹ لیتا ہے اور
پھر خود ہی اس کی تصدیق کرتا ہے کہ میں نے سچ کہا ہے پھر وہ
جعلی کرنسی کے تھیلے اور معاوضے میں اصلی کرنسی کا بڑا تھیلا میرے حوالے
کر کے مجھے آئندہ ہفتے کی کارکردگی کے لئے باقاعدہ ہدایات
دیتا ہے۔ میں چودہ نمبر کی موٹر لانچ پر وہاں جاتا ہوں۔ اور پھر
سمندر کے اندر جا کر میں لانچ پر ایک مخصوص جھنڈا لگا دیتا ہوں۔
جس پر وہی مگرمچھ بنا ہوتا ہے۔ یہ جھنڈا ابھی اسی نے دیا ہے۔
پھر میں لانچ جزیرے کی مشرقی سمت پر روکتا ہوں اور جزیرے

پر پہنچ جاتا ہوں۔ وہاں اس کے دو مسلح افراد میرا استقبال کرتے
ہیں۔ جزیرے کے درمیان میں ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا ہے وہ
مجھے اس کیبن میں لے جاتے ہیں۔ اور بات چیت کے بعد اس
کے آدمی تھیلے میری لانچ میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور میں لانچ گھاٹ
پر لے جانے کی بجائے مچھیروں کی بستی میں لے جاتا ہوں۔ جہاں
میرے آدمی موجود ہوتے ہیں۔ میں جعلی کرنسی ان میں تقسیم کر کے
انہیں ہدایات دے دیتا ہوں اور اصلی کرنسی لے کر یہاں آجاتا
ہوں۔ ہر ہفتے سوموار کو شام پانچ بجے مجھے وہاں جانا ہوتا ہے"
راٹھور نے پوری تفصیل سے ساری بات بتاتے ہوئے کہا اور
تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے خنجر اس کی شہ رگ میں اتار دیا۔
اور راٹھور بری طرح تڑپتا ہوا صوفے پر گرا۔ تنویر نے ایک جھٹکے
سے خنجر کھینچا اور اُسے اُس کے لباس سے صاف کر کے واپس
جیب میں ڈال لیا۔

"یہ ہے جھنڈا" ____ صفدر جو اس دوران ایک الماری
کی تلاشی لے رہا تھا۔ ایک چھوٹا سا جھنڈا الماری سے نکالتے
ہوئے کہا۔ جو سرخ رنگ کا تھا۔ اور اس پر زرد رنگ کا بڑا
خونخوار سا مگرمچھ بنا ہوا تھا۔

"او۔ کے۔ آؤ۔ پانچ بجے تک ہم اس تک پہنچ جائیں گے" ____
تنویر نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے
جھنڈا لپیٹ کر جیب میں ڈالا۔ اور اس کے پیچھے چل پڑا۔ تنویر
واقعی حیرت انگیز تیزی کا مظاہرہ کر رہا تھا اور ایک لحاظ سے

اس نے چند گھنٹوں میں ہی سارا کیس حل کر ڈالا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کلب سے نکل کر اپنی کار تک پہنچ گئے۔ اور صفدر نے کار تیز رفتاری سے سڑک پر لا کر اُسے دائیں طرف کو موڑ دیا۔

"چیف کو رپورٹ دے دیں"۔۔۔ صفدر نے کافی آگے جا کر ایک ویران سی جگہ پر سائیڈ پہ کار روکتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

صفدر نے کار میں نصب ٹرانسمیٹر پہ ایکسٹو کی فریکوینسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ صفدر کالنگ اوور"۔۔۔ صفدر نے بٹن دبا کر بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"ایکسٹو اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور صفدر نے اُسے تنویر کی کارکردگی کی رپورٹ تفصیل سے سنا دی۔

"گڈ شو۔ تنویر نے واقعی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں ممبران سے ایسی ہی کارکردگی چاہتا ہوں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ اور تنویر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ اب صفدر چیف کو کیا بتاتا کہ تنویر کی اس حیرت انگیز تیز کارکردگی کا اصل پس منظر کیا ہے۔

"اب سر ہم دونوں اس گھوش کو پکڑنے جا رہے ہیں اوور" صفدر نے کہا۔

"تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ گھوش گرفتار ہو کر مر بھی چکا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے چیف نے جواب دیا اور صفدر اور تنویر دونوں اس طرح بے اختیار اچھل پڑے جیسے کار کی سیٹ کے اندر موجود سپرنگ اچانک انتہائی طاقتور انداز میں کھل گئے ہوں اور انہوں نے ان دونوں کو اوپر اچھال دیا ہو۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب باس۔ ابھی تو ہم نے اس کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں اوور"۔۔۔ صفدر نے حیرت کی شدت سے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"گھوش کو نیوی والوں نے گرفتار کیا ہے۔ اس کی لانچ چیک کر لی گئی۔ اور پھر جزیرے کو گھیر لیا گیا۔ نیوی والوں نے سمجھا کہ وہ کوئی عام سا سمگلر ہے۔ لیکن گرفتاری کے بعد جب جعلی کرنسی اس سے دستیاب ہوئی تو معاملہ سنٹرل انٹیلی جنس کو ریفر کر دیا گیا۔ لیکن گھوش نے راستے میں ہی خودکشی کر لی۔ اس کے باقی ساتھی پہلے ہی نیوی کے ساتھ مقابلے میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس لئے گھوش کی گرفتاری کے بعد اس کی خودکشی کی وجہ سے یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ یہاں پاکیشیا میں اس کے رابطے کن لوگوں سے ہیں۔ اور یہ مسئلہ تم دونوں نے حل کر دیا ہے۔ اب گھوش کے متعلق مزید تحقیقات کافرستان میں سیکرٹ سروس کے ایجنٹ کر لیں گے اوور"۔۔۔ چیف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور تنویر کے حیرت سے پھٹی ہوئی آنکھیں اور

ستے ہوئے چہرے دوبارہ نارمل ہونے لگ گئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ کیس ختم ہو گیا اوور" ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ فی الحال ختم ہو گیا ہے۔ تم دونوں واپس جا سکتے ہو۔ اوور اینڈ آل" ——— چیف نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور صفدر اور تنویر دونوں کے حلق سے بیک وقت طویل سانس نکل گئے۔

"اب کیا پروگرام ہے تنویر۔ تمہیں فلیٹ چھوڑ دوں" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تمہاری مرضی۔ میرا پروگرام تو نیلم نگر میں تفریح کرنے کا ہے" ——— تنویر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر تفریح ہی کرنی ہے۔ تو پھر کیوں نہ میں تمہارے ساتھ چلوں۔ لیکن چیف سے اجازت لینی پڑے گی" ——— صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"تمہاری مرضی جو چاہو کرتے رہو" ——— تنویر نے بڑے بے نیازانہ سے انداز میں کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو صفدر کالنگ اوور" ——— صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو اوور" ——— چند لمحوں بعد ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

"باس اگر آپ اجازت دیں تو میں اور تنویر کچھ روز نیلم نگر جا کر تفریح کر آئیں۔ سنا ہے وہاں کا موسم بے حد اچھا ہے اوور" صفدر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"جا سکتے ہو۔ لانگ رینج ٹرانسمیٹر ساتھ لے لینا اوور اینڈ آل" چیف نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

"کمال ہے۔ میرا خیال تھا کہ چیف اتنی آسانی سے اجازت نہ دے گا۔ لیکن اس نے تو اس طرح آسانی سے اجازت دے دی ہے جیسے وہ خود یہی چاہتا ہو" ——— صفدر نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس آسانی سے اجازت دینے سے ہی پتہ چلتا ہے کہ عمران کسی سرکاری کام سے جولیا کو وہاں نہیں لے گیا۔ وہ اُسے واقعی تفریح کے لئے لے گیا ہے۔ اور میں عمران کو اس بار ایسی تفریح سے روشناس کراؤں گا کہ وہ باقی ساری عمر تفریح کا نام لیتے ہوئے بھی خوف کھائے گا" ——— تنویر نے دانت پیستے کے سے انداز میں کہا لیکن صفدر نے کوئی جواب دینے کی بجائے کار سٹارٹ کی اور اُسے آگے بڑھا لے گیا۔ ظاہر ہے وہ تنویر کے جذبات سے اچھی طرح واقف تھا اور اس لئے تو اس نے ساتھ جانے کی پیش کش کر دی تھی تاکہ تنویر کو ممکن حد تک سنبھالا جا سکے۔

"سچ بتاؤ کہ تم یہاں کیوں آئے ہو اور یہ نواب زادی کا اصل چکر کیا ہے۔ ورنہ میں تمہاری اور اپنی جان ایک کر دوں گی" ـــــ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا وہ ابھی اپنے کمرے سے عمران کے کمرے میں آئی تھی۔

"اچھا۔ یعنی ابھی تک تم انہیں علیحدہ علیحدہ سمجھتی ہو۔ اوہ میں ہی آج تک غلط سمجھتا رہا" ـــــ عمران نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی دونوں ہاتھوں سے اس طرح سر پکڑ لیا جیسے وہ زندگی کی آخری بازی بھی ہار گیا ہو۔ اس کے چہرے پر گہرے دکھ اور مایوسی کے شدید آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"کیا ـــ کیا مطلب۔ کن کو علیحدہ علیحدہ سمجھتی رہی ہوں" ـــ جولیا عمران کے فقرے اور اس کے انداز پر بے اختیار بوکھلا کر

بولی۔

"اپنی اور میری جان ناتواں کو۔ حالانکہ میں اس خوش فہمی میں رہا۔ کہ دونوں دراصل ایک ہی ہیں۔ لیکن اب تم کہہ رہی ہو کہ ایک کر دوں گی۔ اور یہ جو آخر میں حرف "گی" آتا ہے۔ اس پر مجھے قطعی اعتماد نہیں ہے۔ جب بھی صبح اخبار پڑھتا ہوں۔ حکومت کی طرف سے یہی اعلانات ہوتے ہیں۔ ملک میں صنعتوں کا جال بچھا دیا جائے گا۔ امن و امان قائم کیا جائے گا۔ مجرموں کو کھل کھیلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تمام بے روزگاروں کو روزگار مہیا کیا جائے گا۔ غریبوں کی قسمت بدل جائے گی۔ ملکی سلامتی کا تحفظ کیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ یعنی گا۔ گے۔ گی۔ تین حروف کے اندر ہی سب کچھ ہوتا رہتا ہے۔ اور آج چالیس سال ہو گئے ہیں یہ گا۔ گے۔ گی کبھی "ہے۔ ہیں" میں تبدیل نہیں ہو سکے۔ اس لئے تمہاری یہ بات بھی بس حکومتی وعدہ ہی ہے کہ جان ایک کر دوں گی" ـــــ عمران نے بڑے دل شکستہ سے لہجے میں کہا۔ اور اس بار جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ نجانے عمران نے اس کے دل کی کون سی تاروں کو چھیڑ دیا تھا کہ اس کا سارا غصہ ایک لمحے میں کافور ہو گیا تھا۔

"وہ تو میں محاورتاً بات کر رہی تھی۔ ورنہ اب کیا کہوں۔ بہر حال یہ نواب زادی کا کیا چکر ہے۔ ابھی باس کا فون آیا ہے۔ اس نے سپیشل کوڈ میں کہا ہے کہ میں عمران کے ساتھ نواب زادی رخشندہ کی دعوت میں جاؤں اور عمران تک کوئی تحفہ بھی پہنچا دیا گیا ہے۔ جو میں اپنی طرف سے نواب زادی کو پیش کر دوں اور کوشش کر دوں

کہ اس سے دوستی ہو سکے۔ لیکن عمران ہم تو یہاں تفریح کے لئے آئے تھے"۔۔۔ جولیا نے بڑے دکھی سے لہجے میں کہا۔

"ہر شخص کی تفریح کے اپنے اپنے انداز ہیں جولیا۔ ہو سکتا ہے تمہارے چیف کے نزدیک یہی تفریح کا انداز ہو۔ ویسے تم تو چلو ڈپٹی چیف ہو۔ تم سوچو کہ میری تفریح کا کیا ہوگا۔ مجھے خواہ مخواہ تمہارے ساتھ پابند کر دیا گیا ہے۔ مجھے بھی تمہارے چیف کا فون آیا تھا۔ میں نے تو یکسر انکار کر دیا۔ مگر تمہارے چیف نے دھمکی دی کہ پھر جولیا علیحدہ کام کرے گی تو مجبوراً مجھے حامی بھرنی پڑی۔ ظاہر ہے اب میں کیا کہوں"۔۔۔ عمران نے فقرہ ادھورا چھوڑا اور اس طرح شرما کر منہ دوسری طرف کر لیا جیسے وہ ناکتخدا مشرقی لڑکی ہو۔

"اوہ واقعی عمران نواب زادی سے ملنا اور اس سے دوستی بھی تو تفریح ہو سکتی ہے۔ ٹھیک ہے میں چلوں گی دعوت میں۔ ویسے بھی وہ بوڑھی عورت ہے۔ لیکن وہ تحفے کہاں ہیں"۔۔۔ جولیا نے عمران کی توقع کے عین مطابق خوشدلی سے رضامند ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے اٹھ کر کمرے میں موجود الماری سے دو گفٹ پیک نکال کر جولیا کے سامنے رکھ دیئے۔

"ان میں کیا ہے"۔۔۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"بقول لے آنے والے کے ایک میں انگوٹھی ہے۔ جسے تم نے اس نواب زادی کو پیش کرنا ہے اور دوسرے میں قلم سیٹ ہے۔ جو میں نے اس بڑھیا کو دینا ہے"۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے

ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر لفظ بڑھیا کہا تھا۔ تاکہ جولیا کے ذہن میں موجود رہا سہا شک بھی ختم ہو جائے۔ حالانکہ وہ نوابزادی کا فوٹو دیکھ چکا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ کس وقت چلنا ہے"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ایک گھنٹے بعد کار آئے گی"۔۔۔ عمران نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ میں تیار ہو جاؤں گی اس دوران"۔۔۔ جولیا نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اور عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ جولیا کو رضامند کرنا ہی سب سے مشکل مرحلہ تھا جو بہرحال طے ہو گیا تھا۔

اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ دونوں نئے ماڈل کی قیمتی رولز رائس کار میں بیٹھے نیلم نگر کے پہاڑی راستوں پر آگے بڑھے جا رہے تھے۔ کار نواب زادی رخشندہ کی طرف سے بھیجی گئی تھی۔ ڈرائیور مقامی تھا اور اس نے باقاعدہ نہ صرف خوب صورت یونیفارم پہن رکھی تھی بلکہ اس کے ہاتھوں میں دستانے بھی تھے۔ اور وہ بے حد مؤدب اور بااخلاق بھی نظر آ رہا تھا جولیا اور عمران دونوں کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"تمہارا کیا نام ہے مسٹر ڈرائیور"۔۔۔ عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مشتاق احمد جناب"۔۔۔ ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ تو شاعر بھی ہو۔ لیکن تمہاری شاعری میں تو گل و بلبل کی بجائے ایکسیلیٹر۔ کلچ۔ بریک جیسی اصطلاحیں استعمال ہوتی ہوں گی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں شاعر نہیں ہوں صرف ڈرائیور ہوں" ۔۔۔ ڈرائیور نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شاعر نہیں ہو تو پھر تخلص کیا صرف رعب کے لئے لگا رکھا ہے نام کے ساتھ" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تخلص۔۔۔ کیسا تخلص۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات" ۔۔۔ ڈرائیور کے لہجے میں اس بار شدید حیرت تھی۔

"ابھی تم نے اپنا نام نہیں بتایا مشتاق احمد جناب۔ اور ظاہر ہے نام تو ہوا مشتاق احمد اور جناب تخلص ہو گا۔ ویسے خاصا ماڈرن تخلص ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس بار ڈرائیور نہ چاہنے کے باوجود ہنسنے پر مجبور ہو گیا۔

"یہ تخلص نہیں ہے۔ یہ تو میں نے آپ کے لئے کہا تھا" ۔۔۔ ڈرائیور نے اپنی طرف سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے میں یہ تخلص رکھ لوں اور شاعری شروع کر دوں۔ نہ مسٹر ڈرائیور یہ کام میرے بس کا نہیں ہے۔ ویسے بھی سنا ہے کہ جب تک شاعر کے سامنے کوئی حسن کا شاہکار موجود نہ ہو شاعری ہو ہی نہیں سکتی" ۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

"کیا فضول باتیں شروع کر دی ہیں تم نے۔ خاموش بیٹھو"

جولیا نے اسے غصے سے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے مسٹر ڈرائیور کا خیال ہے کہ حسن کے شاہکار کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے مجھے شاعری شروع کر دینی چاہیئے اور تم کہہ رہی ہو کہ یہ فضول باتیں ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس" ۔۔۔ اس بار جولیا کا غصہ واقعی مصنوعی تھا۔

"مجبوری ہے مسٹر ڈرائیور۔ جب حسن ہی نہ چاہے تو شاعری کیسے کی جا سکتی ہے۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ سنا ہے نواب زادی صاحبہ بھی ملکہ حسن ہیں" ۔۔۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے درست سنا ہے جناب" ۔۔۔ ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا جو اطمینان سے نشست سے پشت لگائے بیٹھی ہوئی تھی ڈرائیور کا جواب سن کر یک لخت چونک کر سیدھی ہو گئی۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا نواب زادی صاحبہ نوجوان ہیں" ۔۔۔ جولیا نے انتہائی سخت نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے ڈرائیور سے پوچھا۔

"آپ ابھی تھوڑی دیر بعد ان سے مل لیں گی۔ میں تو ایک معمولی سا ملازم ہوں مادام" ۔۔۔ ڈرائیور نے ٹالنے کے سے انداز میں جواب دیا اور جولیا کے بے اختیار ہونٹ بھنچ گئے۔ وہ اب انتہائی زہریلی نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔ جو

نشست سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے اس طرح بیٹھا ہوا
جیسے اُسے دنیا کی کسی بات سے کوئی مطلب ہی نہ ہو۔
کار تھوڑی دیر بعد پہاڑی ڈھلوان پر بنے ہوئے ایک
مگر انتہائی شاندار محل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی۔ ہر طرف
باوردی مسلح محافظ اس طرح موجود تھے جیسے یہ کسی ملک کے
سربراہ کی رہائش گاہ ہو۔ محل کے خوب صورت پورچ میں
پہنچ کر کار رکی۔ تو برآمدے میں موجود دو خوب صورت
لڑکیوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر عمران اور جولیا کا بڑے
بااخلاق انداز میں استقبال کیا اور انہیں لے کر ایک وسیع
وعریض ڈرائنگ روم میں پہنچ گئیں۔

"تشریف رکھیں۔ نواب زادی صاحبہ ابھی تشریف لانے
والی ہیں"۔۔۔ ان لڑکیوں نے کہا اور عمران اور جولیا کے
بیٹھنے کے بعد وہ ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑی ہوگئیں۔
جولیا حیرت سے اس انتہائی نوابانہ انداز میں سجے ہوئے
ڈرائنگ روم کو دیکھنے میں مصروف ہوگئی جب کہ عمران کرسی
پر بیٹھ کر اس طرح اونگھنے لگا جیسے کئی راتوں سے جاگتا رہا ہو۔
ایک طرف کھڑی ہوئیں دونوں لڑکیاں عمران کی حالت دیکھ
کر مسکرا رہی تھیں۔

چند لمحوں بعد ایک سائیڈ پر موجود دروازے کا پردہ ہٹا
اور نواب زادی رخشندہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر
مغربی لباس تھا۔ اور چہرہ بھاری میک اپ کے بوجھ تلے دبا

ہوا تھا۔ اس نے ہر لحاظ سے اپنے چہرے کو جوان بنانے کی پوری کوشش
کی ہوئی تھی۔ البتہ اس کا جسم سمارٹ لڑکی جیسا ہی تھا۔ چھریرا
اور متناسب۔ دونوں لڑکیاں تیزی سے آگے بڑھیں اور نواب زادی
رخشندہ کے سامنے رکوع کے بل جھک گئیں۔ نواب زادی
رخشندہ نے بڑے پر تکلفانہ انداز میں سر ہلا دیا۔ اور پھر میز
کی طرف بڑھ آئی۔ جولیا اخلاقاً اٹھ کھڑی ہوئی تھی جب کہ عمران
اسی طرح بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

"ہم اپنے مہمانوں کو اپنے محل میں خوش آمدید کہتے ہیں"۔
نواب زادی رخشندہ نے قریب آتے ہوئے مسکرا کر جولیا
سے کہا۔ البتہ وہ کن انکھیوں سے عمران کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"ارے آگئی وہ نواب زادی۔ اتنی جلدی۔ مجھے تھوڑا سا
اونگھنے کا بھی موقع نہیں ملا"۔۔۔ عمران نے چونک کر اتنی
اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا کہ اس کی آواز نواب زادی
کے کانوں تک آسانی سے پہنچ جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی
عمران اس طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھا کہ کرسی اس کے
جسم سے ٹکرا کر ایک دھماکے سے نیچے جا گری۔

"لاحول ولاقوۃ۔ یہ تو مجھے کاغذی کرسی لگتی ہے۔ جیسے فلموں میں
سیٹ لگائے جاتے ہیں۔ اور وہاں گتے کی میزیں رکھ دیتے
ہیں۔ تاکہ لڑتے ہوئے جلدی ٹوٹ بھی سکیں اور چوٹ بھی نہ
آئے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے
ساتھ ہی وہ نواب زادی کی طرف مڑا۔ نواب زادی کے چہرے

پر اب نہ صرف غصے کے تاثرات تھے بلکہ اس کی آنکھوں
بھی شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

" ارے کمال ہے۔ نواب زادیاں اس قدر خوب صور
ہوتی ہیں۔ میں تو سمجھا تھا کہ ہتھنی کی طرح موٹی اور بے ڈو
ہوتی ہوں گی" ـــــ عمران نے آنکھیں پھاڑ کر نوابزادی رخش
کو دیکھتے ہوئے اس قدر بے ساختہ لہجے میں کہا کہ نواب زا
کا غصے سے تنا ہوا چہرہ یک لخت کھل اٹھا۔ عمران کی تعر
اس قدر بھرپور اور بے ساختہ تھی کہ نواب زادی رخشندہ
سارا غصہ ایک لمحے میں فراموش کر دینے پر مجبور ہو گئی تھی۔

" مجھے جولیانا فٹزواٹر کہتے ہیں" ـــــ اس بار جولیا نے من
بناتے ہوئے کہا۔ وہ اب تک عمران کی باتوں پر مسکرا رہی ت
اس لئے اس نے اپنا تعارف نہ کرایا تھا لیکن اب عمران کے ا
فقرے اور نواب زادی کے اس کی طرف متوجہ ہونے پر ا
نے فوراً اُسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے تعارف کرا د

" اور مجھ حقیر فقیر پُرتقصیر بندہ نادان۔ کشتہ حسن نواب زادگان
کو علی عمران کہتے ہیں" ـــــ عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر اد
سر کو جھکاتے ہوئے اس طرح تعارف کرایا جیسے واقعی قد
زمانے میں نوابوں کے سامنے تسلیمات پیش کی جاتی تھیں۔

" ہمیں خوشی ہوئی ہے آپ سے مل کر" ـــــ نواب زاد
رخشندہ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اپنا
ہاتھ عمران کی طرف بڑھایا۔ اس کی ہتھیلی کی پشت اوپر کو اٹھی

ہوئی تھی۔ تاکہ آداب مکمل کرنے کے لئے عمران اُسے آنکھوں سے
لگا کر چوم سکے۔

" مم ـــ مگر خالی خوشی۔ اوہ واقعی آج کل کے نواب بھی
میری طرح مفلس ہو گئے ہیں۔ بہرحال میں دیکھتا ہوں۔ شاید
کچھ مل جائے" ـــــ عمران نے بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔
اور جلدی سے اپنے کوٹ کی جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں۔

" میں نے اپنا ہاتھ آپ کی طرف اس لئے بڑھایا ہے۔
تاکہ آپ میری پوری طرح عزت افزائی کر سکیں" ـــــ
نواب زادی کا چہرہ دوبارہ غصے سے سرخ پڑنے لگا تھا۔

" لاحول ولا قوۃ۔ میں سمجھا کہ آپ نے اپنا خالی ہاتھ اس لئے
بڑھایا ہے تاکہ میں آپ کو کچھ دے سکوں۔ ویسے معاف کیجئے
گا۔ اماں بی نے نامحرم کے ہاتھوں کو چھونا تو ایک طرف انہیں
دیکھنے سے بھی منع کر رکھا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس سے
گناہ ہوتا ہے اور اللہ میاں دوزخ میں ڈال دیتے ہیں۔ اور
دوزخ کے فرشتے آگ کے کوڑے مارتے ہیں۔ ویسے آپ
کا یہ نازک اور خوب صورت نفیس ہاتھ مجھے بے حد پسند آ
رہا ہے۔ لیکن وہ دوزخ کے فرشتے۔ ان کا کیا کروں" ـــــ
عمران نے کہا تو نواب زادی نے بے اختیار اپنا ہاتھ واپس
کھینچ لیا۔ کمرے میں موجود دونوں لڑکیاں اور نواب زادی
کے عقب میں آنے والے دو مسلح افراد حیرت سے یہ سب
کچھ دیکھ رہے تھے۔ جب کہ جولیا کے چہرے پر ایک فاخرانہ

مسکراہٹ طاری تھی۔
"تشریف رکھیں"۔۔۔۔ نواب زادی نے جھٹکے دار لہجے میں
کہا اور خود ایک طرف رکھی ہوئی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس
کے ہونٹ اس بری طرح بھینچے ہوئے تھے کہ جیسے اپنا خون خود
ہی پینا چاہتی ہو۔ اور آنکھوں سے شدید ناگواری، بیزاری اور
جھنجھلاہٹ کے تاثرات نمایاں تھے۔ نواب زادی کے بیٹھتے ہی
جولیا اور عمران دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اور اس کے ساتھ
ہی ایک باوردی ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اور اس
نے چائے کا سامان میز پر سجانا شروع کر دیا۔ پھر اس نے
انتہائی نفیس پیالیوں میں چائے بنائی اور ایک ایک کپ ان
تینوں کے سامنے رکھ کر وہ مودبانہ انداز میں واپس مڑ گیا۔
"آپ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان
کے اکلوتے صاحبزادے ہیں آپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے
ڈاکٹریٹ کیا ہوا ہے۔ اور آپ کئی کیسوں میں انٹیلی جنس کے
سپرنٹنڈنٹ فیاض کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ اتنا تو ہمیں آپ
کے متعلق معلوم ہے۔ مزید آپ کچھ بتانا پسند کریں گے"۔۔۔
نواب زادی نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔
"جی ہاں۔ میں جس فلیٹ میں رہتا ہوں وہ سپرنٹنڈنٹ
فیاض کی ملکیت ہے۔ اور وہ مجھے ہر وقت اس کے خالی کرا
لینے کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ میرا باورچی آغا سلیمان
پاشا مونگ کی دال پکانے کا سپیشلسٹ ہے۔ لیکن اس کی یہ

کمزوری ہے کہ وہ ہر وقت اپنی سابقہ چھ سالوں کی تنخواہ بھی مجھ
سے مانگتا رہتا ہے۔ اور یہ قیمتی سوٹ جو آپ کو میرے جسم پر
نظر آ رہا ہے یہ میرے باورچی آغا سلیمان پاشا کا ہے۔ بڑی
مشکل سے نظریں بچا کر میں اسے پہن کر آیا ہوں۔ اگر اسے پتہ
چل جاتا تو بیچ چوراہے میں سوٹ اتروانے سے بھی باز نہ آتا۔
آکسفورڈ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لینے کے باوجود وہ مجھے جاہل
ہی کہتا ہے۔ کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے ڈگری کے کاغذ سے
زیادہ قیمتی نوٹ کا کاغذ ہوتا ہے۔ میرے خیال میں فی الحال
اتنا ہی کافی ہے۔ آئندہ ملاقات میں مزید تفصیلات عرض
کر دوں گا"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں بات
کرتے ہوئے کہا۔
"مگر سر رحمان تو بہت بڑے جاگیردار ہیں اور میرے مرحوم
والد تو ان کی دولت اور شرافت کی بڑی تعریفیں کرتے رہتے
تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ میرے ہوٹل
میں ٹھہرے ہیں تو میں نے آپ کی دعوت کرنی مناسب سمجھی۔
لیکن"۔۔۔ نواب زادی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس
نے جولیا کو اس طرح نظر انداز کر دیا تھا جیسے اس کا وجود عدم
وجود برابر ہو۔ اور اپنے آپ کو اس طرح نظر انداز ہوتے دیکھ
کر جولیا کا چہرہ غصے سے تنا جا رہا تھا۔
"آپ کے والد مرحوم جو کچھ بھی فرماتے تھے سچ فرماتے تھے۔
لیکن قبلہ ڈیڈی مجھے ناخلف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ میں نے تو کئی بار

خلف اور ناخلف کا فرق سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن وہ پرانے زمانے کے استادوں سے پڑھے ہوئے ہیں۔ اس لئے کسی طرح سمجھنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتے۔ مجبوری ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ مس جولیا۔ آپ سیاح ہیں"۔۔۔ نواب زادی اب جولیا سے مخاطب ہوئی۔

"جی نہیں۔ میں پاکیشیائی شہری ہوں اور یہاں ایک ادارے میں ایک بڑے عہدے پر فائز ہوں"۔۔۔ جولیا نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس ادارے میں"۔۔۔ نواب زادی نے چونک کر پوچھا۔

"یہ ادارہ خدمت خلق کے تحت ایک یتیم خانے کی اسسٹنٹ چیف ہیں"۔۔۔ جولیا کے بولنے سے پہلے ہی عمران بول پڑا۔

"یوشٹ اپ۔ نانسنس۔ تمہارے ساتھ دوستی کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس طرح بکواس کرنے لگ جاؤ۔ میں امپورٹ ایکسپورٹ کے ایک بین الاقوامی ادارے کی پرچیز ڈائریکٹر ہوں"۔۔۔ جولیا نے پہلے عمران کو بُری طرح جھاڑتے ہوئے کہا اور پھر نواب زادی سے مخاطب ہو گئی۔ نواب زادی کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"اوہ۔ اب میں سمجھی۔ ہوٹل فائیو سٹار کا خرچہ آپ برداشت کر رہی ہیں۔ ویسے مس جولیا آخر عمران میں آپ کو ایسی کیا

بات نظر آگئی۔ کہ آپ نے اس سے دوستی کر لی"۔۔۔ اس بار نواب زادی نے سارے تکلفات بالائے طاق رکھتے ہوئے سیدھے اور صاف لہجے میں بات کر دی۔

"یہ بھی نواب زادی بننے کے چکر میں ہیں۔ کہتی ہیں۔ یہاں کی نواب زادیاں بڑے عیش و عشرت کی زندگی گزارتی ہیں"۔۔۔ عمران نے بھی اس بار ذرا صاف بات کر دی۔

"اوہ۔ میں اب سمجھی۔ تو مس جولیا تم سے شادی کر کے مہر رحمان کی جاگیر حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ بہت خوب۔ اچھی پلاننگ ہے"۔۔۔ نواب زادی اب باقاعدہ بداخلاقی پر اتر آئی تھی۔

"میں نواب زادیوں پر لعنت بھیجتی ہوں۔ اور خاص طور پر تم جیسی بداخلاق نواب زادی کو دیکھ کر تو مجھے اس لفظ سے ہی نفرت ہو گئی ہے"۔۔۔ جولیا یک لخت پھٹ پڑی۔

"یوشٹ اپ۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم میرے متعلق ایسے الفاظ کہو"۔۔۔ نواب زادی رخشندہ نے یک لخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا چہرہ غیض و غضب سے بُری طرح بگڑ گیا تھا۔

"ارے ارے۔ یہ کیا۔ سیانے سچ ہی کہتے ہیں کہ ایک نیام میں دو تلواریں اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ چاہے ایک تلوار پرانی ہو اور ایک نئی"۔۔۔ عمران نے اٹھ کر بیچ بچاؤ کرانے

کے سے انداز میں کہا۔

"یو شٹ اپ۔ دفع ہو جاؤ۔ تم دونوں یہاں سے۔ آئی سے
گیٹ آؤٹ۔ سنو جابر۔ ان دونوں کو دھکے دے کر محل سے
باہر نکال دو"۔۔۔ نواب زادی نے بری طرح چیختے ہوئے اپنے
ایک مسلح محافظ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی
وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اسی دروازے میں غائب ہو گئی جس سے
ڈرائنگ روم میں آئی تھی۔

"آپ تشریف لے جائیں"۔۔۔ اس مسلح محافظ نے درشت
لہجے میں عمران اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہیں کتنی تنخواہ ملتی ہے"۔۔۔ عمران کا لہجہ یک لخت
اس طرح سنجیدہ ہو گیا کہ اس کی طرف بڑھتا ہوا جابر یک لخت
ٹھٹھک کر رک گیا۔

"پلیز آپ تشریف لے جائیں اسی میں آپ کی بہتری ہے۔
نواب زادی صاحبہ نے نجانے کس طرح اپنا غصہ برداشت
کیا ہے۔ ورنہ اب تک آپ دونوں کی لاشیں یہاں پھڑک
رہی ہوتیں"۔۔۔ جابر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں پوچھ رہا ہوں تمہیں کتنی تنخواہ ملتی ہے"۔۔۔ عمران
نے سانپ کی طرح سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دس۔۔۔ دس ہزار ماہانہ"۔۔۔ جابر نے بے اختیار
ہو کر کہا۔

"تو اپنی مالکن سے کہہ دینا کہ میں دس ہزار روپے روزانہ

خیرات کر دیتا ہوں۔ آؤ جولیا"۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ
لہجے میں کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا بھی ہونٹ
بھینچے اس کے پیچھے چل پڑی۔

"توبہ۔ اس قدر بد اخلاق اور جاہل ثابت ہو گی یہ بڑھیا۔ مجھے
تصور تک نہ تھا"۔۔۔ جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی آگے آگے دیکھنا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"کیا مطلب"۔۔۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"میرا مطلب ہے کہ اب ہمیں ہوٹل تک پیدل چلنا پڑے
گا۔ اس طرف تو کوئی ٹیکسی بھی نہیں ملتی"۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس قدر فاصلہ پیدل کیسے چلیں گے"۔۔۔
جولیا نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران
اور جولیا پورچ میں پہنچ گئے۔ جہاں وہی کار ابھی تک موجود تھی۔
جس پر وہ یہاں آئے تھے۔ ڈرائیور مشتاق احمد بھی ساتھ ہی
مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ ان کے کار کے قریب پہنچتے ہی
اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر کار کا عقبی دروازہ کھولا
اور عمران نے جولیا کو مسکراتے ہوئے اشارہ کیا۔ اور جولیا
جلدی سے کھلے دروازے سے عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس
کے بعد عمران بیٹھا اور ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور جلدی
سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار تیزی سے

آگے بڑھ گئی۔ جولیا کی نظریں اندرونی دروازے کی طرف لگی ہوئی
تھیں۔ اُسے شاید خطرہ تھا کہ وہ جابر کہیں باہر آ کر ڈرائیور کو
منع نہ کر دے۔ لیکن کار گیٹ کراس کر گئی اور کسی نے انہیں
نہ روکا تو جولیا نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ عمران اُسی
طرح آنکھیں بند کئے نشست سے سر ٹکائے خاموش بیٹھا
ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار نے انہیں ہوٹل فائیو سٹار کے
مین گیٹ کے سامنے اتار دیا اور ڈرائیور سلام کر کے
واپس چلا گیا۔

"شکر ہے۔ انہیں ڈرائیور کو روکنے کا خیال نہیں آیا"۔۔۔
جولیا نے کار کے واپس جانے کے بعد مسکراتے ہوئے
کہا۔

"شاید اتنی بد اخلاق نہ ہو گی نواب زادی جتنا ہم نے
سمجھ لیا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن جیسے
ہی وہ ہال میں داخل ہو کر اوپر جانے کے لئے لفٹ کی طرف
بڑھنے لگے ایک سپروائزر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"معاف کیجئے"۔۔۔ اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"معاف کیا"۔۔۔ عمران نے بڑی شان بے نیازی سے
کہا۔ اور اُسی طرح آگے بڑھتا چلا گیا۔

"جناب آپ کا سامان کاؤنٹر پر موجود ہے۔ آپ کے کمرے
خالی کرا لئے گئے ہیں"۔۔۔ اس بار اس سپروائزر نے کہا تو
جولیا بے اختیار مڑ گئی۔

"کیا مطلب۔ کس میں یہ جرأت ہے کہ ہمارے کمرے خالی
کرا سکے"۔۔۔ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم تو حکم کے پابند ہیں مادام۔ یہ حکم نواب زادی صاحبہ
کا تھا۔ اور وہ اس ہوٹل کی مالکہ ہیں"۔۔۔ سپروائزر نے
سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"آؤ جولیا۔ یہی کافی ہے کہ اس نے سامان باہر سڑک پر
پھینکوا دینے کا حکم نہیں دے دیا"۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے واپس گیٹ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"سامان باہر کار تک پہنچوا دو سپروائزر"۔۔۔ عمران نے
سپروائزر سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور جولیا کو ساتھ
لئے ہوٹل کے ہال سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھ گیا جہاں
اس کی کار موجود تھی۔

"میں اسے گولی مار دوں گی۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں
گی"۔۔۔ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اصل بات بتا دوں کہ اس نے اتنی بد اخلاقی کیوں کی ہے"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ اصل بات کا کیا مطلب۔ کیا کوئی خاص
مقصد ہے۔ اس بد اخلاقی کے پیچھے"۔۔۔ جولیا نے بے اختیار
چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ تم نے تو غصے میں اس بارے میں سوچا ہی نہیں۔ تم
نے سنا نہیں کہ اس نے باقاعدہ میرے بارے میں

تحقیقات کرائی تھی۔ اس کا اصل مقصد تھا کہ مجھے دعوت کے بہانے بلا کر مجھے شادی کے لئے مجبور کرے۔ تمہیں اس نے اس لئے بلا لیا تھا کہ اس کا خیال تھا کہ تم ایک سیاح ہو۔ اس لئے تمہیں اس سے کوئی دلچسپی نہ ہوگی۔ لیکن پھر وہ تمہیں دیکھ کر جل گئی۔ اب ظاہر ہے۔ بھلا کہاں جولیا اور کہاں وہ نواب زادی"۔۔۔ عمران نے بڑے رومانٹک سے لہجے میں کہا اور جولیا کا غصے کی شدت سے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑا ہوا چہرہ یک لخت کھل اٹھا۔

"اوہ اوہ۔ تو یہ بات تھی۔ اوہ۔ اب میں سمجھی ہوں۔ پھر تو واقعی اُس کا یہ رد عمل فطری تھا۔ ہونہہ نانسنس وہ اس قسم کا اشارہ بھی کرتی تو میں اُسے وہیں کھڑے کھڑے گولی نہ مار دیتی۔ بڑی آئی نواب زادی"۔۔۔ جولیا نے بڑے پیار بھرے لہجے میں کہا۔ اُسی لمحے پورٹر نے ان دونوں کے بیگ لا کر کار کے ساتھ رکھ دیئے۔ عمران نے ڈگی کھول کر دونوں بیگ کار میں رکھے اور پھر جولیا کو سائیڈ سیٹ پر بٹھا کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جولیا کے چہرے پر اب غصے کی بجائے عجیب سی مسرت اور اطمینان کا ملا جلا تاثر موجود تھا۔ عمران نے کار آگے بڑھائی اور گیٹ سے باہر نکال کر وہ اُسے دائیں طرف لے جانے لگا۔

"اب کہاں جا رہے ہو"۔۔۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"جہاں تم کہو"۔۔۔ عمران نے بڑے رومانٹک لہجے میں کہا۔

"کسی اور اچھے سے ہوٹل میں چلو"۔۔۔ جولیا نے دل کی گہرائیوں سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر۔ اس کا کرایہ۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے....." عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مر کیوں رہے ہو۔ کرایہ بھی ادا ہو جائے گا"۔۔۔ جولیا نے اُسے مصنوعی غصے سے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"مرنے کے بعد کرایہ نہیں کفن دفن کے اخراجات ادا ہوتے ہیں مس جولیانا فٹرواٹر"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ ایسی بدشگونی کی باتیں مت کیا کرو"۔۔۔ جولیا نے اس بار حقیقی انداز میں اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے کار ایک اور ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں تیسری منزل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔

"اب چیف کو کیا رپورٹ دو گی۔ نہ ہی وہ تحفے دیئے جا سکے اور نہ ہی دوستی ہو سکی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اوہ چیف تو سخت ناراض ہوگا"۔۔۔ جولیا کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا۔ اُسے شاید اب تک اس بات کا خیال تک نہ آیا تھا۔

"تو پھر کیا خیال ہے۔ واپس چلیں اس کے محل میں"۔۔۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ یہ تم کہہ رہے ہو۔ اس بے عزتی کے بعد بھی واپس جانے کو تمہارا دل کہہ رہا ہے" ___ جولیا نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں تو تمہاری وجہ سے کہہ رہا تھا۔ ورنہ مجھے تمہارے چیف نے کیا کہنا ہے۔ میں کوئی اس کا ملازم ہوں" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کروں۔ چیف نے تو ایک بات نہیں سننی۔ وہ تو ویسے ہی جذباتی باتیں سننے کا قائل نہیں ہے۔ سنو عمران تم بات کرو چیف سے۔ کسی طرح اُسے قائل کرو کہ وہ عورت اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس سے دوستی ہو سکے" ___ جولیا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے میں اس سے ڈانٹ کھاؤں۔ چلو تمہاری خاطر یہ بھی سہی" ___ عمران نے کہا۔ اور جولیا کا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔ عمران نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا یہ ڈائریکٹ فون تھا۔ اس لئے اس نے اطمینان سے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس" ___ چند لمحوں بعد رسیور پر ایکسٹو کی آواز ابھری
"عمران بول رہا ہوں جناب" ___ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے" ___ دوسری طرف سے اُسی طرح سرد

لہجے میں کہا۔

"ناکامی کی رپورٹ ہے جناب" ___ عمران نے قدرے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا ___ کیا کہہ رہے ہو۔ کیسی ناکامی" ___ دوسری طرف سے ایکسٹو کا لہجہ پہلے سے کہیں زیادہ سرد ہو گیا تھا۔ جولیا بے اختیار ہونٹ کاٹنے لگی۔

"جناب میں اور جولیا آپ کے حکم کے مطابق نواب زادی صاحبہ کی دعوت پر گئے۔ لیکن اس نے نہ صرف جولیا کی بے عزتی کی بلکہ ہم دونوں کو دھکے مار کر اپنے محل سے بھی نکال دیا۔ ہم دونوں پیدل چلتے دھکے کھاتے جب واپس ہوٹل پہنچے تو ہمارا سامان باہر سڑک پر پڑا ہوا تھا۔ نواب زادی صاحبہ چونکہ ہوٹل فائیو سٹار کی مالکہ تھیں اس لئے انہوں نے ہمارا سامان باہر پھنکوا دیا۔ اب ہم دوسرے ہوٹل میں شفٹ ہوئے ہیں۔ اس نے تحفے لینے سے بھی انکار کر دیا تھا" ___ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جولیا کہاں ہے" ___ ایکسٹو نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"جی میرے پاس بیٹھی اپنی بے عزتی پر غصے کے مارے بل کھا رہی ہے" ___ عمران نے جولیا کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اُسے فون دو" ___ ایکسٹو نے اُسی طرح سرد لہجے میں

کہا۔ اور عمران نے رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس" ——— جولیا نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہوئی ہے جولیا۔ تفصیل سے بتاؤ" ——— ایکسٹو نے سرد لہجے میں پوچھا۔ اور جولیا نے نواب زادی کے محل میں پہنچنے سے لے کر اس کے دھکے دے کر باہر نکالنے کے عمل تک سب کچھ پوری تفصیل سے بتا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس عمران نے دراصل شرارت کی ہے۔ اس نے جان بوجھ کر وہاں ایسی باتیں کی ہیں کہ تم دونوں کے درمیان دوستی نہ ہو سکے" ——— ایکسٹو کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"نہیں باس۔ اس میں عمران کا کوئی قصور نہیں ہے وہ عورت اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس سے دوستی تو کیا ملاقات بھی کی جا سکے" ——— جولیا نے فوراً ہی عمران کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

"سنو جولیا۔ میں نے تمہیں وہاں اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ مجھے صرف تمہاری اس سے دوستی مطلوب تھی۔ نوابزادی رخشندہ کے متعلق ایسی اطلاعات مل رہی ہیں کہ وہ کسی بڑے جرم میں ملوث ہے۔ اس لئے میں چاہتا تھا کہ دوستی کے پردے میں تم اس بارے میں اصل حالات معلوم کر سکو۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ تم اب کون سے ہوٹل میں ہو" ——— ایکسٹو نے

وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل رین بو کمرہ نمبر اٹھارہ اور انیس۔ تیسری منزل" ——— جولیا نے جلدی سے پورا پتہ بتلاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ میں دوبارہ تمہیں ہدایات دوں گا" ——— ایکسٹو نے کہا۔ اور رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا نے اس طرح اطمینان کا سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا جیسے اس کے کاندھوں سے کوئی بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

"بلا ٹلی۔ ورنہ مجھے تو خطرہ تھا کہ چیف بجانے غصے میں کیا حکم دے دے" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ اب خود دوستی کرے گا اس نواب زادی سے اور ہو سکتا ہے تمہیں اب اس کی بھی ماتحتی کرنی پڑے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ چیف اس طرح کی گھٹیا باتیں سوچ ہی نہیں سکتا۔ اور اب اٹھو ہم یہاں کمرے میں بند ہو کر بیٹھنے کے لئے نہیں آئے" ——— جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ عمران بھی سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر آ گئے۔

ایک بڑے سے کمرے کے درمیان میں موجود میز کے
گرد دو عورتیں اور ایک مرد کرسیوں پر خاموش بیٹھے ہوئے
تھے۔ سائیڈ پر رکھی ہوئی ایک کرسی خالی تھی۔ یہ تینوں افراد خاموش
بیٹھے ہوئے اپنے اپنے خیالوں میں غرق تھے کہ کمرے کا ایک
دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا بھاری جسم کا آدمی اندر داخل
ہوا۔ اُسے دیکھ کر میز کے گرد بیٹھے ہوئے تینوں افراد اٹھ کھڑے
ہوئے۔

"بیٹھو" ۔۔۔ اس آدمی نے بھاری لہجے میں کہا اور خود خالی
کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی
کے تاثرات نمایاں تھے۔ تینوں اس آدمی کے کرسی پر بیٹھنے
کے بعد اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"میں نے یہ ہنگامی میٹنگ اس لئے بلائی ہے تاکہ تازہ ترین

حالات کو ڈسکس کرنے کے بعد نئی پلاننگ کی جا سکے" ۔۔۔ اس
آنے والے نے ان تینوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ہم سمجھتے ہیں" ۔۔۔ اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے
اکلوتے مرد نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اس بار پاکیشیا کے خلاف ہمارا مشن خاصا گہرا تھا۔ ہم
نے ڈبل پلاننگ کی تھی۔ نواب زادی درخشندہ کے ذمے یہ
ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ وہ دارالحکومت کے چیدہ چیدہ بدمعاشوں
کو ہاتھ میں لے کر ایک ایسی خفیہ تنظیم قائم کرے جس کی مدد
سے پاکیشیا کے دارالحکومت میں دہشت گردی کی تیز
کارروائیاں کی جا سکیں۔ اس انداز میں کہ نواب زادی درخشندہ
کا ہاتھ کسی طرح بھی اس میں ملوث ثابت نہ ہو سکے اور دوسری
طرف ہم نے پاکیشیا میں جعلی کرنسی پھیلانے کا منصوبہ تیار کیا۔
لیکن مجھے افسوس کے ساتھ بتانا پڑ رہا ہے کہ ہماری یہ دونوں
پلاننگز ابتدائی طور پر ہی بری طرح ناکام ہو گئی ہیں" ۔۔۔ باس
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ناکام ہو گئی ہیں۔ کیا مطلب باس" ۔۔۔ ایک نوجوان
عورت نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہم نے کافرستان کے ایک بدمعاش گھوشن کے ذریعے
جعلی کرنسی پاکیشیا میں پھیلانا چاہی تھی۔ گھوشن نے وہاں کے
ایک مقامی بدمعاش کو اس سلسلے میں کام پر لگا دیا تھا۔ اور
کام قدرے آگے بڑھا ہی تھا کہ گھوشن اور اس کے ساتھی

جعلی کرنسی سمیت نیوی کے ہاتھوں پکڑے گئے۔ اور گھوش نے
خود کشی کر لی۔ جب کہ اس کے ساتھی مقابلے کے دوران مارے
گئے۔ ادھر وہ مقامی بدمعاش جس کا نام راٹھور تھا۔ اپنے
خاص اڈے میں مردہ پایا گیا۔ اُس کی لاش سے پتہ چلا کہ اس
پر زبردست تشدد کیا گیا۔ اور رپورٹ کے مطابق یہ کام دو
مقامی افراد نے کیا جو اس سے ملنے آئے تھے۔ ادھر نوابزادی
رخشندہ نے تنظیم کو فائنل کرنے کے لئے بدمعاشوں کی خفیہ
میٹنگ بلوائی تھی۔ کہ اطلاع ملی کہ پاکیشیا کا انتہائی خطرناک
سیکرٹ ایجنٹ علی عمران ایک غیر ملکی لڑکی کے ساتھ نیلم نگر
پہنچ گیا ہے۔ اس اطلاع پر میں نے نواب زادی رخشندہ کے
ذریعے اس کا اور اس کی ساتھی عورت کا فون چیک کرایا تو اس
لڑکی کے کمرے میں کسی نے دارالحکومت سے کوڈ میں باتیں کیں۔
ادھر میں نے نواب زادی رخشندہ کو کہا تھا کہ وہ ان دونوں
کی اپنے محل میں دعوت کر کے انہیں ٹٹولے کہ ان کا نیلم نگر آنے
کا مقصد کیا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے وہاں جان بوجھ کر ایسی
غلط باتیں کیں کہ نواب زادی رخشندہ کو مجبوراً انہیں محل سے
باہر نکالنا پڑا۔ اور وہ اس کے ہوٹل سے شفٹ ہو کر ایک اور
ہوٹل میں پہنچے۔ میرے آدمی ان کے تعاقب میں تھے۔ وہاں
ان کے کمرے سے دارالحکومت کال کی گئی اور کسی چیف سے
بات چیت ہوئی تو یہ بات سامنے آئی کہ نواب زادی رخشندہ
پر کسی بڑے جرم میں ملوث ہونے کی اطلاعات انہیں ملی ہیں۔

اس اطلاع کے بعد میں نے فوری طور پر نواب زادی رخشندہ
کو کام آگے بڑھانے سے روک دیا اور نواب زادی نے
بدمعاشوں کو دعوت کھلا کر ادھر ادھر کی باتیں کر کے واپس
بھیج دیا۔ مجھے یقین ہے کہ راٹھور کو ہلاک کرنے والے اور یہ
علی عمران اور اس کی ساتھی لڑکی ان سب کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے ہے" ___ باس نے کہا۔

" باس۔ اس کا مقصد تو یہی ہے کہ سیکرٹ سروس ابھی
تک اصل بات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکی ورنہ وہ نوابزادی
رخشندہ کو ٹٹولنے کی بجائے اُسے گرفتار کر کے اس پر تشدد بھی
کر سکتے تھے" ___ دوسری نوجوان لڑکی نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

" ہاں میں نے بھی یہی محسوس کیا ہے۔ اور اس لئے میں نے
یہ میٹنگ بلوائی ہے کہ اصل مشن مکمل کرنے کے لئے ہمیں
اب نئے سرے سے پلاننگ کرنی ہو گی" ___ باس نے
کہا۔

" باس۔ ہمارا اصل مشن تو یہی ہے کہ ہم پاکیشیا کے دارالحکومت
میں اس قدر جعلی کرنسی پھیلا دیں کہ ملک دیوالیہ ہو جائے۔
دہشت گردی کی کارروائیاں تو صرف ہم نے پولیس اور
انٹیلی جنس کو دوسری طرف الجھانے کے لئے کرنے کی پلاننگ
کی تھی" ___ پہلی لڑکی نے کہا۔

" پھر ...... " باس نے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"باسں۔ ہمیں طویل اور الجھا دینے والے منصوبوں کی بجائے سیدھا سادھا اور ڈائریکٹ منصوبہ بنانا چاہیئے"۔۔۔ اُسی لڑکی نے جواب دیا۔

"تمہارے ذہن میں کیا ہے سوزن۔ کھل کر بات کرو"۔۔۔ باسں نے کہا۔

"باس۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم سٹیٹ بنک آف پاکیشیا میں اس طرح نقب لگائیں کہ ان کے اس خفیہ حصے تک پہنچ جائیں جہاں زرمبادلہ کا ریزرو سٹاک رکھا جاتا ہے۔ اگر یہ تمام زرمبادلہ جو اصل ہو گا نکال کر وہاں جعلی کرنسی رکھ دی جائے تو نتیجہ کیا نکلے گا کہ حکومت پاکیشیا کا بیرون ملک تمام کاروبار یک لخت فیل ہو کر رہ جائے گا۔ میرے خیال میں مقامی کرنسی کی بجائے یہ زرمبادلہ والا حل زیادہ مناسب رہے گا۔ پاکیشیا کے پاس زرمبادلہ میں ڈالرز ہوتے ہیں اور جعلی ڈالرز تیار کرائے جا سکتے ہیں"۔۔۔ سوزن نے کہا۔

"نہیں سوزن۔ تم بین الاقوامی کاروبار کو نہیں سمجھتیں۔ اس لئے تم نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ زرمبادلہ کا کاروبار اس طرح نہیں ہوتا جس طرح مقامی کاروبار ہوتا ہے کہ باقاعدہ نوٹ لئے دیئے جاتے ہیں۔ یہ کاروبار اور انداز میں ہوتا ہے۔ بہرحال تمہاری اس تجویز سے ایک اور بات میرے ذہن میں آئی ہے کہ اگر اسٹیٹ بنک میں موجود تمام مقامی کرنسی کو جعلی کرنسی میں تبدیل کر دیا جائے تو واقعی ملک میں خوفناک

معاشی بحران آجائے گا۔ اور پاکیشیائی حکومت کے لئے اس معاشی بحران سے سنبھلنا بے حد مشکل ثابت ہو گا"۔۔۔ باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ ہو سکتا ہے کہ وہ فوری طور پر مقامی کرنسی کینسل کر کے نئی کرنسی مارکیٹ میں لے آئیں۔ اس طرح تو ہمارا مشن فیل ہو جائے گا۔ حکومتیں ہمیشہ ایسے بحرانوں سے بچنے کے پیش نظر بھاری تعداد میں نئی کرنسی چھاپ کر ریزرو سٹاک میں رکھتی ہیں"۔۔۔ باس کے ساتھ بیٹھے ہوئے مرد نے کہا۔ اور باس چونک پڑا۔

"اوہ۔ تمہاری بات بھی درست ہے فرانک۔ تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ کیا دوبارہ نئے سرے سے جعلی کرنسی کو تھوڑی تھوڑی مقدار میں پھیلانے کی پلاننگ کی جائے۔ لیکن جس تیز رفتاری سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دوبارہ ہمارے آدمیوں کو ابتدائی مراحل میں ہی گرفتار کر لیں"۔۔۔ باس نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اس سیکرٹ سروس کے خلاف بھی ساتھ ہی کام کریں۔ اور ان کا خاتمہ کر دیں۔ تاکہ ہمارا دوسرا گروپ اطمینان سے کام کرتا رہے"۔۔۔ دوسری نوجوان عورت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہو تو سکتا ہے۔ لیکن اس طرح ہم بُری طرح الجھ بھی سکتے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی فعال اور تیز تنظیم ہے وہ

عام ملکوں جیسی سیکرٹ سروس نہیں ہے"۔۔۔ باس نے
کہا۔

"باس۔ میرے خیال میں ہمیں کوئی ٹھوس پلاننگ کرنی چاہئے
کوئی ایسی پلاننگ جس سے ہم اپنے اصل مقصد کو حاصل کر
سکیں۔ ہمارا اصل مقصد کیا ہے۔ پہلے تو اس کی وضاحت ہونی
چاہیئے۔ مکمل اور تفصیلی وضاحت"۔۔۔ اس بار فرانک نے
کہا۔

"اصل مقصد تو صرف اتنا ہے کہ ہم حکومت پاکیشیا اور
اس کے عوام کو ایسے شدید ترین داخلی بحران کا شکار کر دیں
کہ اس کی توجہ کافرستان کے ایک حصے کاشیر میں ہونے
والی تحریک آزادی سے ہٹ جائے اور وہ وہاں کے باغیوں
کی کسی طرح بھی امداد نہ کر سکے۔ اور یہ کام فوری ہونا چاہیئے۔
کیونکہ کاشیر کی تحریک روز بروز قوت پکڑتی جا رہی ہے۔ اور
اب عالمی قوتوں کو بھی مجبوراً اس کا نوٹس لینا پڑ رہا ہے۔ حکومت
کافرستان چونکہ براہ راست ایسی کارروائیوں میں سیاسی
وجوہ کی وجہ سے ملوث نہیں ہونا چاہتی۔ اس لئے یہ کام ہمارے
ذمے لگایا گیا ہے۔ یعنی حکومت گریٹ لینڈ کے ذمے۔ جو کہ
دراصل پاکیشیا کے مقابلے میں کافرستان کی حمائتی ہے اور
حکومت گریٹ لینڈ نے اس مشن کو ہماری ذمہ داری قرار
دے دیا ہے۔ یعنی زیرو سیکشن کی ذمہ داری۔ اور ہم نے جو
پلاننگ کی تھی وہ ابتدائی مرحلے میں ہی بُری طرح ناکام ہو کر

رہ گئی ہے"۔۔۔ باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس۔ پاکیشیا میں دہشت گردی پھیلانے کا کوئی فائدہ نہیں
کیونکہ گزشتہ کئی سالوں سے ان کے ہمسایہ ملک کی طرف سے
مسلسل وہاں دہشت گردی کی انتہائی خوفناک کارروائیاں کی
جا رہی ہیں۔ لیکن پاکیشیا میں کوئی ایسا بحران پیدا نہیں کیا جا
سکا جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ ان دہشت گردی کی
کارروائیوں سے پیدا ہو گا۔ پاکیشیا کے عوام بموں کے دھماکوں
میں مرتے بھی رہتے ہیں۔ لیکن وہ نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے
ہیں کہ ان پر کوئی اثر ہی مرتب نہیں ہوتا۔ انہیں معلوم ہے کہ یہ
کارروائیاں ان کا دشمن ملک کرا رہا ہے اور اس لئے وہ اپنی
حکومت کے خلاف سرے سے کوئی احتجاج ہی نہیں کرتے۔
جہاں تک جعلی کرنسی کو آہستہ آہستہ پھیلانے کا مشن ہے تو آپ
نے دیکھا کہ یہ ابتدائی مراحل میں ہی فیل ہو گیا۔ اس لئے ہمیں
ان سب باتوں سے ہٹ کر کوئی ایسا مشن سوچنا چاہیئے جس سے
واقعی ہمارا حقیقی مقصد پورا ہو سکے"۔۔۔ دوسری لڑکی نے تفصیل
سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے روبی۔ لیکن ایسا کون سا مشن ہو
سکتا ہے"۔۔۔ باس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ وہاں کی کوئی اہم سیاسی متنازعہ شخصیت کو قتل
کرا دیا جائے اور اس کا الزام حکومت پر ڈال دیا جائے اس
طرح یقیناً ملک میں شدید بحران پیدا ہو جائے گا"۔۔۔ اس

بار سوزن نے کہا۔

"مثلاً کسی سیاسی شخصیت کے قتل سے بحران پیدا ہو سکتا
باس نے کہا۔

"وزیر اعظم، صدر، یا ایسے ہی کسی اہم ترین عہدے دار کو قتل
کیا جا سکتا ہے" ____ سوزن نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اس بات کی اجازت حکومت گریٹ لینڈ نہیں
دے گی۔ کیونکہ لازماً اس قتل کی انتہائی اعلیٰ سطح پر تحقیقات ہوں
گی اور اگر اس میں ہماری ایجنسی کا کلیو مل گیا تو بین الاقوامی سیاسی
پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس لئے حکومت کے عہدیداروں
کو اس لسٹ سے نکال کر بات کرو" ____ باس نے کہا۔

"حکومت کے کسی ایسے مخالف لیڈر کو جو پبلک میں بے حد
مقبول ہو۔ اور الزام حکومت پر ڈال دیا جائے" ____ اس بار
روبی نے کہا۔

"کوئی ایسا لیڈر موجود نہیں ہے جو اس قدر مقبول ہو کہ اس
کے قتل سے پورے ملک میں بحران پیدا ہو سکے" ____ باس
نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ ہی کوئی تجویز سوچیئے" ____ روبی نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں بالکل منفرد انداز میں کام کرنا چاہیئے۔
اگر ہم اس وقت اسمبلی ہال کو بم سے اڑا دیں جب وہاں اسمبلی
کا اجلاس ہو رہا ہو۔ تو اس سے نہ صرف حکومت کے اہم ترین افراد

ہلاک ہو جائیں گے بلکہ اپوزیشن لیڈر بھی۔ اور نتیجہ یہ کہ دونوں
پارٹیاں ایک دوسرے پر الزام دھریں گی اور ملک میں دونوں
پارٹیوں کے عوام ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو جائیں
گے۔ اور انتہائی شدید بحران پیدا ہو جائے گا" ____ فرانک نے
تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس سے بھی وہ بحران پیدا نہیں ہو گا جو ہم چاہتے
ہیں۔ میرے ذہن میں ایک سادہ سی تجویز آئی ہے۔ انتہائی
سادہ سی۔ کہ ہم پاکیشیا کے سب سے بڑے دریا کا وہ سپر
بند اس طرح تباہ کر دیں کہ اسے فوری طور پر دوبارہ بنایا نہ جا
سکے۔ اس طرح یہ سب سے بڑا دریا جو آئندہ ماہ کے اوائل میں
سیلابی رفتار سے بہہ رہا ہو گا۔ پوری قوت سے بڑے بڑے
شہروں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔ اور یہ اس قدر خوفناک
بحران ہو گا کہ حکومت تو ایک طرف پاکیشیا کے عوام کو بھی اپنی
جانیں اور مال بچانے کی فکر پڑ جائے گی اور اس کے اثرات بھی
طویل عرصے تک قائم رہیں گے۔ اس طرح یقیناً کاشیر کی طرف
سے ان کی توجہ بالکل ہٹ جائے گی" ____ باس نے کہا۔ اور
اس کی بات سن کر باقی سب کے چہروں پر چمک ابھر آئی۔

"ویری گڈ باس۔ واقعی آپ نے بہترین اور انتہائی سادہ
پلان سوچا ہے۔ خوفناک سیلاب کی تباہ کاریاں نہ صرف
معاشی طور پر پاکیشیا کو بحران میں مبتلا کر دیں گی بلکہ پاکیشیائی
فوج کو بھی اپنے ملک کی عوام کی مدد کے لئے سرحدیں چھوڑ کر

اندرون ملک مصروف ہو جانا پڑے گا اور عوام اور حکومت سب
شدید ترین بحران سے دوچار ہو جائیں گے "۔۔۔ فرانسز نے
تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" لیکن کیا ایک بند ٹوٹنے سے مطلوبہ نتائج نکل سکیں گے
اس بارے میں ہمیں پوری تفصیل سے سوچ لینا چاہیئے "۔
سوزن نے کہا۔

" میں اس بارے میں والٹر کو کال کرتا ہوں ۔ وہ اس سیکشن
کا ماہر ہے "۔۔۔ باس نے کہا ۔ اور اس نے میز پر رکھے
ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پریس
کر دیا۔

" یس باس "۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

" والٹر کو کہو کہ وہ پاکیشیا کے دریاؤں اور اس کے حفاظتی
بندوں کے بارے میں مکمل معلومات کے ساتھ یہاں میٹنگ ہال
میں فوراً آجائے "۔۔۔ باس نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس باس "۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور باس نے
رسیور رکھ دیا۔

پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک الجھے ہوئے
بالوں والا نوجوان ہاتھ میں ایک موٹی سی فائل دبائے اندر داخل
ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں جھک کر باس کو سلام
کیا۔

" والٹر۔ کیا تم ہمیں بتا سکتے ہو کہ پاکیشیا کے دریاؤں پر
موجود حفاظتی بندوں میں کس بند کو اگر تباہ کرا دیا جائے تو پورے
پاکیشیا میں خوفناک سیلاب آسکتا ہے ۔ اور ایسا کب ہونا
چاہیئے "۔۔۔ باس نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

" باس ۔ پاکیشیا میں اس بار شدید ترین بارشیں ہو رہی ہیں
اور پاکیشیا کے تمام دریا آہستہ آہستہ سیلابی کیفیت کا شکار ہوتے
جا رہے ہیں اور ہوتے چلے جائیں گے ۔ ایک ماہ کے اندر اندر
دریاؤں میں سیلابی ریلے گزریں گے ۔ اور اگر یہ گزر گئے ۔ تو پھر
سیلابی خطرہ دور ہو جائے گا ۔ اس لئے اگر ہم پاکیشیا کو خوفناک
سیلاب کی زد میں لانا چاہتے ہیں تو ہمیں تمام کارروائی اس ایک
ماہ کے اندر اندر مکمل کرنی ہو گی "۔۔۔ والٹر نے بڑے مؤدبانہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ لیکن ہمیں کون سے ایسے اقدام کرنے ہوں گے ۔
جس سے مطلوبہ نتائج حاصل کئے جا سکتے ہوں "۔۔۔ باس نے
کہا اور والٹر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل باس کے سامنے میز
پر رکھی اور پھر اسے کھول کر اس میں موجود ایک بڑا نقشہ کھولا ۔
اس نقشے پر پاکیشیا کے بڑے بڑے دریا اور ان کے قریب
موجود بڑے بڑے شہروں کی نشاندہی کی گئی تھی۔

" باس ۔ یہ دو دریا ایسے ہیں جو ہمیشہ سخت ترین سیلاب سے
دوچار رہتے ہیں ۔ اور ان دونوں کے قریب ہی پاکیشیا کے بڑے
بڑے شہر ۔ فوجی چھاؤنیاں اور ہوائی اڈے موجود ہیں یہ دونوں

دریا یہاں اس پوائنٹ پر آ کر مل جاتے ہیں اور یہاں سے ایک دریا کی صورت میں آگے بڑھتے ہیں۔ ان دونوں دریاؤں کو سیلاب سے بچانے کے لئے ان دو پوائنٹس پر سپر بند باندھے گئے ہیں اگر ان سپر بندوں کو تباہ کر دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پاکیشیا کے صرف دو بڑے شہر سیلاب کا شکار ہوں گے اور باقی تمام شہر بچ جائیں گے۔ کیونکہ پانی کے وسیع رقبے میں پھیل جانے کی وجہ سے آگے سیلاب نہیں آ سکے گا۔ لیکن اگر یہاں اس دریا پر پیچھے موجود بند توڑ دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پاکیشیا کا دارالحکومت، اور اس سے ملحقہ انتہائی اہم فوجی چھاؤنی خوفناک سیلاب کی زد میں آ جائے گی“ —— والٹر نے باقاعدہ نقشے پر سرخ پنسل سے نشانات لگاتے ہوئے ماہرانہ رائے دینا شروع کر دی۔ باسس کے علاوہ باقی افراد بھی نقشے پر جھکے ہوئے تھے۔

”صرف دارالحکومت سے کام نہیں چلے گا والٹر۔ ہمیں دارالحکومت کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کے تمام بڑے بڑے شہروں کو سیلاب کی زد میں لے آنا ہو گا“ —— باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”باس۔ مجبوری یہ ہے کہ جہاں بند ٹوٹا وہاں سے آگے سیلاب کا زور قدرتی طور پر ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے صرف وہی شہر تباہ ہو سکے گا۔ جس کی حفاظت کے لئے یہ بند تعمیر کیا گیا ہے“ والٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ یہ دریا ایک مخصوص راستے پر صدیوں سے بہہ رہے ہیں اور اس راستے کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے بڑے شہروں کی حفاظت کے لئے سیلاب سے تحفظ کے لئے بند باندھے گئے ہیں اور والٹر کی بات بھی درست ہے کہ پہلے بند کے ٹوٹتے ہی آگے سیلاب کا زور ختم ہو جائے گا۔ اور آپ کی بات بھی درست ہے کہ صرف دارالحکومت میں سیلاب آنے سے ہم مکمل طور پر وہ مطلوبہ نتائج حاصل نہ کر سکیں گے جو ہم چاہتے ہیں۔ اس لئے میرے ذہن میں ایک اور تجویز ہے۔ اگر ان دریاؤں یا کم از کم اس بڑے مین دریا کا راستہ شروع سے ہی بدل دیا جائے تو یہ پورے پاکیشیا کو سیلاب میں غرق کر دے گا“ فرانک نے کہا اور والٹر اور باس دونوں بری طرح چونک پڑے۔

”دریا کا راستہ کیسے بدلا جا سکتا ہے۔ کیا احمقانہ بات کر رہے ہو فرانک“ —— باسس نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بالکل سر۔ یہ تو سوچ ہی احمقانہ ہے“ —— والٹر نے بھی باس کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔

”کیوں احمقانہ ہے۔ دنیا میں کون سا کام ہے جو نہیں ہو سکتا۔ صرف وسائل اور پلاننگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس دریا کا پاٹ کتنا چوڑا ہو گا“ —— فرانک نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جہاں اس کا سب سے تنگ پاٹ ہے وہاں بھی اس کی

چوڑائی چار کلومیٹر بنتی ہے۔ بہت بڑا دریا ہے" ——— والٹر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
" کہاں ہے اس کی کم سے کم چوڑائی۔ مجھے دکھاؤ" ———
فرانک نے کہا اور والٹر نے فائل میں موجود دوسرے کاغذ
کھولے اور ان کی ورق گردانی میں مصروف ہو گیا۔
" جو کام ناممکن ہو فرانک۔ اس پر وقت ضائع کرنے کا
کوئی فائدہ نہیں ہم دریا کے اس پاٹ کو اس وقت جب
کہ دریا سیلابی کیفیت میں ہو۔ کیسے اس حد تک بند کر
سکتے ہیں کہ پورا دریا ہی راستہ بدل جائے" ——— باس نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔
" اور سر اگر ایسا بند باندھ بھی دیا جائے تب بھی دریا راستہ
نہیں بدلے گا بلکہ اس کا پانی ہر طرف پھیل ضرور جائے گا"
روبی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" اگر دریا پوری رفتار سے بہہ رہا ہو۔ تو یہ پانی پھیلے گا ضرور
لیکن اس کے باوجود اس کا مرکزی حصہ ایک راستہ ضرور
بنالے گا۔ یہ پانی کے بہاؤ کی قدرتی حرکت ہے" ——— فرانک
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" یہ دیکھیے جناب۔ یہ ہے پوائنٹ۔ یہاں اس دریائے
کانڈس کی چوڑائی سب سے کم ہے۔ چار اعشاریہ چھ کلومیٹر"
والٹر نے پنسل سے نقشے پر ایک جگہ باقاعدہ لمبی سی لکیر ڈال
کر اس پر اعداد لکھتے ہوئے کہا۔

چار اعشاریہ چھ کلومیٹر۔ ٹھیک ہے سوچا بہرحال جا سکتا
ہے" ——— فرانک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" کیا سوچا جا سکتا ہے" ——— باس نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔
" باس۔ اگر واقعی یہاں ایک اونچا بند باندھ دیا جائے
تو پانی پھیلے گا بھی اور راستہ بھی بدلے گا اور آپ دیکھیں۔ کہ
دارالحکومت کے ساتھ ساتھ چار اہم ترین شہر اور فوجی چھاؤنیاں
مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائیں گی۔ پاکیشیا کی نہ صرف فوجی
حیثیت آدھی سے بھی کم رہ جائے گی بلکہ شہروں میں بسنے
والے لاکھوں افراد حقیر کیڑے مکوڑوں کی طرح مر جائیں گے۔
بے پناہ مالی نقصانات ہوں گے۔ وسیع ایریئے میں موجود
فصلات یکسر تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گی۔ اور اس کے بعد
خوفناک وبائی بیماریاں پھیل جائیں گی۔ ان تمام مسائل پر
بیک وقت قابو پانا حکومت پاکیشیا کے کنٹرول سے باہر ہو
جائے گا۔ یہ اس قدر خوفناک بحران ہو گا کہ کاشیر پر توجہ
تو ایک طرف۔ ہو سکتا ہے پاکیشیا کا وجود ہی ہمیشہ ہمیشہ کے
لئے نقشے سے غائب ہو جائے" ——— فرانک نے باقاعدہ
منظر کشی کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کی منظر کشی اس قدر ہولناک
تھی کہ بے اختیار باس۔ والٹر اور دونوں لڑکیوں کے جسم
کانپ اٹھے۔
" لیکن یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ کسی بند کو تو بموں سے اڑایا جا

سکتا ہے۔ لیکن کسی سیلابی انداز میں بہتے ہوئے دریا میں اچانک اتنا طویل اور مضبوط بند کیسے باندھا جا سکتا ہے۔ ایسا تو سوچنا ہی حماقت ہے"۔۔۔۔ باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس۔ فرض کریں کسی بھی طرح سے ایسا ممکن ہو سکے تو کیا ہمارا اصل مقصد حل نہیں ہو جاتا"۔۔۔۔ فرانک ابھی تک اپنی بات پر قائم تھا۔

"مقصد تو کیا مقصد سے بھی لاکھوں گنا زیادہ بڑے نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو۔ ہمیں اس موضوع کو چھوڑ کر دوسرے موضوع پر سوچنا چاہیئے۔ میرا خیال ہے۔ یہ دو بند اگر یکے بعد دیگرے تباہ کر دیئے جائیں تو اس سے دارالحکومت اور ایک اور بڑا شہر اور چھاؤنیاں خوف ناک سیلاب کی زد میں آ سکتی ہیں اور ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے"۔۔۔۔ باس نے والٹر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ والٹر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"باس۔ کیا مجھے اجازت ہے۔ میں اپنے آئیڈیے پر نہ صرف تنہائی میں غور کرنا چاہتا ہوں بلکہ اس آئیڈیے پر ماہروں سے ڈسکس بھی کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو کل رپورٹ دوں گا کہ میرا آئیڈیا قابلِ عمل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کس طرح آپ کل تک انتظار کر لیں"۔۔۔۔ فرانک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اچھی طرح سوچ لو۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ تم ذہین آدمی ہو۔ اس لئے فیصلہ کل کریں گے۔ والٹر تم یہ نقشہ میرے پاس چھوڑ جاؤ اور باقی فائل لے جاؤ"۔۔۔۔ باس نے کہا اور والٹر نے فائل سے نقشہ علیحدہ کر کے اُسے بند کیا اور باس کی طرف بڑھا دیا۔ باس کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی باقی افراد بھی اٹھے اور پھر باس اپنے مخصوص دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ باقی ساتھی دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گئے فرانک کے چہرے پر گہری سوچ کے تاثرات تھے جبکہ والٹر کے چہرے پر اس کے لئے طنزیہ سی مسکراہٹ موجود تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے چائے کا کپ پڑا ہوا تھا اور وہ فائل کو پڑھنے کے دوران مسلسل چائے کی چسکیاں بھی لے رہا تھا۔ لیکن اس کی نظریں فائل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ بلیک زیرو سامنے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران سے کچھ کہنے کے لئے بے چین ہے۔ لیکن چونکہ عمران مطالعے میں مصروف تھا۔ اس لئے وہ اُسے ڈسٹرب نہ کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے فائل بند کی۔ اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے مسکراتے ہوئے سامنے بیٹھے بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔

" تم کچھ کہنے کے لئے کافی دیر سے بے چین ہو رہے ہو۔ کیا بات ہے۔ چھٹی چاہیئے " ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو چونک پڑا۔

" آپ کو کیسے احساس ہوا۔ آپ کی نظریں تو فائل پر جمی ہوئی تھیں " بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس کے چہرے پر واقعی حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

" اگر تم سمجھتے ہو کہ انسان کی بس یہی دو آنکھیں ہوتی ہیں تو پھر انسان اس قدر طویل ارتقائی عمل طے کر کے موجودہ دور تک نہ پہنچ سکتا۔ ابتدائی زمانے میں ہی خوف ناک درندوں کے ہاتھوں اس کی نسل ہی معدوم ہو چکی ہوتی " ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ آنکھیں تو یہی دو ہوتی ہیں۔ تیسری آنکھ کو اندر کی آنکھ کہا جاتا ہے۔ لیکن وہ بھی مستقبل میں جھانک سکتی ہے۔ حال میں نہیں " ___ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" انسان کے پانچ حواس ہوتے ہیں۔ جن میں ایک بصارت کہلاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان میں یہ خاصیت رکھی ہوئی ہے۔ کہ جب اس کی بصارت والی حس کسی خاص نکتے پر مرتکز ہو تو باقی چار حواس بھی بصارت کا ہی کام کرتے ہیں۔ مجھے مسلسل احساس ہو رہا تھا کہ تم کوئی بات کہنے کے لئے بے چین ہو۔ لیکن کہتے کہتے رک جاتے ہو۔ اور یہ بصارت والی ایک حس بھی صرف مردوں تک ہی محدود ہوتی ہے۔ عورتوں میں تو ان کی پشت پر بھی بصارت موجود ہوتی ہے۔ کسی بھی عورت کو اس کے عقب میں رہ کر ذرا توجہ سے دیکھنا شروع کر دو اُسے فوراً معلوم ہو جائے گا۔ حالانکہ وہ سامنے دیکھ رہی ہوگی " ___ عمران نے باقاعدہ

فلسفیانہ انداز میں وضاحت کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا تھا۔ کہ اس نواب زادی رخشندہ والے کیس کا آخر نتیجہ کیا نکلا۔ آپ نے واپس آکر کچھ بتایا ہی نہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ سرے سے کوئی کیس ہی نہ تھا۔ نواب زادیوں والا شغل تھا۔ بس یہ ہماری قسمت میں لکھا تھا کہ ہم نواب زادی رخشندہ سے جھاڑیں کھائیں چنانچہ بعد صبر و شکر کھالیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ تفصیل تو بتائیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"تفصیل صرف اتنی ہے کہ ٹائیگر نے اطلاع دی کہ نیلم نگر کی نواب زادی رخشندہ دارالحکومت کے بدمعاشوں سے پراسرار ملاقاتیں کر رہی ہے۔ چنانچہ میں نے نواب زادی رخشندہ کی ہسٹری معلوم کرائی تو پتہ چلا کہ نیلم نگر کے نواب وجاہت حسین خان کی اکلوتی لڑکی ہے۔ عمر کافی ہو گئی ہے۔ لیکن کنواری ہے۔ نواب صاحب کی وفات کے بعد زیادہ عرصہ بیرون ملک رہی ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے پاکیشیا آئی ہے اور اس نے یہاں بڑے بڑے گینگ ماسٹروں سے ملاقاتیں شروع کر دیں۔ پھر ان گینگ ماسٹروں کو نیلم نگر آنے کی باقاعدہ دعوت

دی گئی۔ کسی نواب زادی کا اس طرح بڑے بڑے بدمعاشوں سے میل ملاپ مجھے کھٹکا۔ چنانچہ میں نے ٹائیگر کی ڈیوٹی لگادی۔ ٹائیگر نے ایک گینگ ماسٹر کا خاتمہ کیا اور خود اس کے میک اپ میں وہاں پہنچ گیا۔ ادھر میں نے اپنے طور پر کچھ کارروائی ڈالنے کا سوچا۔ سرور کے پاس کیس تو موجود ہی نہ تھا۔ اس لئے تفریح کے چکر میں جولیا کو ساتھ لے کر نیلم نگر پہنچا۔ وہاں اس سے پہلے کہ میں نواب زادی تک پہنچنے کا کوئی طریقہ سوچتا نواب زادی نے مجھے اور جولیا کو باقاعدہ دعوت دے ڈالی۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اسے باقاعدہ تحفے دیئے جائیں اور جولیا سے اس کی دوستی کرا دی جائے۔ لیکن وہاں بات چیت ہی اس انداز میں شروع ہو گئی کہ جولیا بپھر اٹھی۔ اور ہمیں بے آبرو ہو کر نکلنے اس کے کوچے بلکہ اس کے ہوٹل سے بھی نکلنا پڑا۔ ادھر رات کو ٹائیگر نے دوسرے گینگ لیڈرز کے ساتھ وہ خفیہ میٹنگ اٹنڈ کی تو دوسرے روز اس کی رپورٹ اور بھی حیرت انگیز ثابت ہوئی کہ نواب زادی رخشندہ نے بس باتیں کرنے اور اپنی جرائم سے انتہائی دلچسپی ظاہر کر کے سب کو قیمتی تحفے دے کر واپس بھیج دیا۔ اور معاملہ ختم۔ اور اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ نواب زادی رخشندہ دوسرے روز ہی ایک چارٹرڈ طیارے سے گریٹ لینڈ واپس چلی گئی ہے۔ ادھر صفدر اور تنویر بھی نیلم نگر پہنچ گئے۔ چنانچہ ایک دو روز واقعی تفریح کرنے کے بعد ہم واپس آ گئے"۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے

کہا اور بلیک زیرو کا منہ بن گیا۔

"لیکن کیا واقعی اس نواب زادی کا بدمعاشوں کی میٹنگ بلانے کا یہی مقصد تھا جو اس نے ظاہر کیا۔ یا در پردہ کوئی اور چکر تھا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے جہاں تک غور کیا ہے میرا خیال ہے کہ نوابزادی رخشندہ کسی کی آلہ کار تھی وہ کسی خاص مقصد کے لئے ان بدمعاشوں کی کوئی ٹیم بنانا چاہتی تھی۔ لیکن پھر کسی وجہ سے انہوں نے پلاننگ ڈراپ کر دی" ـــــ عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ وجہ آپ ہی بنے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے مجھ جیسا سبز قدم جہاں پہنچ جائے وہاں یہی ہوتا ہے" عمران نے کہا اور بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ نے خود ہی تو بتایا تھا کہ اس نے آپ کے بارے میں باقاعدہ معلومات حاصل کی تھیں" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اور یہ عام سی معلومات تھیں جو اُسے کوئی بھی دے سکتا تھا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ اس نواب زادی رخشندہ کے بارے میں فارن ایجنٹس سے مزید تحقیقات کرائی جائے۔ کیونکہ جو کچھ ہوا ہے۔ وہ اس قدر سادہ نہیں ہے۔ جس قدر نظر آ رہا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے گریٹ لینڈ کے فارن ایجنٹس کی ڈیوٹی اُسی روز لگا دی تھی۔ شاید کچھ پتہ چل جائے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ابھی چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ کیونکہ جب وہ خود دانش منزل میں موجود ہو تو عام طور پر کالز وہ خود ہی اٹنڈ کرتا تھا۔

"جولیا بول رہی ہوں" ـــــ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس۔ صفدر نے ابھی رپورٹ دی ہے کہ گریٹ لینڈ کی ایک سیکرٹ ایجنٹ سوزن کرب کو ہوٹل بلیو لینڈ میں دیکھا گیا ہے"

"تفصیلی رپورٹ دیا کرو۔ صرف ہیڈ لائنز نہ بتایا کرو" ـــــ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ ابھی صفدر نے رپورٹ دی ہے۔ کہ وہ اور کیپٹن شکیل ایک مشترکہ دوست کی دعوت پر ہوٹل بلیو لینڈ گئے تھے۔ کہ صفدر نے وہاں ایک میز پر سوزن کرب کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے کہنے کے مطابق سوزن کرب گریٹ لینڈ کی سیکرٹ ایجنٹ ہے اور کئی بار صفدر کا اس سے ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ اس پر صفدر نے جو مختصر سی

تحقیقات کی ہیں۔ اس کے مطابق سوزن کرب اپنے اصل نام
اور کاغذات کے ذریعے دو روز قبل پاکیشیا پہنچی ان کاغذات
کی رُو سے وہ گریٹ لینڈ ارضیات کے محکمے میں ملازم ہے
جو زمین کی ساخت اور اس کی تبدیلی کے عمل کے سلسلے میں
ریسرچ کرتا ہے۔ وہ اس محکمے میں پراجیکٹ ڈائریکٹر کے
عہدے پر کام کرتی ہے اور یہاں ہوٹل میں اس کا کمرہ بھی
اس کے ادارے کی طرف سے بک کرایا گیا ہے۔ اور دو
روز کے دوران اس نے دارالحکومت کے اری گیشن
ڈیپارٹمنٹ کے کئی اعلیٰ عہدے داروں سے باقاعدہ ملاقاتیں
کی ہیں" ـــــ جولیا نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ صفدر سے کہو کہ اس کی مکمل نگرانی کرے،
خاص طور پر ان لوگوں کے بارے میں تفصیلی کوائف اکٹھے
کرے جن سے وہ ملاقاتیں کر رہی ہے" ـــــ عمران نے
کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ سوزن کرب کہاں سے آگئی" ـــــ بلیک زیرو نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب یہاں کی لڑکیاں کسی کو گھاس نہ ڈالیں گی تو ظاہر ہے
قدرت نے تو اپنا عمل جاری رکھنا ہے۔ جہاں کسی چیز کا
خلا پیدا ہوتا ہے۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لئے باہر سے
وہ چیز بھیجی جاتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے معنی خیز
لہجے میں کہا اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

"اگر وہ واقعی سیکرٹ ایجنٹ ہے اور اس قدر معروف
ہے کہ صفدر بھی اسے پہچانتا ہے۔ تو پھر اصل حلیے میں یہاں
آنے اور اری گیشن ڈیپارٹمنٹ کے افسروں سے ملاقاتوں کا
کیا مقصد ہوا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ سوچنا تمہارا کام ہے۔ اس لئے تو تمہیں دانش منزل
میں بٹھایا ہوا ہے۔ کہ تم بیٹھے سوچتے رہو" ـــــ عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی
بات ہوتی۔ میز پر رکھے ہوئے لانگ رینج ٹرانسمیٹر سے کال
آنی شروع ہو گئی۔ عمران اور بلیک زیرو دونوں نے چونک کر
اس کا وہ میٹر دیکھا جس سے کال کرنے والے کی مخصوص فریکوئنسی
چیک ہو سکتی تھی۔

"اوہ۔ گریٹ لینڈ سے کال ہے" ـــــ عمران نے چونکتے
ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن
کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ فاریک کالنگ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر آن
ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس چیف اٹنڈنگ یو اوور" ـــــ عمران نے ایکسٹو
کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ پاکیشیا کی نواب زادی رخشندہ کے بارے میں
رپورٹ دینی ہے۔ نواب زادی رخشندہ کی یہاں گریٹ
لینڈ میں باقاعدہ رہائش گاہ موجود ہے۔ وہ یہاں پہنچ کر

زیادہ تر کنگ کلب میں اٹھتی بیٹھتی رہی ہے ۔ اس کا فون چیک
کیا گیا ہے ۔ لیکن کوئی فون مشکوک ثابت نہیں ہوا ۔ لارڈز سے
اس کے انتہائی قریبی تعلقات ہیں ۔ اور وہ زیادہ تر انہی سے
ہی ملتی رہتی ہے ۔ اور فون بھی انہی حضرات کے ہی آتے ہیں اب
نواب زادی رخشندہ لارڈ ارسٹل کو پاکیشیا سیر کرانے کے
لئے پاکیشیا لے آنے کا پروگرام بنا رہی ہے اوور" ___
دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"ٹھیک ہے ۔ جب تک وہ گریٹ لینڈ میں ہے ۔ نگرانی
جاری رکھو اور جب وہ پاکیشیا آئے تو اطلاع کر دینا اوور"
عمران نے کہا ۔

"او ۔ کے سر اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور
عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔

"یہ نواب زادی رخشندہ اب کسی لارڈ ارسٹل کو ساتھ لے
کر آ رہی ہے ۔ اوہ اوہ ۔ ایک منٹ ۔ لارڈ ارسٹل ۔ اوہ
ذرا بھاگ کر لائبریری سے گریٹ لینڈ کے زیرو سیکشن والی
فائل لے آنا ۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس فائل میں لارڈ
ارسٹل کا نام پڑھا تھا" ___ عمران نے بات کرتے کرتے
چونک کر کہا ۔ اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور
تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ جہاں سے لائبریری
کو راستہ جاتا تھا اور عمران کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں پھیل
گئیں ۔ وہ شاید ذہن پر زور دے کر اس لارڈ ارسٹل کے

بارے میں مزید اپنی یادداشت کو کریدنے کی کوشش میں
مصروف تھا ۔

تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو واپس آیا تو اس نے ایک
سرخ رنگ کی فائل عمران کے سامنے رکھ دی ۔ اس پر
زیرو سیکشن اور گریٹ لینڈ کے الفاظ درج تھے ۔ فائل خاصی
ضخیم تھی ۔ عمران نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں
مصروف ہو گیا ۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر فائل
بند کی اور میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی
سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ اس کی آنکھوں میں چمک
ابھر آئی تھی ۔

"یس ___ رائل ہوٹل" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
نسوانی آواز سنائی دی ۔

"مسز مارگریٹ ارسٹل اپنے دفتر میں ہوں تو انہیں کہو کہ
پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ کا فون ہے" ___ عمران نے
سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"مارگریٹ ارسٹل نہیں سر ۔ وہ اب مارگریٹ بوگن ہیں ۔ میں ان سے
بات کراتی ہوں آپ کی" ___ دوسری طرف سے کہا گیا ۔ اور
عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا ۔

"یس ۔ مس بوگن سپیکنگ" ___ بولنے والی کا لہجہ بے حد
رکھ رکھاؤ کا حامل تھا ۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا آنٹی" ___ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یو نائٹی بوائے۔ اتنے طویل عرصے بعد آنٹی کا خیال
کیسے آگیا۔ کیسے ہو۔ اب تک ویسے ہی نائٹی بوائے ہو یا
ہو چکے ہو" ___ اس بار دوسری طرف سے بولنے والی کا
بے تکلفانہ ہو گیا تھا۔

"فون تو کسی اور مقصد کے لئے کیا تھا لیکن آپ کی کال آپریٹر
نے ایک ایسا انکشاف کر دیا ہے کہ جی چاہتا ہے بس جلد
سے سوبر بن جاؤں" ___ عمران نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں
کہا۔

"انکشاف کیا ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ تمہیں میں
نے کتنی بار کہا ہے کہ الجھی ہوئی باتیں مجھ سے مت کیا کرو لیکن
تمہاری یہ عادت ابھی تک برقرار ہے" ___ دوسری طرف
سے مس بوگن نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کی کال آپریٹر نے بتایا ہے کہ آپ مارگریٹ ارسٹل
سے دوبارہ مارگریٹ بوگن بن چکی ہیں اور آپ نے خود بھی مس
بوگن کے نام سے تعارف کرایا ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ کہ
آج کل سکوپ بن سکتا ہے۔ میرے سوبر بننے کا" ___ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور رسیور پر چند لمحے تو خاموشی طاری
رہی۔ پھر مس بوگن ایک بے ساختہ قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"اوہ۔ اب سمجھی ہوں تمہاری بات۔ ادھر تم مجھے آنٹی بھی
کہتے ہو ادھر یہ ارادے بھی رکھتے ہو" ___ مس بوگن نے

ہنستے ہوئے کہا۔

"لارڈ ارسٹل بھی تو پہلے آپ کو آنٹی ہی کہتا ہو گا۔ اس سے
کیا فرق پڑتا ہے۔ سکوپ موجود ہونا چاہیئے" ___ عمران نے
کہا۔

"اس کمینے کا ذکر مت کرو پرنس۔ وہ بس ایک جذباتی حماقت
تھی میری۔ اب میں اس کا ذکر بھی سننا پسند نہیں کرتی" ___
مس بوگن کے لہجے میں غصہ عود کر آیا تھا۔

"آخر ہوا کیا آنٹی۔ آپ تو اس کے خلاف کوئی بات سننے کی
روادار ہی نہ ہوتی تھیں۔ حالانکہ آپ کو اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ
لارڈ ارسٹل کس ٹائپ کا آدمی ہے" ___ عمران نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہوا میں اسے بھول چکی ہوں۔ تم بتاؤ کیسے فون کیا ہے
تم نے" ___ مس بوگن نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا اور
عمران سمجھ گیا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی خاص بات ہوئی ہے۔
جس کی وجہ سے نہ صرف طلاق ہو گئی ہے بلکہ اب وہ اس کا
نام سننا بھی پسند نہ کرتی تھی۔

"صرف یہ پوچھنا تھا کہ کیا لارڈ ارسٹل اب بھی زیرو سیکشن
میں کام کرتا ہے یا چھوڑ گیا ہے" ___ عمران نے اصل مقصد
پر آتے ہوئے کہا۔

"وہ اب زیرو سیکشن کا چیف بنا ہوا ہے۔ اور چیف بننے
کے بعد اس کے اطوار ہی بدل گئے۔ وہ انتہائی کمینگی پر اتر آیا
تھا۔ زیرو سیکشن کی خوب صورت لڑکیاں ہر وقت اس کی

بغل میں رہنے لگ گئی تھیں۔ اسی لئے تو مجھے علیحدہ ہونا پڑا۔
کیونکہ میں نے ایک لارڈ سے شادی کی تھی۔ ایک کمینے اور
بدمعاش سے نہیں کی تھی"۔۔۔۔ مس بوگن نے غصیلے لہجے
میں کہا۔

" اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ویسے کچھ پتہ ہے کہ کون کون سی
لڑکیاں زیادہ قریب رہی ہیں اس کے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ویسے تو شاید میں گنتی بھی نہ کر سکوں۔ لیکن سوزن اور
روبی دو تو اس کی اتنی چہیتی تھیں کہ وہ انہیں میرے بیڈ روم
میں بھی لے آیا تھا"۔۔۔۔ مس بوگن نے کہا اور عمران کی آنکھوں
میں چمک ابھر آئی۔

" آپ نے بہت اچھا کیا آنٹی کہ اس سے پیچھا چھڑا لیا۔ وہ
واقعی آپ کے قابل نہ تھا۔ ویسے آپ کی میرے متعلق کیا
رائے ہے۔ میں تو لڑکیوں کو آپ کے بیڈ روم میں لے آنا تو
ایک طرف خود بھی آپ کے بیڈ روم کی طرف آنے کی جرأت
نہ کر سکوں گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یو شٹ اپ ناٹی بوائے"۔۔۔۔ مس بوگن کا لہجہ بتا رہا تھا
کہ وہ عمران کے اس فقرے پر بری طرح جھینپ گئی تھیں۔

" او۔ کے۔ حکم کی تعمیل اور میں شٹ اپ۔ گڈ بائی"۔۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" یہ سوزن وہی ہو گی جسے صفدر نے ٹریس کیا ہے"۔۔۔۔
بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے۔ نام تو عام سا ہے۔ ویسے نواب زادی رخشندہ
کا اس لارڈ ارسٹل سمیت واپس پاکیشیا آنے سے یہی ظاہر
ہوتا ہے کہ نواب زادی کا تعلق بھی لازماً گریٹ لینڈ کے زیرو
سیکشن سے ہے۔ یا پھر دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ
لارڈ ارسٹل اسے شکار کرنا چاہتا ہو۔ وہ بس نام کا ہی لارڈ رہ
گیا ہے۔ کیونکہ اس کے والد نے ساری جاگیر جوئے میں اڑا
دی تھی۔ مارگریٹ بوگن گریٹ لینڈ کے مشہور لارڈ خاندان
بوگن سے تعلق رکھتی تھی۔ اور لارڈ ارسٹل نے اس سے
شادی کر لی۔ حالانکہ دونوں کی عمروں میں خاصا تفاوت تھا۔
لارڈ ارسٹل مارگریٹ کے سامنے ایک بچہ ہی دکھائی دیتا
تھا۔ وہ گریٹ لینڈ کے زیرو سیکشن سے اٹیچ تھا اور اب
بقول مارگریٹ وہ اس کا چیف بن چکا ہے۔ مارگریٹ نے
تو اس سے پیچھا چھڑا لیا۔ اور اب وہ نواب زادی رخشندہ
کو چکر دے رہا ہو گا۔ آخر نواب زادی رخشندہ مارگریٹ سے کم
صاحب جائیداد نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

" اس زیرو سیکشن کی کارکردگی کی رینج کیا ہے۔ پہلے تو
کبھی اس سے ٹکراؤ نہیں ہوا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے
ہوئے پوچھا۔

" اس کی رینج بے حد محدود ہے۔ یہ سیکشن گریٹ لینڈ کے
اندر سیاسی عوامل کے اتار چڑھاؤ کو چیک کر کے حکومت کو

رپورٹ دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی حکومت کی مخالف لابی کے سیاستدانوں
اور اس سے متعلقین کی نگرانی وغیرہ کرتا ہے"۔۔۔ عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے کبھی ان سے ٹکراؤ نہیں ہو سکا۔ لیکن اگر یہ وہی
سوزن ہے جس کا ذکر مس مارگریٹ بوگن نے کیا ہے تو پھر صفدر
اسے کیسے جان سکتا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ یہ سوزن کسی اور ایجنسی سے زیرو سیکشن میں
شفٹ ہوئی ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں اس زیرو سیکشن سے پوری طرح
چوکنا رہنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے اب اس کی رینج بڑھا دی گئی ہو"۔۔۔
بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"مس مارگریٹ بوگن سے بات کرنے کے بعد اس سوزن کی
اہمیت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے اب مجھے خود ملنا پڑے گا"۔
عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں کرسی پر بیٹھے
لمبے تڑنگے نوجوان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل میز پر رکھی اور پھر
انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

"فرانک کو میرے پاس بھیج دو"۔۔۔ نوجوان نے تحکمانہ لہجے
میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور الجھے
بالوں والا فرانک اندر داخل ہوا۔

"یس باس"۔۔۔ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو فرانک"۔۔۔ باس نے کہا اور فرانک میز کی دوسری
طرف مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر امید و بیم کی ملی جلی
کیفیات ہویدا تھیں۔

"میں نے تمہاری پلاننگ کو نہ صرف تفصیل سے پڑھا ہے بلکہ
اس سلسلے میں اعلیٰ احکام اور ماہرین سے بھی ڈسکشن کی ہے۔ اور

میں تمہیں خوشخبری دے رہا ہوں کہ تمہاری پلاننگ چند ضروری ترامیم
کے ساتھ منظور کر لی گئی ہے" ـــــ باس نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

" اوہ تھینک گاڈ۔ میری دن رات کی محنت کام آگئی ہے"۔
فرانک نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم نے واقعی ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے فرانک۔ اور ماہرین کے
نقطہ نظر سے کسی حد تک یہ پلاننگ قابل عمل ہے۔ لیکن ماہرین نے
اس سلسلے میں چند ضروری کوائف طلب کئے ہیں اور ان ضروری
کوائف کو حاصل کرنے کے لئے میں نے سوزن کو پاکیشیا بھیج
بھی دیا ہے" ـــــ باس نے کہا۔

" باس آپ سوزن کی بجائے مجھے بھیجتے تو زیادہ بہتر تھا" ـــــ
فرانک نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

" تم مشرق کے لوگوں کی نفسیات سے واقف نہیں ہو فرانک
یہ لوگ ویسے تو بے حد ہوشیار اور ذہین ہوتے ہیں۔ لیکن کسی خوبصورت
عورت کے ہاتھوں انتہائی آسانی سے بے وقوف بن جاتے ہیں۔
پھر سوزن جو کوائف لینے گئی ہے وہ صرف ایک مخصوص محکمے کے
ریکارڈ سے حاصل کرنے ہیں اور سوزن انتہائی ذہین اور ہوشیار
لڑکی ہے۔ اس نے وہاں انتہائی تیز رفتاری سے کام کیا ہے۔
اور ہماری معلومات کا تقریباً پچھتر فیصد وہ یہاں ارسال بھی کر
چکی ہے۔ اس طرح ضروری بنیادی کوائف ہم تک پہنچ بھی گئے
ہیں۔ صرف چند معمولی باتیں دریافت طلب رہ گئی ہیں۔ اس

کے بعد اس مشن پر بھرپور انداز میں کام کیا جائے گا" ـــــ باس
نے کہا۔

" اوہ باس۔ مکمل مشن کے وقت آپ مجھے ضرور پاکیشیا جانے
کی اجازت دیں۔ میں اپنی آنکھوں سے اپنے اس پلان کو مکمل
ہوتے اور پاکیشیا کے لوگوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مرتے دیکھنا
چاہتا ہوں" ـــــ فرانک نے کہا۔

" ایسا ہی ہوگا۔ مکمل مشن سے قبل وہاں ضروری اقدامات بھی
کئے جاتے ہیں۔ اور اس کے لئے میں خود پہلے وہاں جاؤں گا۔
میں نے نواب زادی رخشندہ کو احکامات دے دیئے ہیں میں
اس کے ساتھ بطور سیاح پاکیشیا جاؤں گا۔ اور وہاں بنیادی
ضروری اقدامات مکمل کر لینے کے بعد تمہیں اور روبی کو بھی بلا لوں
گا۔ لیکن اصل مشن ہم نے سر انجام نہیں دینا۔ کیونکہ یہ ہماری فیلڈ
ہی نہیں ہے۔ اصل مشن کے لئے اعلیٰ حکام نے بلیو لائن کو منتخب کیا
ہے۔ انہیں ایسے مشنز کی تکمیل کا طویل تجربہ بھی حاصل ہے۔ اور
بلیو لائن پاکیشیا سیکرٹ سروس سے آسانی سے نمٹ بھی سکتی ہے۔
ہم نے صرف ان کے مشن کو سپر وائز کرنا ہوگا" ـــــ باس نے کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔ لیکن پہلے آپ نے خود ہی بتایا تھا کہ نوابزادی
رخشندہ وہاں چند ایسے لوگوں کی نظروں میں آگئی تھی کہ آپ کو
مشن ہی سٹاپ کرنا پڑا تھا۔ اب آپ دوبارہ اس کے ساتھ
جائیں گے تو کیا وہ لوگ آپ کو مشکوک نہیں سمجھیں گے" ـــــ
فرانک نے کہا۔

"میں بحیثیت لارڈ ارسٹل اس کے ساتھ جا رہا ہوں۔ اور میں نے
یا نواب زادی رخشندہ نے عملی طور پر کچھ نہیں کرنا۔ ہم نے صرف
ورک کی نگرانی کرنی ہے کہ بنیادی اقدامات صحیح وقت پر اور صحیح طور
پر ہو سکیں۔ اس کے بعد میں حکومت کو مخصوص کاشن دے دوں گا
اور بلیو لائن میدان میں آ جائے گی" ۔۔۔ باس نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ بہرحال میں شدت سے پاکیشیا جانے کا
منتظر رہوں گا" ۔۔۔ فرانک نے جواب دیا اور کرسی سے اٹھ کھڑا
ہوا۔

"او۔کے" ۔۔۔ باس نے کہا اور فرانک سلام کر کے مڑا اور
پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد باس نے
میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس
کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ کارلاٹل سپیکنگ" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف زیرو سیکشن۔ تمہاری طرف سے ابھی رپورٹ
موصول نہیں ہوئی" ۔۔۔ باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ صرف فائنل تجزیہ رہ گئے ہیں۔ میں ابھی اسے لے
کر خود آپ کے پاس حاضر ہو رہا ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے
مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"او۔کے۔ میں انتظار کر رہا ہوں" ۔۔۔ باس نے کہا۔ اور

رسیور رکھ کر دوبارہ سامنے رکھی فائل کھول کر اسے دیکھنے لگا پھر
تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"یس۔ کم ان" ۔۔۔ باس نے سر اٹھا کر سخت لہجے میں کہا۔
دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جو سر سے گنجا
تھا۔ ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"آؤ کارلاٹل۔ بیٹھو۔ رپورٹ تیار ہو گئی ہے" ۔۔۔ باس
نے کہا۔

"یس باس۔ یہ دیکھئے" ۔۔۔ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا اور فائل باس کے آگے رکھ کر وہ میز کی دوسری طرف
کرسی پر بیٹھ گیا۔ البتہ اس کی نظریں باس پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ باس
نے فائل کھولی جس میں صرف دو صفحے ٹائپ شدہ موجود تھے۔ اور
انہیں پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ کارلاٹل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"تمہاری رپورٹ کے مطابق ہمیں پراجیکٹ کارس کراس پر
مکمل کرنا چاہیئے" ۔۔۔ رپورٹ پڑھنے کے بعد باس نے فائل
بند کرتے ہوئے سامنے بیٹھے کارلاٹل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ وہاں ایک تو دور دور تک آبادی موجود نہیں
ہے۔ دوسرے اس جگہ پر نیچے بڑے بڑے ٹاکستان پتھروں
کی کثیر تعداد گہرائی میں موجود ہے۔ اس وجہ سے ہمارا پراجیکٹ
انتہائی تیزی اور آسانی سے مکمل ہو سکے گا" ۔۔۔ کارلاٹل نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پراجیکٹ مشینری کو نصب کرنے میں خاصی پریشانی ہو

گی۔ جب کہ پشنگ مشینری کی رینج دس کلو میٹر سے بھی زیادہ ہے۔ اس لئے کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم کارس کراس کی بجائے یہ مشینری کامل نگر کے قریب موجود ویران علاقے میں نصب کریں۔ اس طرح وہ آسانی سے بھی نصب ہو جائے گی اور مشن بھی مکمل ہو جائے گا"۔۔۔۔ باس نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کامل نگر کی مٹی کی تجزیاتی رپورٹ بھی میرے پاس پہنچی ہے۔ میں نے اس پر مزید ریسرچ کی ہے۔ وہاں مٹی میں ریت کا عنصر زیادہ پایا جاتا ہے اور اس وجہ سے پشنگ مشینری وہاں فل فورس سے کام نہ کر سکے گی۔ پشنگ مشینری کا ری بیک بے حد فورس فل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کامل نگر کی بجائے کارس کراس کو اس کام کے لئے منتخب کیا ہے"۔۔۔۔ کارلاٹل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ لیکن کارس کراس میں ہمیں کوئی آڑ مہیا نہ ہو سکے گی۔ جب کہ کامل نگر میں ایک ایسا ٹیلہ موجود ہے جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں سے آثار قدیمہ مل سکتے ہیں"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"باس کارس کراس کے ساتھ ہی ایک تاریخی قلعہ موجود ہے اُسے آڑ کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ کارلاٹل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ میں خود وہاں جا رہا ہوں۔ میں دونوں سپاٹ چیک کرا لوں گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تھینک یو"۔۔۔۔

باس نے کہا۔ اور کارلاٹل اٹھا اور سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران نے ہوٹل بلیو لینڈ کی پارکنگ میں کار روکی اور پھر اُسے روک کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"عمران صاحب"۔۔۔۔ عقب سے صفدر کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران مڑ گیا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے آ رہا تھا۔

"آپ یہاں کیسے"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے چیف نے بتایا ہے کہ کوئی خوب صورت لڑکی ہوٹل بلیو لینڈ میں انتہائی کرب سے دوچار ہے اور صفدر سے اس کا کرب دور نہیں ہو رہا۔ میں نے سوچا کہ چلو میں ہی کوشش کر دیکھوں۔ شاید کسی پردیسی کا دکھ اور کرب دور ہو سکے۔ اماں بی کہتی ہیں دوسروں کے دکھ اور کرب دور کرنے والے جنت میں

جلتے ہیں۔ اور ہاں ادھر کان لاؤ۔ ڈیڈی کہتے ہیں جنت میں بڑی
خوب صورت حوریں ملتی ہیں۔ کیا خیال ہے"۔۔۔ عمران کی زبان پوری
رفتار سے رواں ہو گئی۔ اس نے سوزن کرب کے نام کے حوالے
سے اُسے دکھ اور کرب میں تبدیل کر دیا تھا۔

"وہ جا رہی ہے وہ محترمہ۔ جس کا دکھ اور کرب آپ دور کرنے
آئے ہیں۔ وہ نیلے سوٹ والے کے ساتھ"۔۔۔ صفدر نے مین
گیٹ سے اندر جاتے ہوئے ایک جوڑے کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔ نیلے سوٹ والا مقامی تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ ایک
خوب صورت اور سمارٹ غیر ملکی لڑکی تھی۔

"اوہ۔ تو یہ دکھ بھی ساتھ لے کر چل رہی ہے۔ چلو ایسا ہے۔ تم
اس دکھ کو سنبھالو میں کرب سے مل کر کوشش کرتا ہوں کہ اس
کا کرب دور ہو جائے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور
صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ دکھ صاحب محکمہ ارضیات میں راتھ پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں
ان کا نام سلام خان ہے۔ مس کرب نے ان سے فون پر بات
کی اور پھر ملنے ان کے دفتر چلی گئی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک یہ
دونوں دفتر میں رہے پھر واپس یہاں آ گئے۔ اور اب سلام
خان بھی ساتھ ہے"۔۔۔ صفدر نے ہوٹل کے مین گیٹ تک
پہنچتے پہنچتے پوری رپورٹ دے دی۔ کیونکہ عمران نے چیف کا
حوالہ دے کر بات کی تھی۔ اس لئے وہ سمجھ گیا کہ چیف نے اُسے
بھیجا ہو گا۔

"اس دکھ کرب کو کچھ دیر ایک دوسرے کا حال احوال سننے
دو۔ ہم ہال میں بیٹھتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور ہال میں داخل ہو
کر ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ویٹر کو جوس لانے
کی ہدایت کی اور ویٹر کے واپس مڑتے ہی وہ صفدر سے مخاطب
ہو گیا۔

"مجھے یہ بتاؤ کہ یہ کون سے کمرے میں رہائش پذیر ہے"۔۔۔
عمران کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"چوتھی منزل۔ کمرہ نمبر اڑتالیس"۔۔۔ صفدر نے بھی سنجیدگی
سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب یہ بتاؤ کہ تم کیسے جانتے ہو کہ یہ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔
کون سے کیس میں تم سے یہ ٹکرائی تھی"۔۔۔ عمران نے اُسی طرح
سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اُسی لمحے ویٹر نے آ کر جوس کے دو گلاس ان
کے سامنے رکھ دیئے۔

"آپ کو لائٹ ایکی والا کیس تو یاد ہو گا۔ اس میں میرے ذمے
ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ میں سیکرٹ ایجنٹ فرناڈو کی نگرانی کروں
یہ لڑکی اس فرناڈو کی ساتھی تھی۔ بعد میں فرناڈو تو ایکی کے دوران
ہلاک ہو گیا تھا۔ جب کہ یہ بچ گئی تھی۔ اس کے بعد جب چیف نے
مجھے وائٹ ہارس کیس کے سلسلے میں گریٹ لینڈ سیکرٹ ایجنسی
کی تفصیلی انکوائری کے لئے بھیجا تھا۔ تو وہاں اس ایجنسی میں
یہ لڑکی بھی شامل تھی۔ اس کا نام سوزن کرب ہے۔ اور خاصی تیز
طرار اور اس کے ساتھ اخلاقی طور پر انتہائی بے باک لڑکی ہے۔

ہر قسم کے حالات میں اپنے آپ کو فوراً ان حالات کے مطابق ڈھال لیتی ہے"۔۔۔ صفدر نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس کے کمرے میں کوئی ڈکٹا فون لگایا ہے تم نے"۔۔۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ صرف اس کے بیرونی تعلقات کی نگرانی کا حکم دیا تھا چیف نے"۔۔۔ صفدر نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

"کمال ہے۔ ابھی تک بالغ ہی نہیں ہوئے یا اپنی بلوغت بھی تنویر کے حوالے کر دی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

"کیا مطلب۔ یہاں بلوغت کا کیا سوال پیدا ہو گیا ہے"۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوال تو کب کا پیدا ہو چکا ہے مگر جواب ندارد بھائی خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ انتہائی بے باک لڑکی ہے۔ تو ذرا اندر کا حال اپنے طور پر معلوم کرایا ہوتا۔ وہ چیف تو شاید خود بھی بوڑھا ہو گیا ہے۔ اور ہم سب کو بھی زبردستی بوڑھا بنانے پر تلا ہوا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار صفدر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ وہ اب عمران کی بات کا مقصد سمجھا تھا۔

"اس لحاظ سے تو آپ تنویر کو ہی بالغ سمجھ لیجئے"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد انہیں سلام خان لفٹ سے واپس آتا دکھائی

دیا وہ اپنے رنگے ہوئے بال ہاتھوں سے سنوارتا ہوا اور قدرے چور نظروں سے ہال میں موجود افراد کو دیکھتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"تم اس کے پیچھے جاؤ اور راستے میں گھیر کر ذرا اس سے پوچھ گچھ کرو کہ سوزن نے اس کا کرب دور کرنے کے عوض اس سے کیا طلب کیا ہے۔ میں ذرا اس سوزن کے کرب کا ٹمپریچر نوٹ کر لوں"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ایک نوٹ ایش ٹرے کے نیچے رکھا اور خود وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ چوتھی منزل کے کمرہ نمبر اڑتالیس کے سامنے موجود تھا۔ دروازے کے ساتھ موجود پلیٹ پر سوزن کرب کے نام کی چٹ موجود تھی۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کون ہے"۔۔۔

"انٹیلی جنس"۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور سامنے خوب صورت سوزن کرب کھڑی حیرت سے اُسے دیکھ رہی تھی۔ اس کا چہرہ سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔

"انسپکٹر ارسلان۔ فرام سنٹرل انٹیلی جنس"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔

"لیکن میرا انٹیلی جنس سے کیا تعلق ہے"۔۔۔ سوزن نے مڑ

کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تعلق نہ بھی ہو محترمہ تو ہم تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ خاص طور پر
آپ جیسی خوب صورت خاتون سے تعلق پیدا نہ کرنا تو باب
عشق میں انتہائی بد ذوقی سمجھا جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور سوزن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔ اور
واپس بیڈ کے ساتھ موجود کرسیوں کی طرف آ گئی۔ جہاں عمران
اس دوران ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھ چکا تھا۔
"کیا یہاں زبردستی بھی کی جاتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میرا
تعلق گریٹ لینڈ سے ہے اور یہاں گریٹ لینڈ کا سفارت خانہ
بھی موجود ہے"۔۔۔ سوزن کرب نے انتہائی سخت اور سرد
لہجے میں عمران کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔
"معلوم ہے محترمہ۔ اور سفارت خانے کے ذریعے آپ کے
متعلق گریٹ لینڈ سے انکوائری بھی کرا لی گئی ہے جس کے مطابق
آپ نے کاغذات میں اپنے آپ کو جس محکمے کے متعلق بتایا ہے
اس محکمے سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اسی لاتعلقی نے
مجھے مجبور کیا ہے کہ آپ سے براہ راست تعلق پیدا کیا جائے"
عمران نے انتہائی مطمئن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"کیا۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میرے
پاس اس محکمے کا باقاعدہ شناختی کارڈ موجود ہے۔ اور دیگر
کاغذات بھی"۔۔۔ سوزن کرب کا لہجہ اس قدر بوکھلایا ہوا

تھا کہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ عمران کے اس پوائنٹ پر وہ حقیقتاً
چوکڑی بھول گئی ہے۔
"شناختی کارڈ اور دیگر کاغذات تیار بھی ہو سکتے ہیں محترمہ
سوزن کرب۔ یہاں ہمارے ہاں پاکیشیا میں اس دھندے کو
نمبر دو کہا جاتا ہے۔ جب کہ آپ کے ہاں گریٹ لینڈ میں اسے
زیرو نمبر کہا جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔ اور سوزن کرب زیرو کا لفظ سن کر بے اختیار چونک
پڑی۔ اس کا چہرہ ایک لمحے کے لئے زرد ہوا مگر دوسرے لمحے
اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔
"اوہ ہاں۔ واقعی جعلی کاغذات بھی تیار ہو سکتے ہیں۔ خیر چھوڑیں
اس بات کو۔ یہ تو بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔ آپ بتائیں کیا پینا
پسند کریں گے"۔۔۔ سوزن کرب نے فوری طور پر دوسرا انداز
اختیار کرتے ہوئے کہا۔
"مجھے دو ہی چیزیں پینے کی عادت ہے۔ مردوں کے ہاتھوں سے
غصہ اور عورتوں کے ہاتھوں سے خون جگر۔ ویسے محترمہ سوزن
کرب صاحبہ۔ بہتر یہی ہے کہ آپ ذرا مجھے کھل کر بتا دیں کہ
آپ کی یہاں آمد کا اصل مقصد کیا ہے۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ
اور سروے آف ارتھ ڈیپارٹمنٹ کے افسروں سے آپ کی
مسلسل ملاقاتیں کس مقصد کے لئے ہیں"۔۔۔ عمران نے آخر
میں سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
"تو انٹیلی جنس میری نگرانی کر رہی ہے۔ یہ تو زیادتی ہے میں

مجرم تو نہیں ہوں۔ کسی محکمے کے افسروں سے ملنا کوئی جرم تو نہیں ہے "۔۔۔ سوزن کرب کا لہجہ یک لخت بدل گیا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ آپ کسی جرم میں ملوث ہیں۔ اگر ایسا ہوتا مس سوزن کرب تو آپ سے یہاں ہوٹل کے کمرے میں بات چیت کی بجائے انٹیلی جنس کے اس کمرے میں بات چیت ہو رہی ہوتی جہاں عورتوں پر بھی تھرڈ ڈگری کا پورا پورا بندوبست موجود ہوتا ہے "۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سوری مسٹر۔ آپ جو کوئی بھی ہیں تشریف لے جائیں۔ اب میں سفارت خانے کے کسی افسر کی موجودگی کے بغیر آپ سے کوئی بات نہیں کر سکتی۔ جائیے "۔۔۔ سوزن کرب نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"لارڈ ارسٹل تمہارا باس ہے "۔۔۔ عمران نے یک لخت کہا تو سوزن بے اختیار کرسی سے اچھل پڑی۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا۔ تم۔۔۔ تم۔۔۔ مگر یہ کس کا نام ہے۔ کون لارڈ ارسٹل۔ یہ تم آخر کیا کہہ رہے ہو "۔۔۔ سوزن کرب نے بری طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران کی بات اس قدر اچانک تھی کہ سوزن باوجود کوشش کے اپنے آپ کو بروقت نہ سنبھال سکی تھی۔

"او۔ کے۔ مس سوزن کرب۔ اب مجھے اجازت۔ آپ تو واقعی انتہائی معصوم اور شریف خاتون ہیں۔ آپ سے انٹیلی جنس والوں نے کیا لینا ہے۔ گڈ بائی "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کرسی سے اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سوزن اسے اس طرح اچانک جاتے دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑے ساکت کھڑی رہ گئی۔

عمران کمرے سے نکل کر اطمینان سے چلتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن نیچے ہال میں جانے کی بجائے وہ دوسری منزل پر اتر کر گیلری میں بڑھ گیا۔ ایک کمرے کے باہر نیم پلیٹ خالی تھا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے اس کا دروازہ کھولا اور اندر آ کر اس طرح دروازہ بند کر لیا جیسے وہ اسی کمرے کا ہی رہائشی ہو۔ دروازے کو چٹخنی لگا کر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس کے اوپر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن دبتے ہی باکس میں سے ایسی آواز نکلی جیسے پانی کا نل پوری رفتار سے بہہ رہا ہو اور عمران کے لبوں پر یہ آواز سنتے ہی کامیابی کی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سوزن کرب باتھ روم میں پانی کا نل کھول کر اپنے باس سے ٹرانسمیٹر پر بات کرنا چاہتی ہے۔ لیکن اب سوزن کرب کو یہ معلوم نہ تھا کہ عمران اس کرسی کی سیٹ کے نچلے حصے کے کنارے پر ایسا ڈکٹا فون بٹن چپیاں کر آیا تھا جو نہ صرف انتہائی طاقتور رینج کا تھا بلکہ اس قدر حساس بھی تھا کہ باتھ روم میں ہونے والی ہلکی سی سرسراہٹ کو بھی کیچ کر سکتا تھا۔ حالانکہ اسے یقین تھا کہ سوزن کرب چونکہ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس لئے اس نے عمران کے جانے کے بعد لازماً کسی ڈکٹا فون کی موجودگی کو چیک کیا ہوگا۔ لیکن عمران

انسانی نفسیات کو سامنے رکھ کر کام کرتا تھا۔ اگر سوزن کمرب
سیکرٹ ایجنٹ کی بجائے کوئی عام عورت ہوتی تو وہ لازماً میز
کے نیچے بٹن چھپاں کرتا۔ لیکن چونکہ وہ سیکرٹ ایجنٹ تھی۔
اور سیکرٹ ایجنٹ کی نفسیات بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ اُسے سب
سے پہلے میز کے نیچے ہی چیک کرتا ہے۔ اس لئے اس نے اُسے
کرسی کے نچلے حصے کے اس کنارے پر لگایا تھا جو سیٹ اور
پلائے کی درمیانی جگہ ہوتی ہے۔ اور جب تک کرسی کو الٹا نہ
جائے اُسے چیک نہیں کیا جا سکتا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ زیرو تھری کالنگ اوور" ـــــ چند لمحوں
بعد سوزن کی تیز تیز آواز سنائی دی اور عمران مسکرا دیا۔ سوزن
مسلسل کال دیئے جا رہی تھی۔

"یس ـــــ ہیڈ کوارٹر اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ایک اور
آواز سنائی دی۔

"باس سے بات کراؤ۔ زیرو تھری بول رہی ہوں پاکیشیا سے۔
اٹ از ایمرجنسی اوور" ـــــ سوزن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ زیرو تھری باس اٹنڈنگ یو۔ کیا پرابلم ہے اوور"
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ کرخت سی آواز سنائی
دی۔ جواب میں سوزن نے عمران کے اچانک آنے سے لے کر
اس کے اچانک واپس جانے تک کی پوری روئیداد سنا دی۔

"اوہ زیرو تھری۔ تم نے چیک کیا ہے۔ کہیں وہ کوئی ڈکٹا
فون تو نہیں لگا گیا اوور" ـــــ دوسری طرف سے تیز لہجے

یں کہا گیا۔

"یس سر۔ میں نے اچھی طرح چیکنگ کے بعد ہی کال کی ہے
اوور" ـــــ سوزن نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیا اور
عمران ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"کیا حلیہ تھا اس نوجوان کا اوور" ـــــ دوسری طرف
سے پوچھا گیا۔ اور سوزن نے تفصیل سے عمران کا حلیہ بتا دیا۔
اور اس بار عمران نے بے اختیار ہونٹ سکوڑ لیے۔ کیونکہ اس
سے واقعی غلطی ہوئی تھی اُسے حلیہ بدل کر جانا چاہیئے تھا۔

"اوہ اوہ۔ سوزن۔ یہ تو اُسی خطرناک آدمی علی عمران کا حلیہ ہے۔
جس کی وجہ سے نواب زادی رخشندہ کا مشن ختم کرایا گیا ہے۔
اور وہ انٹیلی جنس کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ اور سیکرٹ سروس
کے لئے بھی۔ اور اس نے میرا نام بھی لیا ہے اور زیرو کا اشارہ
بھی دے گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اُسے مکمل معلومات
حاصل ہو چکی ہیں۔ ہمارے متعلق بھی اور ہمارے مشن کے متعلق بھی۔
ٹھیک ہے۔ تم فوری طور پر سارے کام چھوڑ کر واپس آ جاؤ۔
اب ہمیں نئے سرے سے پلاننگ کرنی ہو گی اوور" ـــــ دوسری
طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"مگر باس میں نے یہاں کے ایک افسر کو تیار کر لیا ہے کہ وہ
کارس کر اس کے متعلق ارضی سروے کی مکمل رپورٹ میرے حوالے
کر دے گا۔ اس نے آج رات کو یہ رپورٹ لے آنے کا وعدہ
کیا ہے اوور" ـــــ سوزن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"احمق ہو گئی ہو تم۔ اب جب کہ انہیں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے
اب ہمیں اس مشن کو یہیں ختم کرنا ہو گا۔ اور کوئی نیا مشن سوچنا ہو
گا۔ تم فوری طور پر واپس آجاؤ۔ اٹ از مائی آرڈر۔ اوور" ___
دوسری طرف سے باس نے چیختے ہوئے لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں واپس آجاتی ہوں اوور" ___
سوزن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔ اور
دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کی آواز آتے ہی ٹرانسمیٹر کی
مخصوص آواز بند ہو گئی۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے باکس کا بٹن آف کر کے اسے جیب میں ڈالا اور کمرے
کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب
سوزن فوری طور پر ہوٹل چھوڑ کر ایئر پورٹ پہنچے گی تاکہ وہاں جو
پہلی فلائٹ گریٹ لینڈ کے لئے اُسے میسر آسکے۔ وہ اس پر
واپس چلی جائے۔ دروازہ کھول کر وہ باہر گیلری میں آیا۔ اور
پھر جیسے ہی وہ ہال میں پہنچا اس نے صفدر کو ہال کے مین گیٹ
سے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ عمران نے اُسے باہر چلنے کا
اشارہ کیا اور صفدر اس طرح ادھر ادھر دیکھتا ہوا واپس مڑ گیا۔
جیسے وہ کسی شخص کی تلاش میں آیا ہو۔ اور اُسے ہال میں نہ پا کر واپس
جا رہا ہو۔

"کیا رپورٹ ہے سلام خان کے بارے میں" ___ عمران
نے باہر آتے ہی پوچھا۔

"سوزن کرب نے رات اس کے ساتھ گزارنے کا وعدہ کیا ہے
اور اس سے ایک علاقے کارس کراس کے بارے میں اضافی
مزید رپورٹ کی کاپی طلب کی ہے۔ یہ کارس کراس دارالحکومت
سے پچھتر کلو میٹر اوپر نزاران کے علاقے میں ایک بنجر اور ویران
میدان کا نام ہے۔ یہاں ایک پرانا تاریخی قلعہ بھی موجود ہے"
صفدر نے مکمل رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ہے کہاں" ___ عمران نے پوچھا۔

"میں اسے دانش منزل چھوڑ آیا ہوں" ___ صفدر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب سوزن کرب ملک چھوڑنے کے چکر میں
ہے۔ اس لئے اب اسے بھی دانش منزل پہنچانا ہے۔ وہ لازماً
یہاں سے ٹیکسی میں ایئر پورٹ جائے گی۔ اس لئے اُسے ہاشم روڈ
پر آسانی سے کور کیا جا سکتا ہے۔ سمجھ گئے ہو" ___ عمران نے
کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی
سے قدم اٹھاتے پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔

سیاہ رنگ کی کار جیسے ہی دو منزلہ عمارت کے گیٹ کے
سامنے رکی۔ برآمدے میں موجود چار مسلح افراد تیزی سے اس کے
گرد پھیل گئے۔ لیکن ان کا انداز جارحانہ کی بجائے مودبانہ سا تھا۔
ایک مسلح آدمی نے جلدی سے آگے بڑھ کر کار کا عقبی دروازہ
کھولا اور اس میں سے نکلنے والے لمبے تڑنگے اور سڈول جسم
کے نوجوان کو اس نے بڑے ادب سے سلام کیا۔
"سب پہنچ گئے ہیں میٹنگ میں" ____ اس لمبے تڑنگے آدمی
نے قدرے کرخت لہجے میں پوچھا۔
"یس سر۔ صرف آپ کا ہی انتظار ہے۔ تشریف لائیے"۔
اس مسلح آدمی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے آگے
بڑھ گیا۔ لمبا تڑنگا آدمی اس کے پیچھے چلتا ہوا ایک گیلری میں
سے ہو کر ایک کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ گیا جس

کے سامنے بھی دو مسلح گارڈ موجود تھے۔ انہیں آتا دیکھ کر ان میں
سے ایک مسلح آدمی نے دروازے کی سائیڈ پر موجود ایک بٹن
دبایا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ آنے والا اسی طرح چلتا ہوا
دروازہ کراس کر گیا۔ جب کہ اُسے لے آنے والا باہر ہی رک
گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان ایک بڑی
میز کے گرد چار ادھیڑ عمر افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ ایک
کرسی خالی تھی۔
"آؤ کریگر۔ ہم تمہارے ہی منتظر تھے" ____ ان میں سے ایک
نے جس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ آنے والے
سے مخاطب ہو کر کہا۔
"میرے خیال میں میں وقت پر ہی پہنچا ہوں" ____ آنے
والے نے جسے کریگر کے نام سے پکارا گیا تھا۔ اُسی طرح کرخت
لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ بیٹھو" ____ برف کی طرح سفید بالوں والے
نے سپاٹ لہجے میں کہا اور کریگر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔
"لارڈ دارسٹل آپ کریگر کو تفصیلات بتائیں" ____ اس
برف کی طرح سفید بالوں والے نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے
آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"مسٹر کریگر۔ حکومت گریٹ لینڈ پاکیشیا کے خلاف ایک
اہم مشن مکمل کرنا چاہتی ہے۔ ایک علاقہ کافرستان اور پاکیشیا
کے درمیان متنازعہ ہے۔ اس کا نام کاشیر ہے۔ کاشیر کو

کافرستان سے علیحدہ کر کے پاکیشیا کے ساتھ شامل کرنے کی
تحریک چل رہی ہے۔ اور باوجود کافرستان اور اس کے حلیف
ملکوں کی بھرپور کوشش کے یہ تحریک کسی طرح بھی نہیں دبائی جا
سکی۔ اور حکومت گریٹ لینڈ بھی یہ نہیں چاہتی کہ یہ علاقہ کافرستان
سے کٹ کر پاکیشیا کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اس سے پاکیشیا
زیادہ مضبوط اور باوسائل ہو جائے گا۔ لیکن حکومت گریٹ لینڈ
اس معاملے میں کھل کر سامنے بھی نہیں آ سکتی۔ اس لئے یہ فیصلہ
کیا گیا کہ پاکیشیا میں کوئی ایسا داخلی بحران پیدا کر دیا جائے
جس سے پاکیشیا کی حکومت اور عوام کی توجہ کاشیر سے ہٹ
کر اپنے بحران کی طرف ہو جائے اور وہ کاشیر میں تحریک چلانے
والوں کی کسی طرح بھی امداد نہ کر سکے۔ یہ مشن میرے مجھے زیرو
سیکشن کو سونپا گیا۔ میں نے اس سلسلے میں پلاننگ کی کہ پاکیشیا
میں دہشت گردی کی کارروائیاں تیز کی جائیں اور وہاں جعلی
کرنسی اس طرح پھیلا دی جائے کہ وہاں شدید بحران پیدا ہو
جائے۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کو اس
پلاننگ کا علم ہو گیا۔ اس لئے مجھے یہ پلاننگ ختم کرنی پڑی۔
اس کے بعد میرے سیکشن نے ایک انتہائی اہم اور منفرد قسم
کی پلاننگ کی۔ اس کو ہم نے ہالو وال کا نام دیا ہے۔ پاکیشیا میں
ویسے تو کئی دریا بہتے ہیں۔ لیکن ایک دریا سب سے بڑا ہے۔
جسے کانڈس کہتے ہیں۔ آج کل وہاں بارشوں کی وجہ سے ان
دریاؤں میں سیلاب آنے کا موسم ہے۔ اس بار چونکہ بارشیں

معمول سے بہت زیادہ ہو رہی ہیں اس لئے اس بار وہاں انتہائی
شدید سیلاب آنے کا یقینی خطرہ موجود ہے۔ ان دریاؤں میں چونکہ
ہر سال سیلاب آنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے حکومت پاکیشیا
نے بڑے بڑے شہروں کو متوقع سیلاب سے بچانے کے لئے
خاص جگہوں پر بند باندھے ہوئے ہیں۔ جن کی ان دنوں نہ صرف
مرمت ہوتی ہے۔ بلکہ ان کی باقاعدہ فوج نگرانی بھی کرتی رہتی
ہے۔ اگر ان میں سے کسی بند کو توڑ دیا جائے تو زیادہ سے
زیادہ ایک یا دو شہر یا اس کے ملحقہ علاقے سیلاب کی زد میں
آ سکتے ہیں اور چونکہ پاکیشیا کے لوگ ہر سال سیلاب کا مقابلہ
کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس سے ان کے اندر کوئی ایسا
بحران پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا ہم چاہتے ہیں۔ اور پھر وہ لوگ
ایسے وسائل اور مشینری ہر وقت تیار رکھتے ہیں۔ جس سے اس
ٹوٹے ہوئے بند کی فوری طور پر مرمت بھی کی جا سکتی ہے چنانچہ
ہم نے بجائے ان دریاؤں پر موجود پہلے سے کسی بند
کو توڑنے کے ایک بالکل ہی منفرد انداز سوچا۔ ہم نے اس
بڑے دریا کانڈس کا ایک پوائنٹ سلیکٹ کیا۔ اس پوائنٹ
پر اس دریا کی چوڑائی چار اعشاریہ چھ کلومیٹر ہے۔ اور یہ اس دریا
کی سب سے کم چوڑائی ہے۔ ہم نے منصوبہ بندی کی کہ اگر اس
پوائنٹ سے ذرا ہٹ کر زمین کے اندر انتہائی گہرائی میں جا
کر ایک ایسی سرنگ کھود دی جائے جو زمین کے نیچے ہی نیچے
ہوتی ہوئی اس دریا کو کراس کر جائے۔ پھر اس سرنگ کے

اس حصے کو جس کے اوپر دریا بہہ رہا ہے۔ تم جسیم سے بنی ہوئی
ہالو وال تیار کر دی جائے۔ اور اس کے نیچے اور دونوں اطراف
میں مخصوص پشنگ آپریٹس فٹ کر دیئے جائیں۔ چنانچہ جب
سیلاب اپنے پورے زور پر آئے۔ تو اس مخصوص پشنگ
مشینری کو آن کر دیا جائے گا۔ اور پشنگ آپریٹس ہالو وال کو
یک لخت اوپر کی طرف پوری قوت سے اٹھائیں گے۔ اس
طرح ہالو وال زمین کی اس گہرائی سے اوپر دس فٹ فضا تک
بلند ہو گی۔ یہ ہالو وال ظاہر ہے اس قدر مضبوط ہو گی کہ اس
پر بڑے سے بڑا طاقتور بم بھی اثر نہ کرے گا۔ اس سے یہ ہو گا
کہ سیلابی پانی کے خوف ناک ریلے ہالو وال کے ساتھ ٹکرا
کر آگے دریا کے پاٹ میں بہنے کی بجائے دریا کے دونوں
اطراف میں خوف ناک انداز میں بہنا شروع ہو جائیں گے۔
اور چونکہ پیچھے خوف ناک سیلاب ہو گا۔ اس لئے نہ ہی اس
ہالو وال کو فوری طور پر توڑا جا سکے گا اور نہ ہی پانی کو روکا جا سکے
گا۔ کیونکہ کانڈس کے منبع سے لے کر ہالو وال تک وہاں کوئی
ڈیم بھی موجود نہیں ہے۔ چنانچہ پانی کے خوف ناک ریلے ہر چیز
کو خس و خاشاک کی طرح بہاتے ہوئے اپنی نئی گزرگاہ بنائیں
گے۔ اور اس گزرگاہ میں پاکیشیا کا دارالحکومت سب سے
پہلے نشانہ بنے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی اہم فوجی چھاؤنی اور
پھر پاکیشیا کے چار یا پانچ بڑے شہر اور ہزاروں کی تعداد میں
چھوٹے قصبے اس کی زد میں آجائیں گے۔ لاکھوں ایکڑ میں پھیلے

ہوئے مسلسل خوف ناک سیلاب کی وجہ سے یہ قصبے۔ ٹاؤن
شہر سب کچھ فنا ہو کر رہ جائیں گے۔ لاکھوں افراد بے بسی کی
موت مریں گے۔ فصلات تباہ ہو جائیں گی۔ چھاؤنیاں
اور ان کے اندر موجود ہر قسم کے سٹور سب تباہ ہو جائیں گے
پانی کے خوف ناک ریلے آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ شہروں
کے شہر ختم ہو جائیں گے اور سیلاب کو روکنا حکومت پاکیشیا
تو کیا پوری دنیا کے لئے مل کر بھی ناممکن ہو جائے گا۔ اس
طرح پاکیشیا میں اس قدر خوف ناک بحران آجائے گا کہ کاشیر
کی طرف توجہ کرنا تو ایک طرف اس کا اپنا وجود ہی خطرے
میں پڑ جائے گا۔ اور یہی ہم چاہتے ہیں"۔ ـــــ لارڈ ارسٹل
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"بے حد خوف ناک منصوبہ ہے اور قطعی منفرد انداز کا بھی
ہے۔ اس لئے مجھے بھی یہ پسند آیا ہے۔ جس نے بھی یہ منصوبہ
بنایا ہے۔ میں اس کے ذہن کی داد دیتا ہوں۔ لیکن اس سلسلے
میں مجھے کیوں بلایا گیا ہے"۔ ـــــ کریگر نے اس طرح مسرت
بھرے لہجے میں کہا جیسے اس منصوبے کی ہولناکی کے تصور سے
ہی اُسے بے پناہ مسرت محسوس ہو رہی ہو۔
"میں بتا رہا ہوں"۔ ـــــ لارڈ ارسٹل نے کہا۔ اس کے
علاوہ باقی افراد خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔
"اس منصوبے کی ضروری ترامیم کے بعد حکومت گریٹ
لینڈ نے منظوری دے دی اور یہ فیصلہ ہوا کہ ابتدائی

انتظامات ہم کریں جب کہ اصل منصوبہ بلیو لائن مکمل کرے گی
کیونکہ اُسے اس ٹائپ کے منصوبوں میں مہارت حاصل ہے
چنانچہ مزید حتمی معلومات حاصل کرنے کے لئے میں نے اپنے
سیکشن کی سب سے ہوشیار ایجنٹ سوزن کرب کو پاکیشیا
بھیجا اس نے وہاں کے اری گیشن ڈیپارٹمنٹ اور سروے آف
ارتھ ڈیپارٹمنٹ کے افسروں سے مل کر ضروری ریکارڈ حاصل
کر کے ہمیں بھجوا دیا۔ جب کہ میرا پروگرام تھا کہ میں خود اپنی ایک
پاکیشیائی ایجنٹ کے ساتھ وہاں جا کر اس پوائنٹ اور اس
کے ارد گرد کے علاقے کا باقاعدہ سروے کروں۔ اور وہاں
بلیو لائن کے افراد کے پہنچنے اور منصوبہ کی تکمیل کے ابتدائی
انتظامات کر دوں۔ حکومت گریٹ لینڈ نے اس منصوبے کو خفیہ
رکھنے کے لئے پاکیشیائی سفارت خانے کے ایک اہم افسر
کے ذریعے حکومت پاکیشیا کے ساتھ ایک معاہدہ بھی کر
لیا۔ اس معاہدے کے تحت حکومت گریٹ لینڈ نے یہ طے
کیا کہ پاکیشیا کو متوقع سیلاب سے بچانے کے لئے کانڈس
پر جگہ جگہ ایسے مضبوط بند تعمیر کئے جائیں جس سے سیلاب کا
خطرہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ اور حکومت گریٹ
لینڈ نے انسانی ہمدردی کی آڑ لیتے ہوئے اس کے مکمل
اخراجات خود ادا کرنے کی آفر کی اور اسے امداد کا نام دیا۔
ظاہر ہے حکومت پاکیشیا اس پر بے حد خوش ہوئی اور اس
نے باقاعدہ سرکاری طور پر حکومت گریٹ لینڈ کا شکریہ

بھی ادا کیا کہ وہ اس قدر انسانیت نواز کام کرنے کے لئے بھاری
اخراجات اور امداد بھی دے رہی ہے اور کام بھی کر رہی ہے۔ اس
طرح اس معاہدے کی آڑ میں ہم آسانی سے ہالووال کا خوف ناک
منصوبہ مکمل کر سکتے تھے۔ اور حکومت پاکیشیا یہ سوچ بھی نہ سکتی
تھی کہ اس کے ساتھ کیا بھلائی ہو رہی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ
میں وہاں جاتا۔ سوزن کرب کو پاکیشیا سیکرٹ سروس اور انٹیلی
جنس کے لئے کام کرنے والا ایک خطرناک آدمی جس کا نام علی عمران
ہے مل گیا۔ اور اس نے اس سے ایسی باتیں کیں جس سے یہ ظاہر
ہوتا تھا کہ اُسے اس زیرو سیکشن کے بارے میں علم ہو چکا ہے۔
اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ میں اس کا باس ہوں۔ اور یہ بھی کہ
سوزن کرب کا تعلق زیرو سیکشن سے ہے۔ سوزن کرب نے مجھے
ٹرانسمیٹر پر اس ساری بات چیت سے آگاہ کر دیا۔ میں تمہیں
بات چیت کا ٹیپ سنواتا ہوں تاکہ تمہیں صحیح طور پر معلوم ہو سکے
کہ کیا ہوا ہے" ـــــ لارڈ ارسٹل نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے میز پر موجود ایک جدید ٹائپ کے ٹیپ ریکارڈ کے
چند بٹن پریس کئے دوسرے لمحے اس میں سے آواز برآمد ہوئی۔
"ہیلو ہیلو ـــــ زیرو تھری کالنگ باس اوور" ـــــ اور
اس کے بعد باس جو کہ خود لارڈ ارسٹل تھا۔ اس کے ساتھ سوزن
کی گفتگو کا ٹیپ چلتا رہا۔ کرنگر خاموش بیٹھا یہ بات چیت سنتا رہا
جب بات چیت ختم ہو گئی تو لارڈ نے بٹن آف کر دیئے۔
پھر ہمیں کاشن ملا کہ سوزن کرب نے دانتوں میں موجود ایک مخصوص

قسم کا کیپسول چبا کر خودکشی کر لی ہے۔ اس کیپسول میں ایسی وائرلیس
مشینری موجود تھی جو یہاں اپنے ریسیونگ سیٹ پر مخصوص کاشن
دے دیتی تھی۔ اور اس کیپسول کو چبانے والا فوری طور پر ہلاک ہو
جاتا تھا۔ اس کاشن کے ملنے سے مجھے معلوم ہو گیا کہ سوزن کرب
کو فوری طور پر اغوا کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ اس پر تشدد کر
کے اس سے مشن کی تفصیلات حاصل کی جائیں اور سوزن کرب
نے تشدد سے بچنے کے لئے ریڈ کیپسول چبا کر خودکشی کر لی۔ ظاہر
ہے ان سارے واقعات کا کیا مطلب تھا۔ کہ یہ بات انٹیلی جنس
یا سیکرٹ سروس یا دونوں کے علم میں آچکی ہے کہ گریٹ لینڈ
کا زیرو سیکشن ان کے ملک میں کوئی مشن پورا کرنا چاہتا
ہے۔ اور یہ مشن پاکیشیا کے خلاف ہے۔ اور لازماً انہوں نے
یہ تحقیقات بھی کی ہوں گی کہ سوزن کرب کس کس سے ملتی رہی
ہے۔ اور اس نے کیا کیا ان سے حاصل کیا ہے۔ اس لئے ہو
سکتا ہے انہیں اس مواد کی مدد سے مشن کے لئے منتخب شدہ
پوائنٹس کا بھی علم ہو چکا ہو۔ چنانچہ میں نے ان سارے واقعات
کی اعلیٰ حکام کو رپورٹ کی۔ جس پر تفصیلی بات چیت کے بعد
یہ طے پایا کہ اب یہ منصوبہ زیرو سیکشن کی بجائے کریگر سیکشن
سرانجام دے گا۔ البتہ بلیو لائن ٹیکنیکل کام سرانجام دے
گا۔ چنانچہ تمہیں یہاں اس لئے بلایا گیا ہے۔ تاکہ یہ منصوبہ
تمہارے حوالے کر دیا جائے۔ اس کی مکمل فائل تمہارے
دفتر پہنچا دی جائے گی"۔۔۔۔ لارڈ اسٹل نے تھکے تھکے

لہجے میں بات ختم کی اور پھر خاموش ہو گیا۔
"تم نے کوئی سوالات کرنے ہوں کریگر تو کھل کر کر سکتے ہو۔
حکومت گریٹ لینڈ بہرحال یہ منصوبہ ہر صورت میں مکمل کرنا
چاہتی ہے"۔۔۔۔ لارڈ اسٹل کے خاموش ہوتے ہی برف کی
طرح سفید بالوں والے آدمی نے کریگر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"کیا اس سوزن کرب کو معلوم تھا کہ اصل منصوبہ کیا ہے۔
میرا مطلب ہے مکمل تفصیلات مع اس پوائنٹ کے جس
پوائنٹ پر یہ منصوبہ بروئے کار لانا تھا"۔۔۔۔ کریگر نے کرخت
آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ جان بوجھ کر کرخت آواز
میں نہ بول رہا تھا بلکہ فطری طور پر بھی اس کا لہجہ ایسا ہی تھا۔
"نہیں۔ اسے یہ علم نہیں تھا کہ اصل مشن کیا ہے اور اسے
کس طرح بروئے کار لانا ہے۔ البتہ وہ اس بات سے واقف
تھی کہ اس منصوبے کا خالق میرے سیکشن کا آدمی فرانک
ہے۔ اور یہ منصوبہ کس پوائنٹ پر بروئے کار آنا ہے"۔۔۔۔
لارڈ اسٹل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ اصل منصوبہ بہرحال محفوظ ہے۔
صرف اس کا وہ پوائنٹ سامنے آچکا ہے۔ جہاں اس کی
تکمیل ہونی ہے۔ اور جس سیکشن نے اس کی تکمیل کرنی ہے۔
وہ بھی۔ تو آپ صاحبان نے اس سلسلے میں کوئی نیا پوائنٹ
کا انتخاب کیا ہے یا یہ بھی مجھے ہی کرنا ہو گا"۔۔۔۔ کریگر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم نے سوزن کرب کی پہلے بھیجی ہوئی رپورٹوں کو تو ایک طرف رکھ دیا ہے۔ اور فوری طور پر پاکیشیا میں موجود گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کی مدد سے ایسی رپورٹوں کی تصدیق حاصل کر لی ہیں۔ جن کی مدد سے اس منصوبے کو نئے پوائنٹ پر مکمل کیا جا سکتا ہے۔ پہلا پوائنٹ پاکیشیا کے دارالحکومت سے دس کلومیٹر اوپر تھا۔ لیکن یہ نیا پوائنٹ دارالحکومت سے پچیس کلومیٹر اوپر ان پہاڑوں کے دامن میں منتخب کیا گیا ہے۔ جہاں سے کانڈس دریا اپنی پوری روانی پر آتا ہے۔ اس طرح اس منصوبے کی تکمیل کے بعد پہلے کی نسبت زیادہ وسیع رقبے میں خوف ناک سیلاب پھیل جائے گا۔ اور زیادہ نقصانات ہوں گے اور یہ پوائنٹ پہلے پوائنٹ سے بہرحال اتنا دور ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا دھیان اس طرف جا ہی نہیں سکتا" ـــــ برف کی طرح سفید بالوں والے نے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اس نے سامنے رکھا ہوا ایک رول شدہ نقشہ اٹھایا۔ اور اُسے کھول کر میز پر بچھا دیا۔ پھر اس نے پنسل سے نشان لگا کر کریگر کو بتایا کہ پہلا پوائنٹ کہاں تھا۔ اور اب دوسرا پوائنٹ کہاں منتخب کیا گیا ہے۔

"لیکن سر۔ پہلے پوائنٹ کی زمین نرم تھی۔ وہاں آسانی سے سرنگ لگائی جا سکتی ہے۔ جب کہ اس پوائنٹ کی زمین پتھریلی ہے اور پہاڑی ہے۔ یہاں کیسے سرنگ لگائی جا سکتی ہے" ـــــ کریگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا بھی بندوبست کر لیا گیا ہے۔ اس پوائنٹ کے قریب

ہی آثار قدیمہ پر مبنی ایک تاریخی شہر باکشا کے کھنڈرات موجود ہیں۔ ماہرین آثار قدیمہ نے اس شہر کی کھدائیاں کر کے اُسے واضح کر دیا ہے۔ اور اب پوری دنیا کے سیاح اس قدیم شہر کے کھنڈرات دیکھنے جاتے رہتے ہیں۔ اس شہر کی کھدائی کے دوران ایک ایسی بڑی سرنگ کا بھی پتہ چلا تھا جو نیچے ہی نیچے کافی گہرائی میں آگے بڑھ کر ایک اور قدیم شہر سوراجیا سے جا ملتی تھی۔ یہ سرنگ خاصی طویل بھی ہے اور چوڑی بھی۔ اور یہ سرنگ کانڈس دریا کے پاٹ کے نیچے سے گزرتی ہے۔ اس سرنگ کے دونوں دہانوں کو شروع سے ہی بند کر دیا گیا تھا تاکہ عوام اس کے اندر داخل نہ ہو سکیں۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ حکومت پاکیشیا اور اس کے محکمہ آثار قدیمہ کو بھی اس سرنگ کا علم نہیں ہے۔ اس شہر کی کھدائی گریٹ لینڈ کے مشہور ماہر آثار قدیمہ سر نیلسن نے کی تھی۔ اور انہوں نے اپنی ذاتی ڈائری میں اس کا ذکر بھی کیا تھا۔ اور اس کا نقشہ بھی بنایا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ جب دوسرے قدیم شہر سوراجیا کی کھدائی مکمل کر لی جائے گی تب اس سرنگ کو کھولا بھی جائے گا اور اسے دنیا پر ظاہر بھی کیا جائے گا۔ لیکن پھر موت نے انہیں فرصت نہ دی۔ اس طرح یہ سرنگ ان کی ڈائری کے اوراق میں ہی رہ گئی۔ یہ ڈائری اب گریٹ لینڈ کے ہی ایک اور ماہر آثار قدیمہ اور سر نیلسن کے لڑکے سر ہنری فریڈ کے قبضے میں ہے۔ اور سر ہنری فریڈ حکومت پاکیشیا کی منظوری سے پہلے ہی باکشا میں سوراجیا کی کھدائی میں مصروف ہیں۔ ہم نے اس پوائنٹ کا انتخاب اس سرنگ کی وجہ

سے ہی کیا ہے۔ کیونکہ اعلیٰ حکام کی میٹنگ کے دوران جب اس پر
تفصیل سے بات چیت ہوئی تو سر ہنری فریڈ کے صاحب زادے
جیکب فریڈ بھی میٹنگ میں شامل تھے۔ وہ بھی اپنے والد سر ہنری
فریڈ کے ساتھ آثار قدیمہ پر کام کرتے رہے ہیں۔ اس لئے انہیں
اس سرنگ کا علم تھا۔ چنانچہ ہم نے فوری طور پر پاکشا سے سر
ہنری فریڈ کو طلب کیا ۔۔۔ اور سر ہنری فریڈ نے جب اس سرنگ
کی مکمل تصدیق کر دی۔ تب یہ پوائنٹ منتخب ہوا۔ اور سر ہنری
فریڈ بھی اس میٹنگ میں موجود ہیں" ۔۔۔ برف کی طرح سفید
بالوں والے نے لارڈ ارسٹل کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک چھوٹے
قد اور بھاری جسم کے ادھیڑ عمر آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ سر ہنری۔ جس پوائنٹ پر یہ منصوبہ مکمل
ہوتا ہے۔ وہاں دریا کی چوڑائی کتنی ہے" ۔۔۔ کریگر نے چونک کر
سر ہنری فریڈ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"صرف تین کلو میٹر کے لگ بھگ ہے" ۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے
مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ۔ یہ تو اور بھی کم ہے۔ لیکن سر۔ اس مشن کے لئے ہیوی
مشینری بھی چاہیئے۔ اور بے شمار افراد بھی اس مشن پر کام کریں گے
اور وقت بھی بے حد کم ہے۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس
روز کے اندر تمام تیاریاں مکمل بھی کر لینی ہیں۔ تاکہ جب سیلاب
اپنے پورے عروج پر ہو مشن مکمل کر دیا جائے۔ یہ سارا کام اتنی
محدود مدت میں اور پاکیشیائی انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کی

نظروں سے اوجھل رہ کر کیسے کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس یا انٹیلی جنس اس بارے میں چوکنا بھی ہو چکی ہو کہ گریٹ لینڈ
ان کے خلاف کوئی مشن مکمل کرنے والا ہے۔ ظاہر ہے اب وہ
گریٹ لینڈ سے جانے والے ہر شخص کی مکمل نگرانی کریں گے" ۔۔۔
کریگر نے کہا۔

"اس کا بھی انتظام کر لیا گیا ہے۔ اب آثار قدیمہ کی کھدائی جدید
ترین مشینوں سے کی جاتی ہے اور سوراجیا کی کھدائی کا ابتدائی
کام کافی عرصے سے مکمل ہو چکا ہے۔ کچھ مشینری وہاں پہلے ہی پہنچ
چکی ہے۔ باقی ابھی جانی بھی ہے۔ اور اس کی تنصیب بھی ہونی ہے۔
ہالو وال قائم کرنے والی مشینری بھی تقریباً آثار قدیمہ کی کھدائی کرنے
والی مشینری سے ملتی جلتی ہے۔ اس لئے یہ مشینری اور اس کے
مخصوص ماہرین کو آثار قدیمہ کی مشینری اور ماہرین کے ساتھ شامل
کر کے پاکیشیا پہنچا دیا گیا ہے۔ اور پاکیشیائی حکام نے اسے چیک
کر کے اس کی باقاعدہ کلیئرنس بھی کر دی ہے۔ عام مشینری تو اس
قدیم شہر پر نصب کی جائے گی۔ جب کہ اصل مشینری سرنگ کے
اندر۔ اور کسی کو آخر تک اس کا علم تک نہ ہو سکے گا" ۔۔۔ اس
برف کی طرح سفید بالوں والے نے کہا۔

"تو جب سب کام پہلے ہی مکمل ہو چکے ہیں تو میں نے اور میرے
سیکشن نے کیا کرنا ہے" ۔۔۔ کریگر نے حیرت بھرے انداز میں
پوچھا۔

"تمہارے ذمہ دو کام ہوں گے۔ ایک تو سوراجیا پر اس

بات کی نگرانی کہ کام صحیح رفتار سے اور صحیح انداز میں ہو رہا ہے یا
نہیں۔ دوسرا اگر کسی طرح بھی پاکیشیائی حکام یا سیکرٹ سروس
یا انٹیلی جنس کو اس مشن کے بارے میں بھنک پڑ جائے تو تم نے
انہیں مشن کی تکمیل تک اس طرح روکنا ہے کہ گریٹ لینڈ کا
مشن مکمل ہو سکے۔ ہم سر ہنری فریڈ اور ان کے ساتھیوں کو
اس مشن سے واقعی لاتعلق رکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اگر ان کا
تعلق ثابت ہو گیا تو پھر یہ ساری تباہی گریٹ لینڈ کے کھاتے
میں پڑ جائے گی۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو گریٹ لینڈ کے خلاف پوری
دنیا اٹھ کھڑی ہو گی۔ اور گریٹ لینڈ بین الاقوامی سیاسی پیچیدگیوں
کے بھنور میں پھنس جائے گا۔ زیرو سیکشن تو پرانا سیکشن ہے۔
اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس یقیناً اس سے واقف ہو گی لیکن
تمہارا سیکشن ابھی حال ہی میں قائم ہوا ہے اور ابھی بیرونی دنیا
کو اس سیکشن کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اور سیکشن کے
قیام سے اب تک کے قلیل عرصے میں تم نے اور تمہارے سیکشن
نے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ حکومت گریٹ لینڈ
کو یقین ہے کہ تم اس مشن کو بھی مکمل کر لو گے"۔۔۔ سفید
بالوں والے نے کہا۔

" تو ٹھیک ہے۔ میں دارالحکومت میں رک کر پاکیشیا سیکرٹ
سروس کو ختم کرنے کا مشن مکمل کرتا ہوں۔ اس طرح دو اہم کام
بیک وقت مکمل ہو جائیں گے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بھی
خاتمہ ہو جائے گا اور ان کی توجہ بھی اصل مشن کی طرف نہ جا

سکے گی"۔۔۔ کریگو نے کہا۔

" نہیں۔ حکومت گریٹ لینڈ کسی طرح بھی اس مشن کے ساتھ اپنا
تعلق ثابت نہیں ہونے دینا چاہتی۔ ورنہ تو تمہیں یہ سب
تفصیلات بتائے بغیر صرف سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن
دے کر دارالحکومت بھیج دیا جاتا۔ تم نے پاکیشیا میں کبھی کام نہیں
کیا۔ اس لئے تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں
تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس مشن کی تکمیل تک
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سرے سے چھونا ہی نہیں چاہیے۔
اور اس لئے یہ طے کیا گیا ہے کہ لارڈ ارسٹل اپنی پاکیشیائی
ایجنٹ نواب زادی درخشندہ کے ساتھ اب وہاں نہ جائیں گے۔
تاکہ گریٹ لینڈ کا اس مشن سے کسی طرح بھی کوئی تعلق ثابت نہ
ہو سکے۔ سفید بالوں والے نے سخت لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ مشن مکمل ہو جائے گا۔ اگر
بالفرض محال پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہو بھی گیا تب بھی
مشن مکمل ہو گا۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ کریگر کے بازوؤں میں
اتنا دم خم موجود ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روک
سکے"۔۔۔ کریگو نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" او۔ کے۔ اب باقی تفصیلات لارڈ ارسٹل۔ سر ہنری فریڈ
اور آپ مل کر طے کریں گے"۔۔۔ سفید بالوں والے سر جیمز
سیکرٹری داخلہ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ان کے
اٹھتے ہی باقی افراد بھی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

سوزن کرب نے دانتوں میں موجود زہریلا کیپسول اس وقت ہی چبا لیا تھا۔ جب صفدر نے ہاشم روڈ پر اس کی ٹیکسی کو جبراً روک کر اُسے اغوا کرنا چاہا تھا۔ اس طرح وہ بغیر کچھ بتلائے ہی ہلاک ہو گئی تھی۔ جب کہ سلام خان سے بھی مزید کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ وہ بھی صرف اتنا ہی بتا سکا تھا کہ سوزن کرب نے اُسے اپنے حُسن کے جال میں پھنسا کر اس سے رپورٹ مانگی تھی جو اس نے رات کو اس کے حوالے کرنی تھی۔ چونکہ سلام خان نے فی الحال رپورٹ نہ دی تھی۔ صرف وعدہ کیا تھا۔ اس لئے عمران نے اُسے غداری کے الزام میں موت کی سزا دینے کی بجائے صرف نوکری سے برخواست کرا دیا تھا۔ سوزن کرب جن جن افراد سے ملی تھی۔ اور جس جس سے اس نے رپورٹیں حاصل کی تھیں وہ سب افراد بھی اس جرم میں اپنی اپنی نوکریوں

ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ لیکن اس ساری کارروائی کے باوجود یہ علم نہ ہو سکا تھا کہ زیرو سیکشن کا اصل مشن کیا ہے۔ کارس کرا س اور کامل کی بھی تفصیلی چیکنگ کر لی گئی تھی لیکن وہاں بھی کوئی خاص چیز سامنے نہ آئی تھی۔ اس لئے ایک لحاظ سے یہ ساری کارروائی بے سود ثابت ہوئی تھی۔ کئی روز گزر چکے تھے لیکن نواب زادی رخشندہ گریٹ لینڈ سے واپس نہ آئی تھی۔ گریٹ لینڈ کے فارن ایجنٹ مسلسل یہی رپورٹ دے رہے تھے۔ کہ نوابزادی رخشندہ کبھی کبھار لارڈ ادسٹل کے ساتھ دیکھی جاتی ہے۔ ورنہ زیادہ تر وہ رنگ کلب میں ہی مصروف رہتی ہے۔ چنانچہ ایک لحاظ سے یہ کیس ختم ہو چکا تھا۔ البتہ عمران نے بلیک زیرو سے یہ کہہ دیا تھا، کہ جب بھی نواب زادی رخشندہ کی پاکیشیا آنے کی اطلاع ملے وہ کسی ممبر کو اس کی نگرانی پر لگا دے۔ لیکن کئی روز گزر چکے تھے اور نواب زادی رخشندہ وہیں گریٹ لینڈ میں ہی موجود تھی۔ چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس فی الحال کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے عمران بھی دانش منزل کم ہی آتا تھا۔ اور بلیک زیرو کے لئے یہ دن بہت کٹھن ہوتے تھے۔ یہ اُسے اس طرح گزارنے پڑتے تھے۔ جیسے اُسے کسی نے قید تنہائی کی سزا دے دی ہو۔ لیکن چونکہ اس کی موجودگی دانش منزل میں ضروری ہوتی تھی۔ اس لئے وہ بہرحال دانش منزل سے کم ہی باہر جاتا تھا۔ اور فارغ دنوں میں وہ زیادہ تر لائبریری میں بیٹھ کر مختلف سیکرٹ ایجنٹوں اور مجرموں کی فائلوں کو ہی پڑھتا رہتا تھا۔ یا پھر مختلف موضوعات پر

کتابیں پڑھتا رہتا تھا۔ اس وقت بھی وہ لائبریری میں آرام کرسی
پر نیم دراز ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس رکھے ہوئے
ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس فون کا لنک آپریشن روم والے
مخصوص فون سے تھا۔

"ایکسٹو" —— بلیک زیرو نے ریسیور اٹھاتے ہی مخصوص
لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب" —— دوسری طرف سے صفدر
کی آواز سنائی دی۔

"یس —— کیا بات ہے" —— بلیک زیرو نے قدرے
نرم لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں نے سوزن کرب کو کامل نگر کے بارے میں سروے
آف ارتھ ڈیپارٹمنٹ کی مخصوص رپورٹ مہیا کرنے والے
سیکشن آفیسر انجم زاہدی سے تفصیلی بات چیت کی ہے اُسے
اس جرم میں نوکری سے برخاست کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ میں نے
اس سے دوستی لگائی اور اُسے یہ یقین دلایا کہ میں اس کا ہمدرد
ہوں اور میرے تعلقات ایسے ہیں کہ میں اُسے دوبارہ نوکری
پر بحال کرا سکتا ہوں۔ میں نے اُسے بتایا کہ میرا تعلق صدر مملکت
کی خصوصی معائنہ ٹیم سے ہے۔ لیکن اس کے لئے میں نے
اس سے یہ شرط لگائی کہ وہ سوزن کرب سے ہونے والی ہر قسم
کی بات چیت پوری تفصیل سے مجھے بتا دے۔ اس نے پہلے تو
وہی کچھ بتایا جو وہ پہلے بتا چکا تھا۔ لیکن چونکہ اس شخص نے

سوزان کرب کے ساتھ کئی دن گہرے تعلقات رکھے تھے۔ اس لئے مجھے
یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی ایسی بات سامنے آجائے گی جس سے سوزان
کرب کے اصل مشن کا کلیو مل جائے گا۔ چنانچہ میں نے جدوجہد
جاری رکھی اور اس سے کئی تفصیلی نشستیں ہوئیں۔ آج کی نشست
میں اس نے ایک نئی بات بتائی ہے کہ سوزن کرب نے اُسے کہا تھا
کہ وہ یہ تمام ریکارڈ اس لئے اکٹھا کر رہی ہے تاکہ پاکیشیا میں
آنے والے سیلابوں سے پاکیشیا کا مکمل تحفظ کیا جا سکے۔ اس
انجم زاہدی کے بقول جب اس نے سوزن کرب کو بتایا کہ حکومت
گریٹ لینڈ سے تو اس سلسلے میں باقاعدہ حکومت پاکیشیا کا معاہدہ
ہو چکا ہے اور مطلوبہ ریکارڈ سرکاری طور پر انہیں بھیجا جا چکا ہے۔
اور اس نے حکومت گریٹ لینڈ کی انسانیت نوازی اور ہمدردی
کی تعریف کی تو سوزن کرب نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے
ہوئے کہا کہ جلد ہی پاکیشیائیوں کو پتہ چل جائے گا کہ سیلاب
دراصل ہوتا کیا ہے۔ فرانک نے کام ہی ایسا کیا ہے۔ اور
حکومت گریٹ لینڈ ان سے کیا بھلائی کرنا چاہتا ہے۔ اس
کے بعد بات کا موضوع بقول انجم زاہدی بدل گیا" —— صفدر
نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"پھر تم نے اس بات سے کیا نتیجہ نکالا ہے" —— بلیک زیرو
نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ میرا خیال ہے کہ حکومت گریٹ لینڈ اس معاہدہ کی
آڑ میں پاکیشیا کے خلاف کوئی بھیانک کھیل کھیلنے کی کوشش

کررہی ہے"۔۔۔ صفدر نے قدرے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ خود بھی ذہنی طور پر
ابھی واضح نہیں ہے۔

"تم اس انجم زاہدی کو مزید ٹٹولو۔ شاید کوئی واضح بات سامنے
آجائے۔ بہرحال میں چیک کر دوں گا کہ اس معاہدے کے بعد کیا
پیش رفت ہوئی ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔
بلیک زیرو نے صرف صفدر کا دل رکھنے کے لئے اسے یہ بات
کہہ تو دی تھی لیکن اس کے ذہن کے مطابق یہ کوئی ایسی بات نہ
تھی جس پر وہ مزید تحقیقات کرتا۔ کیونکہ حکومتوں کے درمیان
معاہدے کے بعد ظاہر ہے۔ ہر کام دونوں حکومتوں کی زیر نگرانی
ہی مکمل ہونا تھا۔ اس لئے کسی گڑبڑ کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا
البتہ فرانک کے نام نے اسے ضرور چونکا دیا تھا۔ بہرحال وہ
سوچنے ضرور لگ گیا تھا۔ کہ یہ فرانک کون ہے اور اس کا پاکیشیا
میں آنے والے سیلابوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ کافی دیر
تک وہ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔ وہ گریٹ لینڈ میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے فارن ایجنٹ فارلیک کو کال کر رہا تھا۔

"فارلیک سپیکنگ"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی فارلیک
کی آواز سنائی دی کیونکہ جو نمبر ایکسٹو نے ڈائل کیا تھا وہ
اس کا اسی خاص نمبر تھا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت
مؤدبانہ ہو گیا۔

"زیرو سیکشن میں جس کا چیف لارڈ ارسٹل ہے۔ کوئی آدمی
فرانک بھی کام کرتا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سر مجھے معلوم نہیں لیکن اگر آپ کہیں تو میں معلوم کر سکتا ہوں"
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنی دیر لگے گی تمہیں معلوم کرنے میں"۔۔۔ بلیک زیرو
نے پوچھا۔

"سر۔ دو تین گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے۔ لارڈ ارسٹل کی
لیڈی سیکرٹری میری فرینڈ ہے۔ اس سے ملاقات کرنی ہو
گی پھر آسانی سے معلوم ہو جائے گا"۔۔۔ فارلیک نے جواب
دیا۔

"او۔ کے۔ اس سے معلوم کرو۔ اور اگر اس نام کا کوئی آدمی ہو
تو پھر یہ بھی معلوم کرو کہ اس نے حال ہی میں پاکیشیا کے خلاف
کوئی خاص منصوبہ بندی تو نہیں کی۔ خاص طور پر پاکیشیا کے
دریاؤں میں آنے والے سیلاب سے متعلق"۔۔۔ بلیک زیرو
نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک زیرو
نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور دوبارہ کتاب اٹھا کر مطالعے
میں مصروف ہو گیا۔
اسے مطالعہ کرتے ہوئے ایک گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تھا کہ

ساتھ ہی میز پر رکھے ہوئے باکس میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ اور بلیک زیرو یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اس کاشن کا مطلب تھا کہ گیٹ پر کوئی موجود ہے۔ اس نے باکس کا بٹن دبا کر اُسے خاموش کیا اور پھر کتاب رکھ کر وہ لائبریری سے نکل کر آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ وہاں آکر اُسے معلوم ہوا کہ گیٹ پر عمران ہے تو اس نے گیٹ کھولنے والا مخصوص بٹن دبا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران مسکراتا ہوا آپریشن روم میں داخل ہوا۔

" سو رہے تھے شاید " ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ لائبریری میں تھا " ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" وہاں سلیمان والے رسالے تو اکٹھے نہیں کر رکھے۔ کیونکہ تمہاری آنکھیں خمار آلود سی لگ رہی ہیں " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

" جی نہیں۔ مجھے ایسا کوئی شوق نہیں۔ میں تو پاکیشیائی آثار قدیمہ پر ایک تحقیقی کتاب پڑھ رہا تھا " ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" بات تو ایک ہی ہوئی۔ سلیمان آثار جدیدہ کی زیارت کرتا ہے تم آثار قدیمہ کی۔ اس میں بھی تو اسی قسم کے ہی فوٹو اور خاکے ہوتے ہیں۔ بس نیچے لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ ہزاروں سال پرانے ہیں " ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" آپ نے تو سوزن کرب والا کیس ختم کر دیا ہے۔ لیکن صفدر ابھی تک اس کے پیچھے لگا ہوا ہے " ـــــ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

" سوزن کرب۔ جو اس کے ہاتھوں مری ہے۔ تو اس نے اب گڑے مردے اکھاڑنے ہی ہیں۔ بہرحال کیا رپورٹ دی ہے اس نے کوئی خاص بات " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے اس کی دی ہوئی رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

" اوہ اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم بات ہے۔ خوفناک سیلاب آنے کا موسم ہے۔ اور سیلاب واقعی یہاں بے پناہ تباہی پھیلا سکتے ہیں " ـــــ عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" لیکن حکومت گریٹ لینڈ اور حکومت پاکیشیا کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے وہ تو سیلابوں سے تحفظ کا ہے نہ کہ سیلاب سے تباہیاں پھیلانے کا۔ اور ظاہر ہے دونوں ملکوں کے ماہرین نے مل کر ہی منصوبہ بندی کی ہو گی " ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہیں کسی پہلو پر کوئی گڑبڑ ہو۔ مجھے سر سلطان سے کہہ کر اس معاہدے کی پوری تفصیل منگوانی پڑے گی " ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مجھے اس فرانک نام نے چونکایا تھا۔ چنانچہ میں نے فارن ایجنٹ فارلیک کے ذمے لگا دیا ہے کہ وہ یہ معلوم کر کے رپورٹ کرے کہ کیا واقعی زیرو سیکشن میں کوئی فرانک نام کا آدمی ہے۔ اور اگر ہے تو کیا اس نے پاکیشیا کے لئے کوئی منصوبہ بنایا

ہے۔ اس نے بتایا ہے۔ کہ لارڈ ڈارسٹل کی پرائیویٹ سیکرٹری اس کی فرینڈ ہے۔ اس سے ملاقات کر کے وہ دو تین گھنٹوں بعد رپورٹ دے گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے مزید بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے۔ واقعی سوزن کرب کو اگر کسی منصوبہ کا علم تھا تو یہ منصوبہ یقیناً زیرو سیکشن میں ہی بنایا گیا ہوگا"۔۔۔ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کا چہرہ کھل اٹھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو سر۔ فارلیک سپیکنگ"۔۔۔ فارن ایجنٹ فارلیک کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ لارڈ ڈارسٹل کی پرائیویٹ سیکرٹری سے خلافِ توقع جلدی ملاقات ہو گئی۔ اس لئے جلدی رپورٹ دے رہا ہوں۔ لیڈی سیکرٹری نے بتایا ہے کہ فرانک زیرو سیکشن کے چیفس میں سے ایک ہے۔ اس نے لارڈ ڈارسٹل کے کہنے پر کوئی منصوبہ بھی تیار کیا تھا۔ یہ منصوبہ سیلابوں کے بارے میں تھا۔ لیکن پھر اچانک اس مشن کو ختم کر دیا گیا ہے"۔۔۔ فارلیک نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"یہ فرانک کہاں رہتا ہے۔ اس کا حلیہ وغیرہ"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سر۔ یہ بات تو میں نے نہیں پوچھی"۔۔۔ فارلیک نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ اس فرانک کو چیک کر کے اُسے اغوا کر کے کہیں لے جاؤ۔ اور پھر اس پر تشدد کر کے اُس سے منصوبے کے بارے میں مکمل تفصیلات حاصل کرو۔ اپنے ساتھ دوسرے ایجنٹوں کو بھی شامل کر لو۔ مجھے مکمل تفصیلات چاہئیں اور فوری"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے فارلیک نے جواب دیا۔

"جس قدر جلد ہو سکے تمام معلومات حاصل کر کے مجھے کال کرو۔ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس لئے پوری طرح محتاط رہنا اور اس پر تشدد یہ بات سامنے رکھ کر کرنا کہ وہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے"۔ عمران نے اُسے مزید تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر"۔۔۔ دوسری طرف سے فارلیک نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کوئی نہ کوئی گڑبڑ واقعی ہے"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لیکن لیڈی سیکرٹری نے بتایا ہے کہ منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"حکومتوں کے خلاف تیار کئے گئے منصوبے اتنی آسانی سے ختم نہیں کئے جاتے بلیک زیرو۔ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے سیٹ اپ بدل دیا ہو۔ اور یقیناً ایسا سوزن کرب کی موت کی اطلاع ملنے کے بعد کیا گیا ہوگا"۔۔۔ عمران نے کہا اور

بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کافی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"براڈ دے ہاؤس" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"الفرڈ مرفی سے بات کراؤ۔ میں اس کا ایک دوست مارٹن بول رہا ہوں ویسٹرن کارمن سے" ــــ عمران نے ویسٹرن کارمن کے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پانچ منٹ بعد دوبارہ رنگ کریں پلیز" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ الفرڈ مرفی۔ وہی تو نہیں جو گریٹ لینڈ کے سنٹرل سیکرٹریٹ میں کوئی اہم عہدے دار ہے" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ سیکرٹری داخلہ سر جیمز کا پرائیویٹ سیکرٹری ہے۔ اور گریٹ لینڈ کی تمام سیکرٹ ایجنسیاں سر جیمز کے تحت ہی کام کرتی ہیں" ــــ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر گھڑی پر وقت دیکھ کر اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا۔ اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ براڈ دے ہاؤس" ــــ ایک بار پھر وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"الفرڈ مرفی سے بات کرائیں۔ میں ویسٹرن کارمن سے مارٹن بول رہا ہوں" ــــ عمران نے دوبارہ ویسٹرن کارمن کے لہجے

میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"بات کریں وہ فون روم میں موجود ہیں" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ الفرڈ مرفی بول رہا ہوں" ــــ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"الفرڈ مرفی۔ کیا فون محفوظ ہے" ــــ عمران نے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ عمران تم۔ ایک منٹ" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد دوبارہ الفرڈ مرفی کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ اب بات کرو۔ کیا بات ہے۔ کیسے فون کیا ہے" ــــ الفرڈ مرفی نے کہا۔

"میرے پاس ایک ہزار ڈالر فالتو پڑے ہوئے تھے۔ تم جانتے ہو۔ میں تو درویش منش آدمی ہوں۔ میں نے سوچا کیوں نہ یہ ایک ہزار ڈالر اپنے دوست کو بھجوا دوں۔ کام ہی آ جائیں گے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی مجھے آج کل ضرورت بھی بے حد ہے۔ بولو کیسے مل سکتے ہیں۔ یہ ایک ہزار ڈالر" ــــ الفرڈ مرفی نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نے سنا ہے۔ سر جیمز آج کل پاکیشیا کے خلاف کسی خاص منصوبے میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ تم ہزاروں میل دور بیٹھے اس قدر ٹاپ سیکرٹ کیسے سونگھ لیتے ہو" ۔۔۔ الفرڈ مرفی کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جس طرح تم ہزاروں میل کے فاصلے سے ڈالروں کی بُو سونگھ لیتے ہو" ۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور الفرڈ مرفی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"مجھے تفصیلات کا تو علم نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے عمران صاحب البتہ اتنا معلوم ہے کہ زیرو سیکشن کا لارڈ ارسٹل پاکیشیا کے خلاف کسی خاص منصوبے پر عمل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن پھر اس نے معذوری کا اظہار کر دیا۔ اس کے بعد بڑی تفصیلی میٹنگز ہوتی رہیں اور آخری میٹنگ دو روز پہلے ہوئی ہے۔ اس میٹنگ میں لارڈ ارسٹل کے علاوہ ایک نئے سیکشن کریگر سیکشن کا چیف کریگر بھی شامل ہوا ہے۔ اور جہاں تک میں نے سونگھا ہے لارڈ ارسٹل والا منصوبہ اب کریگر کے ذمے لگایا گیا ہے۔ بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں" ۔۔۔ الفرڈ مرفی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ منصوبہ دراصل ہے کیا" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ وہاں تک میری تو کیا کسی کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔ سر جیز انتہائی اصول پسند آدمی ہیں" ۔۔۔ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس آخری میٹنگ میں یہ صرف تین افراد ہی تھے یا کوئی بھی تھا" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ایک اور صاحب شریک تو ہوئے ہیں۔ لیکن ان کے حدود اربعہ کا علم نہیں ہو سکا" ۔۔۔ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کریگر صاحب کے حدود اربعہ کا تو علم ہو گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"زیادہ معلوم نہیں ہے۔ صرف سنی سنائی حد تک بتا سکتا ہوں کہ انتہائی تیز طرار قسم کا ایجنٹ ہے۔ پہلے یہ انٹی فارن ایجنسی میں کام کرتا تھا۔ اب اسے علیحدہ سیکشن بنا کر دیا گیا ہے" ۔۔۔ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے اگر کبھی دیکھا ہو تو اس کا حلیہ وغیرہ بتا دو" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"تم نے ایک ہزار ڈالر میں ہی پورے گریٹ لینڈ کی معلومات حاصل کرنے کی ٹھان لی ہے" ۔۔۔ مرفی نے کہا۔

"چلو۔ ایک ہزار اور بھی بھجوا دوں گا کسی دوست سے مانگ کر" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مرفی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایک بار دیکھا ہے۔ اس لئے عام سا حلیہ تو بتا سکتا ہوں زیادہ تفصیل سے نہ بتا سکوں گا۔ اس کا قد لمبا جسم انتہائی سڈول ہے۔ حلیہ بھی نوٹ کر لو" ۔۔۔ دوسری طرف سے مرفی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

"او۔ کے مرفی۔ کل تک رقم تمہارے بنک اکاؤنٹ میں پہنچ جائے گی۔ فکر نہ کرو۔ تمہارا بنک اکاؤنٹ مجھے یاد ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طرف رکھے ہوئے پیڈ کو اپنی طرف گھسیٹا اور جیب سے قلم نکال کر اس نے اس پر مرفی کا بنک اکاؤنٹ نمبر اور بنک کا نام اور شاخ وغیرہ لکھ کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"اس اکاؤنٹ میں دو ہزار ڈالر جمع کرا دو"۔۔۔ عمران نے قلم بند کر کے واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"صفدر نے واقعی کام دکھایا ہے بلیک زیرو۔ ہم تو خواہ مخواہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ یہاں تو کوئی لمبا چکر چلایا جا رہا ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"فارلیک کی طرف سے جیسے ہی رپورٹ ملے مجھے فوراً فلیٹ پر اطلاع دینا۔ میں اس دوران سر سلطان سے اس معاہدے کی کاپی منگوا کر دیکھتا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ اس معاہدے کی آڑ میں حکومت گریٹ لینڈ کوئی گھناؤنا کھیل کھیلنا چاہتی ہے۔ اس لئے معاہدے کی تفصیلات کا ہمیں علم ہونا چاہیئے"۔۔۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن دروازے کے قریب رک کر وہ واپس آیا۔ اور بلیک زیرو اُسے اس طرح مڑتے دیکھ کر چونک پڑا۔ لیکن عمران نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ایک حلیہ نوٹ کرو"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے مرفی کا بتایا ہوا حلیہ تفصیل سے بتانا شروع کر دیا۔

"حلیہ نوٹ کر لیا ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"یس سر"۔۔۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ گریٹ لینڈ کے ایک سیکرٹ ایجنٹ کا حلیہ ہے۔ جس کا نام کریگر ہے۔ یہ پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن مکمل کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ یہ نیا ایجنٹ ہے۔ اور پہلی بار پاکیشیا آ رہا ہے یا آیا ہو گا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے میک اپ کرنے کا سوچا ہی نہ ہو۔ تمام ممبرز کی ڈیوٹی لگا دو۔ کہ وہ دارالحکومت کے تمام ہوٹلوں میں اسے چیک کریں۔ کیپٹن شکیل سے کہنا کہ وہ ائیرپورٹ پر چیک کرے کہ کیا کریگر نام کا کوئی آدمی گریٹ لینڈ سے آیا ہے یا نہیں۔ اگر نہ آیا ہو تو وہ ائیرپورٹ ہی پر رہے۔ اور گریٹ لینڈ سے آنے والی ہر فلائٹ کو چیک کرے"۔۔۔ عمران نے اُسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ کر ایک طرف رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے

اس کا بٹن آن کر کے ٹائیگر کو کال کرنا شروع کر دیا۔

"یس سر۔ ٹائیگر اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے اُسے کریگر کا حلیہ تفصیل سے بتا کر اُسے تلاش کرنے کا حکم دیا۔

"یس۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے ساتھ ساتھ تم نے زیر زمین دنیا میں ان افراد کی نگرانی بھی کرنی ہے جن کا کسی نہ کسی طرح تعلق گریٹ لینڈ سے بنتا ہو۔ ہو سکتا ہے۔ یہ کریگر خود سامنے آنے کی بجائے یہاں کے کسی مقامی گروپ کو سامنے لے آئے اوور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس اوور"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک بار پھر کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کریگر ایک چھوٹے سے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک چھوٹی سی دفتری میز تھی۔ جس پر چند رجسٹر رکھے ہوئے تھے۔ میز کی دوسری طرف دو کرسیاں تھیں۔ اور نیچے فرش پر ایک پرانی سی دری بچھی ہوئی تھی۔ کریگر کے جسم پر بھی ایک سادہ سا سوٹ تھا۔ اور اس کمرے کے باہر بورڈ پر لیبر سپروائزر کے الفاظ درج تھے۔ کریگر سپر ہنری فریڈ کے ساتھ ہی گریٹ لینڈ سے پاکیشیا پہنچا تھا۔ اس کے کاغذات بروس کے نام سے بنے ہوئے تھے۔ اور اس نے باقاعدہ چہرے پر میک اپ کر لیا تھا۔ اب چہرے مہرے سے وہ واقعی ایک سخت گیر لیبر سپروائزر ہی لگ رہا تھا۔ وہ اپنے سیکشن کے دس افراد کو ساتھ لے آیا تھا اور ان سب کے کاغذات میں بھی یہی درج تھا۔ کہ وہ آثار قدیمہ کی

کھدائی کے سلسلے میں تربیت یافتہ مزدور ہیں۔ سر ہنری فریڈ نے کریگر اور اس کے دس آدمیوں کو ایک روز تک باقاعدہ اس کھدائی کے سلسلے میں موٹی موٹی باتوں سے واقف کیا تھا۔ تاکہ اگر کسی کو شک پڑے تو وہ اُسے اپنی معلومات سے مطمئن کر سکیں۔ چونکہ سکھانے والے مشہور ماہر آثار قدیمہ سر ہنری فریڈ تھے۔ اور سیکھنے والے کریگر اور اس کے دس ساتھی تھے۔ جو اپنی مخصوص فیلڈ کی وجہ سے خاصے ذہین لوگ تھے۔ اس لئے ایک روز میں تین تین گھنٹے کے لیکچر اور نقشوں اور چارٹوں کی مدد سے انہوں نے واقعی آثار قدیمہ کی کھدائی کے سلسلہ میں اس قدر باتیں سیکھ لی تھیں کہ اب وہ اگر چاہتے تو خود بھی کھدائی میں شامل ہو سکتے تھے۔ آثار قدیمہ کی کھدائی عام کھدائیوں کی طرح نہ ہوتی تھی۔ اس میں خصوصی تربیت دی جاتی تھی۔ یہ خاصا پیچیدہ اور مشکل فن تھا۔ اس لئے اس کے مزدور بھی باقاعدہ تربیت یافتہ ہوتے تھے۔ اور سر ہنری فریڈ نے گریٹ لینڈ جانے اور وہاں سے واپس آنے کی وجہ یہی ظاہر کی تھی کہ وہ گریٹ لینڈ سے سوراجیا کی کھدائی کے لئے مخصوص لیبر لے کر آ رہے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ایئرپورٹ پر ان کی چیکنگ بھی سرسری انداز میں کی گئی تھی۔ اور ایئرپورٹ سے وہ ایک مخصوص بڑے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر سیدھے سوراجیا آ گئے تھے جو دارالحکومت سے اوپر کی جانب تقریباً ڈیڑھ سو کلومیٹر کے فاصلے پر پہاڑوں کے دامن میں واقع تھا۔ یہاں کھدائی

کے عملے کے لئے ایک طرف میدان میں باقاعدہ دفاتر اور رہائش کے لئے بیرکیں بنائی گئی تھیں۔ اور یہ سارے انتظامات پاکیشیا کے محکمہ آثارِ قدیمہ کی طرف سے کئے گئے تھے۔ البتہ سوراجیا کی کھدائی کے تمام اخراجات آثار قدیمہ کا ایک بین الاقوامی ادارہ ادا کر رہا تھا۔ اور اس بین الاقوامی ادارے کی وجہ سے ہی سر ہنری فریڈ کو اس کھدائی پر مامور کیا گیا تھا۔ سوراجیا کا قدیم شہر جو اب ایک بڑے اور ویران ٹیلے کی صورت میں تھا۔ دریائے کانڈس کے مغربی کنارے پر تھا۔ جب کہ دریائے کانڈس کے مشرقی کنارے پر تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک اور قدیم شہر باکش تھا۔ جس کی کھدائی تیس چالیس سال پہلے سر ہنری فریڈ کے والد نے کی تھی۔ اور باکش شہر اور اس سے ملحقہ میوزیم پوری دنیا کے آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والے افراد کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا تھا۔ اور اب پوری دنیا کے آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والے افراد کی نگاہیں سوراجیا کی کھدائی پر لگی ہوئی تھیں۔ کیونکہ عام خیال تھا کہ سوراجیا باکشا سے بھی ہزاروں سال قدیم شہر تھا۔ اس لئے اس کی کھدائی سے قدیم تاریخ کی انتہائی اہم اور ایسی گم شدہ کڑیاں ملیں گی جس سے قدیم انسانی تاریخ اور تہذیب کو سمجھنے کا زیادہ موقع مل سکے گا۔

کریگر کو لیبر سپروائزر کا عہدہ دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ باقاعدہ ایک چھوٹے سے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ سر ہنری فریڈ نے واپس آ کر اپنے سب آدمیوں کو اکٹھا کیا اور پھر

انہیں حکومت کے اس اہم منصوبے کی اطلاع دے کر یہ بتایا
کہ انہوں نے اس طرح تعاون کرنا ہے کہ جس سے یہ منصوبہ
کامیاب ہو سکے اور سب نے اپنی حکومت کے اس منصوبے
کی کامیابی میں پورا پورا تعاون کرنے کا عہد کیا۔ یہ عجیب
تضاد تھا کہ یہ لوگ تباہ شدہ شہروں کو اجاگر کرنے کے لئے
لاکھوں، کروڑوں روپے اور وقت خرچ کر رہے تھے۔ جب کہ
خود یہی لوگ پاکیشیا کے آباد شہروں کو اپنے اس خوف ناک
منصوبے کی مدد سے تباہ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ چونکہ سرنگ
کے اندر کام کرنے والی ہالو وال کی مخصوص مشینری کھدائی
کی مشینری کے ساتھ پہلے ہی یہاں پہنچ چکی تھی۔ اور اس کے ساتھ
ماہرین کے طور پر بلیو لائن کے ماہرین بھی آئے تھے۔ اس لئے
یہ مشینری اس خفیہ سرنگ کے اندر پہنچائی جا چکی تھی۔ اور بلیو
لائن کے افراد اس کی تنصیب کے کام میں دن رات مصروف
تھے۔ ترجیم ایک مخصوص قسم کا چونے کے پتھر جیسا پتھر ہوتا
ہے۔ جو پانی اور نم دار ریت ملی مٹی کے ساتھ ملنے سے اس
قدر سخت اور مضبوط ہو جاتا ہے کہ اس پر کوئی بم یا ڈائنامنٹ
بھی اثر نہیں کرتا۔ اسے مزید اور انتہائی حد تک مضبوط بنانے
کے لئے ہالو وال کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ یہ دراصل دو
دیواروں سے ملی ہوئی ایک ایسی دیوار کو کہا جاتا ہے جس
کے درمیان باقاعدہ خلا ہوتا ہے۔ جب کہ سائیڈوں کے
نیچے اور اوپر سے یہ ایک دوسرے سے مکمل طور پر جڑی

ہوئی اور درمیان میں ہالو یا خالی ہوتی ہے اس لئے اسے ٹیکنیکل زبان میں
ہالو وال کہا جاتا ہے۔ درمیانی خلا میں ایک مخصوص گیس بھری جاتی ہے جس کی
وجہ سے اس دیوار کی مضبوطی لاکھوں گنا بڑھ جاتی ہے۔ اس
طرح ایک لحاظ سے یہ دیوار ناقابل شکست ہو جاتی ہے۔ ہالو
وال کی تیاری کے لئے بنیادی عنصر ترجسیم پتھر بھی پاکیشیا کے
ایک خاص علاقے میں عام ملتا تھا۔ اور اس پتھر کو چونکہ ایک
مخصوص قسم کی دھات میں شامل کر کے اس سے ملک میں فولادی
بھٹیاں بنائے جانے کا کام لیا جاتا تھا۔ اس لئے یہ پتھر
باقاعدہ پورے ملک میں لوہے کی ڈھلائی کا کام کرنے والے
کارخانوں اور ان کے لئے مخصوص قسم کی بھٹیاں بنانے
والوں کے لئے عام سپلائی کیا جاتا تھا۔ چنانچہ حکومت
گریٹ لینڈ کے خصوصی احکامات کی بنا پر دارالحکومت
میں موجود گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں نے دارالحکومت سے
شمالی طرف ایک بڑے قصبے میں بھٹیاں بنانے کے ایک
کارخانے کا نام استعمال کر کے اس پتھر کی سپلائی کے لئے
بکنگ کی اور وہاں بڑے بڑے سٹوروں میں جو کہ کرایے پر
حاصل کئے گئے تھے۔ ان پتھروں کا سٹاک کیا گیا۔ چونکہ ان
ایجنٹوں نے پتھر سپلائی کرنے والوں کو معمول سے کہیں
بڑھ کر ریٹ دیئے تھے۔ اس لئے پتھر کی سپلائی انتہائی
تیز رفتاری سے ہوئی تھی اور دو روز کے اندر ہی انہوں نے
اپنی مطلوبہ تعداد سے زیادہ پتھر حاصل کر لیا تھا۔ ۳۱، کے

بعد اب یہ پتھر مخصوص بند ٹرکوں میں لاد کر سوراجیا پہنچا دیا گیا۔ راستے میں چونکہ کوئی ایسی چیک پوسٹ نہ تھی کہ جو اس کی سپلائی کو چیک کرتی۔ اس لئے یہ سارا کام انتہائی خاموشی سے مکمل کر لیا گیا اور کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو سکی کہ اتنی بڑی تعداد میں ترجیم پتھر کو آخر سوراجیا کیوں پہنچایا گیا ہے سرنگ کی ہنگامی طور پر صفائی کی گئی تھی اور پتھر اس کے اندر مخصوص جگہوں پر پھیلا دیا گیا تھا۔ تاکہ مشنری کی تنصیب کے بعد ہالو وال بنانے کا مخصوص کام تیزی سے شروع کیا جا سکے۔ کریگر کے آدمی سرنگ کے اندر ہونے والے کام کی نگرانی بھی کر رہے تھے۔ اور سرنگ کے دہانے کی حفاظت بھی ان کی ذمہ داری تھی۔ کریگر ابھی جیپ میں بیٹھ کر باقاعدہ راؤنڈ لگا کر واپس دفتر آیا تھا۔ اور اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ دور دور تک کوئی ایسا مشکوک آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ اور نہ ہی کسی کو یہ علم تھا کہ سوراجیا کی کھدائی کی آڑ میں پاکیشیا کی تباہی کے لئے اس قدر خوف ناک منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ اور جیسے حالات تھے کریگر کو یقین تھا کہ یہ منصوبہ بغیر کسی مداخلت کے انتہائی آسانی اور کامیابی سے مکمل ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ اپنے دفتر میں اطمینان سے پیر پسارے بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اس کی جیب میں موجود فکسڈ فریکوئنسی کے ٹرانسمیٹر اے۔ ایکس کی مخصوص سیٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ اے۔ ایکس ٹرانسمیٹر اس کے

سیکشن کے سب افراد کے پاس موجود تھے۔ تاکہ بوقت ضرورت کریگر سے اور ایک دوسرے سے رابطہ قائم کیا جا سکے۔ کریگر نے چونک کر چھوٹا سا باکس نما اے۔ ایکس ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو جیمز کالنگ اوور" ——— بٹن دبتے ہی ایک آواز سنائی دی۔ جیمز کریگر کے سیکشن کا نمبر ٹو اور ایک لحاظ سے کریگر کا رائٹ ہینڈ تھا۔

"یس۔ کریگر اٹنڈنگ۔ کیا بات ہے اوور" ——— کریگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ پاکیشیا میں ابھی ایک جیپ پر چار افراد آئے ہیں اور وہ پاکیشیا میں اس طرح گھومتے پھرتے اور دیکھتے بھالتے پھر رہے ہیں۔ جیسے انہیں کسی خاص چیز کی تلاش ہو۔ اور یہ چاروں سیاح یا آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والے افراد بھی نہیں لگتے۔ بلکہ اپنی شکلوں اور چال ڈھال سے جرائم کی دنیا کے افراد لگتے ہیں اوور" ——— دوسری طرف سے جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم انہیں احتیاط سے چیک کرو۔ میں خود وہاں آ رہا ہوں۔ میں ان سے خود بات کروں گا اوور اینڈ آل" ——— کریگر نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں رکھا اور پھر اندرونی جیب میں موجود سائیلنسر لگے مشین پسٹل کی موجودگی کا اطمینان کرنے کے بعد وہ کرسی سے اٹھا اور باہر موجود اپنی

مخصوص جیپ میں بیٹھ کر وہ اس مخصوص اور قدیم پل کی طرف بڑھ گیا
جو سوراجیا اور باکشا کے درمیان آمد و رفت کے لئے قدیم زمانے
سے بنائی گئی تھی۔ پل گو خاص خستہ حالت میں تھا۔ لیکن پھر بھی
اس کے فوری طور پر ٹوٹنے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس لئے وہ تیزی
سے جیپ دوڑاتا اس پل کو کراس کر کے باکشا کے کھنڈرات کی
طرف بڑھتا گیا۔ اس کی جیپ پر نہ صرف محکمہ آثار قدیمہ کا مخصوص
نشان موجود تھا۔ بلکہ اس کے لباس پر بھی یہ مخصوص نشان ایک
بیج کی صورت میں لگا ہوا تھا۔ باکشا کے کھنڈرات انتہائی
وسیع رقبے میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور جہاں پارکنگ بنی ہوئی تھی۔
وہاں اس وقت ہر قسم کی گاڑیوں کا کافی رش تھا۔ اور غیر ملکی اور
ملکی بے شمار مرد اور عورتیں ان کھنڈرات میں جگہ جگہ گھومتے پھر
رہے تھے۔ خاص خاص جگہوں کے فوٹو کھینچے جا رہے تھے۔ پارکنگ
کے قریب ہی ایک پتھر پر جیمز بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے
عجیب و غریب پرانے بت رکھے ہوئے تھے۔ جو وہ سیاحوں کو یہ
کہہ کر بیچ رہا تھا کہ یہ بت ان کھنڈرات سے نکلے ہیں۔ چونکہ وہ
غیر ملکی تھا۔ اس لئے غیر ملکی اس سے جلد ہی مانوس ہو جاتے تھے۔
اور بھاری رقموں کے عوض مقامی طور پر بنے ہوئے یہ بت خرید کر
لے جاتے تھے۔ یہاں مقامی لوگوں نے باقاعدہ اس کو پیشہ بنا
رکھا تھا۔ وہ مٹی کے عجیب و غریب ٹوٹے پھوٹے سے بت
بیل گاڑیاں اور دوسرے ایسے کھلونے جو میوزیم میں موجود تھے۔
بناتے اور پھر انہیں یہاں سیاحوں کو یہ کہہ کر بیچ دیتے کہ یہ

باکشا کے کھنڈرات سے نکلنے والے ہزاروں سال پرانے بت ہیں۔
ان کے اس کاروبار کا زیادہ تر نشانہ غیر ملکی سیاح بنتے تھے جو ان
نوادر کو بھاری رقمیں دے کر خریدتے اور پھر اپنے ملک جا کر وہ
بڑے فخر سے انہیں اپنے ڈرائنگ رومز میں سجا کر ان سے متعلق
عجیب و غریب کہانیاں اپنے ملنے والوں کو سناتے اور فخر سے کہتے
کہ وہ لاکھوں کروڑوں ڈالرز کے یہ نوادر پاکیشیا کے احمق لوگوں
سے انتہائی سستے داموں خرید کر لائے ہیں۔ اور ان کے ملنے
والے حقیقتاً ان پر رشک کرتے۔ لیکن اگر کوئی خریدار کسی بت
کو کسی ماہر آثار قدیمہ کے پاس یا کسی میوزیم منیجر کے پاس انہیں
فروخت کرنے کے لئے لے جاتا تو تب اسے معلوم ہوتا تھا۔ کہ
پاکیشیا کے لوگ ان کے ہاتھوں احمق نہیں بنے بلکہ وہ ان
لوگوں کے ہاتھوں احمق بن گئے ہیں۔ اور ایک باقاعدہ فراڈ کا
شکار ہوئے ہیں۔ بہرحال یہ کاروبار ایسے کھنڈرات کے قریب
نجانے کب سے جاری تھا۔ حالانکہ حکومت پاکیشیا نے اس
پر باقاعدہ پابندی لگائی ہوئی تھی۔ لیکن ظاہر ہے نگران سپاہی اپنا
حصہ لے کر ایک طرف ہو جاتے تھے۔ اور کاروبار دھڑلے سے
جاری رہتا تھا۔ جیسے ہی کریگر کی جیپ وہاں رکی۔ جیمز اس پتھر
سے اٹھ کر ٹہلتا ہوا کریگر کے پاس پہنچا اور پھر اس نے اشارے
سے ایک طرف کھڑی بڑی سی جیپ اور دور چار مقامی افراد
کو گھومتے ہوئے کریگر کو دکھایا اور کریگر سر ہلاتا ہوا کھنڈرات
کی طرف بڑھ گیا۔ وہ چاروں واقعی بڑے تشکک انداز میں ادھر

ادھر گھومتے پھر رہے تھے۔ اور آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔
اور ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی خاص چیز کی تلاش میں ہیں۔
کیونکہ وہ بار بار جھانک کر ان کھنڈرات کے خصوصی حصوں کو
دیکھتے اور پھر آگے بڑھ جاتے۔ اپنی شکل وصورت اور قد وقامت
سے وہ واقعی زیر زمین دنیا کے ہی افراد لگتے تھے۔ کریگر خاموشی
سے ان کے پیچھے چلتا اور پھر انہیں چیک کرتا رہا۔ پھر اچانک
اس نے ان چاروں کو ایک ٹوٹے پھوٹے کمرے میں داخل ہوتے
دیکھا تو بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اس کمرے کو دیکھتے ہی ان
چاروں کے چہروں پر انوکھی سی چمک آگئی تھی۔ ایسی چمک جیسے
اچانک کسی مریض کو اس کے مرض سے نجات مل گئی ہو۔ وہ چاروں
اس ٹوٹے ہوئے کمرے میں داخل ہو کر تقریباً دس منٹ بعد
واپس آئے تو ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ایک بڑا سا تھیلا
تھا۔ اور تھیلا دیکھتے ہی کریگر چونک پڑا۔ کیونکہ تھیلے کے مختلف
حصوں کے ابھار بتا رہے تھے کہ ان کے اندر مخصوص قسم کے
پیکٹ بھرے ہوئے ہیں۔ اور وہ سمجھ گیا کہ یہ ہیروئن کے پیکٹ
ہوں گے۔ ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا کہ وہ انہیں جانے
دے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ
خفیہ تجارت اسی طرح جاری رہی تو کسی روز یہ لوگ اس سرنگ
کے دہانے کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا۔
کہ انہیں اس طرح روکا جائے کہ یہ آئندہ ادھر کا رخ کرنا
ہی بھول جائیں۔ چنانچہ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس

یک لخت جھپٹ کر ان میں سے ایک کے ہاتھ میں پکڑا ہوا
تھیلا جھپٹ لیا۔
"خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔ تم حراست میں ہو"۔۔۔ کریگر نے
جیب سے سائیلنسر لگے مشین پسٹل کو نکالتے ہوئے چیخ کر کہا۔
وہ چاروں تیزی سے مڑے اور پھر ان کے چہرے تیزی سے
رنگ بدلنے لگے۔
"کون ہو تم"۔۔۔ ان میں سے ایک نے انتہائی کرخت لہجے
میں کہا۔ مشین پسٹل دیکھنے کے باوجود ان میں کسی کے چہرے
پر کسی خوف وہراس کا شائبہ تک نہ تھا۔ ظاہر ہے وہ لوگ اس
فیلڈ سے تعلق رکھتے تھے۔ جہاں ایسے واقعات ہوتے ہی رہتے
تھے۔
"میں سرکاری آدمی ہوں۔ اور یہ تھیلا ہیروئن سے بھرا ہوا ہے۔
میں کہہ رہا ہوں ہاتھ اٹھا دو ورنہ"۔۔۔ کریگر نے چیخ کر کہا۔
لیکن دوسرے لمحے اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب ان میں سے
ایک نے بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے
اس کی ٹانگیں برق سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کریگر کے اس
ہاتھ سے ٹکرائیں جس میں مشین پسٹل تھا۔ اور مشین پسٹل اڑتا ہوا
دور جا گرا۔ اسی لمحے دوسرا اچھلا اور اس نے کریگر کے ہاتھ سے
تھیلا جھپٹنے کی کوشش کی۔ لیکن اب کریگر سنبھل چکا تھا چنانچہ
وہ برق رفتاری سے اچھلا اور اس کے ساتھ ہی کھنڈرات
انسانی چیخ سے گونج اٹھے۔ اس کے بوٹ کی بھرپور ضرب تھیلا

چھیننے کے لئے لپکنے والے آدمی کے سینے پر اس قوت سے
پڑی تھی کہ وہ کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا ایک ٹوٹی ہوئی دیوار
پر پشت کے بل جا گرا تھا۔ اسی لمحے باقی تینوں کریگر پر ٹوٹ
پڑے۔ لیکن ظاہر ہے کریگر کوئی عام آدمی تو نہ تھا۔ وہ ایک ماہر
لڑاکا تھا۔ چنانچہ چند ہی لمحوں کی لڑائی میں ان چاروں کی حالت
دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ ان کے چہرے ضربوں سے پھٹ گئے تھے۔
کریگر نے جان بوجھ کر ان کی ہڈیوں کو ٹوٹنے سے بچایا تھا کیونکہ
وہ انہیں بے کار کر دینے کی بجائے صرف وہاں سے بھاگنے پر مجبور
کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ خاص انداز سے لڑ رہا تھا۔ اور جب
اس نے ایک آدمی کو اٹھ کر بھاگتے دیکھا تو اس نے جان بوجھ کر
ایک طرف زمین پر پڑے ہوئے تھیلے سے اپنے آپ کو دور ہٹا لیا۔
تاکہ وہ تھیلا بھی لے جائیں۔ اور اس کے ہٹتے ہی ایک آدمی
تھیلے پر جھپٹا اور اس کے ساتھ ہی باقی دو افراد بھی بے تحاشا
بھاگ پڑے۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ" ——— کریگر نے جان بوجھ کر چیختے ہوئے
کہا۔ مگر وہ چاروں آندھی اور طوفان کی طرح بھاگتے ہوئے
پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔ جب تک کریگر اپنا مشین پسٹل
اٹھا کر مڑتا۔ وہ چاروں پارکنگ میں پہنچ کر جیپ پر سوار بھی ہو
چکے تھے۔ اور جب تک کریگر دوڑتا ہوا پارکنگ تک پہنچا۔ وہ
جیپ لے کر وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔ اور کریگر کے لبوں
پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ کیونکہ وہ اپنے مقصد میں

کامیاب ہو چکا تھا۔ اردگرد پھیلے ہوئے سیاح حیرت سے اس
لڑائی کو دیکھتے رہے۔ پھر ان میں سے کئی کریگر کے پاس
آئے۔ اور انہوں نے واقعہ پوچھنے کی کوشش کی۔ اور
کریگر نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا۔ کہ یہ لوگ ہیروئین
فروش تھے۔

"مجھے یقین ہے باس۔ اب یہ دوبارہ ادھر کا رخ نہ کریں گے
کافی ٹھکائی ہو گئی ہے ان کی" ——— جیمز نے کریگر کی جیپ کے
قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"امید تو نہیں ہے۔ پھر بھی خیال رکھنا" ——— کریگر نے جیپ
میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور جیمز اثبات میں سر ہلاتا ہوا واپس
اپنی جگہ پر چلا گیا۔ کریگر جیپ چلاتا ہوا پل کراس کر کے اپنے کیمپ
کی طرف لوٹ آیا۔ اور پھر اس نے جیپ کا رخ سرنگ کے دہانے
کی طرف کر دیا۔ جس کے اوپر ایک بڑا سا خیمہ لگایا گیا تھا تاکہ
اس کے اندر جاتے اور باہر آتے ہوئے افراد کو دور سے چیک
نہ کیا جا سکے۔ اس نے جیپ خیمے کے قریب جا کر روکی۔ اور پھر
نیچے اتر کر وہ خیمے کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے
چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔ لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ چاروں
افراد سے لڑ کر اس نے ایک ایسے طوفان کو چھیڑ دیا ہے۔ جو
عنقریب پوری قوت سے ان پر جھپٹنے والا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ دوڑ دوڑ کی شدید تگ و دو کے باوجود پورے دارالحکومت میں کہیں بھی اس کریگر کا سراغ نہ مل سکا تھا۔ اور نہ ہی ایئرپورٹ ریکارڈ سے کسی کریگر نامی آدمی کی گریٹ لینڈ سے آمد ظاہر ہوئی تھی کریگر کے حلیے اور قد وقامت جیسا کوئی مشکوک آدمی بھی دکھائی نہ دیا تھا۔ اور گریٹ لینڈ کے فارن ایجنٹ بھی فرانک سے کچھ معلوم کرنے میں ناکام رہے تھے۔ کیونکہ فرانک کو جیسے ہی اغوا کیا گیا اور اس سے منصوبہ اگلوانے کے لئے اس پر مخصوص قسم کے تشدد کا آغاز کیا گیا۔ اس نے دانتوں میں موجود کوئی کیپسول چبا کر خودکشی کر لی۔ اس طرح یہ باب بھی سوزن کرب کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ عمران کو جب اس کی اطلاع ملی تو اُسے خود اپنی حماقت پر بے حد غصہ آیا۔ کیونکہ

سوزن کرب یہ حرکت کر چکی تھی۔ اس لئے اس کے لئے ضروری تھا۔ کہ وہ فارلیک کو اس بارے میں پہلے سے چوکنا کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے اب کیا ہو سکتا تھا۔

"عمران صاحب۔ اس بار واقعی کوئی کلیو ہاتھ نہیں آ رہا۔ سمجھ میں یہ نہیں آتا۔ کہ آخر یہ منصوبہ ہے کیا" ——— بلیک زیرو نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"اگر یہی بات سمجھ میں آ جاتی تو کلیو بھی مل جاتا۔ اس بار واقعی ہم مکمل اندھیرے میں ہیں اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے۔ کہ یہ منصوبہ پاکیشیا کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس معاہدے سے بھی کچھ پتہ نہیں چلا" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں۔ عام سا معاہدہ ہے۔ دونوں حکومتوں کے ماہرین مل کر دریاؤں پر چند بند بنائیں گے اور بس" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر آپریشن روم میں پہلے جیسی خاموشی طاری ہو گئی۔

"میرے خیال میں ہمیں ہنگامی طور پر تمام بڑے دریاؤں کے بڑے بڑے بندوں کو چیک کر لینا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ منصوبہ ان میں سے کسی ایسے ایک یا ایک سے زیادہ بندوں کو تباہ کرنے کا ہو گا۔ جس سے سیلاب تباہی پھیلا سکے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"سیلاب کا خطرہ چونکہ بے حد بڑھ گیا ہے۔ اس لئے تمام چھوٹے بڑے بندوں کی باقاعدہ نہ صرف چیکنگ ہو رہی ہے بلکہ فوج ان کی دن رات نگرانی بھی کر رہی ہے اور ہر بڑے بند کے قریب ایسا سامان بھی اکٹھا کر لیا گیا ہے کہ اگر کسی بھی وقت کوئی بھی بند ٹوٹ جائے تو فوری طور پر اس کی مرمت ہو سکے۔ ویسے میں نے سر سلطان کی معرفت اس سیکشن کے انچارج کو مزید ہدایات دے دی ہیں کہ وہ ہر قسم کی تخریبی کارروائی سے پوری طرح چوکنا رہیں۔ اور کسی بھی واقعے کی صورت میں فوری رپورٹ بھی کریں" —— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے مخصوص کال کی آواز آنے لگی۔ تو وہ دونوں ہی چونک پڑے۔ عمران نے چیک کیا تو ٹرانسمیٹر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی کو ظاہر کر رہا تھا۔ چنانچہ عمران نے ہاتھ آگے بڑھایا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو —— ٹائیگر کالنگ اوور" —— ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس —— عمران اٹنڈنگ اوور" —— عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"باس۔ زولو گروپ کے ایک آدمی سے باتوں ہی باتوں میں ایک اہم بات سامنے آئی ہے۔ زولو گروپ ہیروئن کی سمگلنگ سے متعلق ہے۔ اس آدمی نے مجھے بتایا ہے کہ ان

کے ایک گروپ نے سمگلنگ کے دوران ایک خطرے کے پیش نظر ہیروئن کا تھیلا باکش کے کھنڈرات میں چھپا دیا تھا۔ اور خود وہ دارالحکومت آگیا تھا۔ جب خطرہ ٹل گیا تو زولو کے چیف نے چار افراد کو یہ تھیلا وہاں سے لینے کے لئے بھیجا۔ ان میں یہ آدمی بھی شامل تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق انہوں نے تھیلا تلاش کیا اور جب وہ اُسے لے کر واپس آ رہے تھے تو اچانک ایک غیر ملکی نے ان سے تھیلا چھین لیا اور سائیلنسر لگے مشین پسٹل سے انہیں کور کرنا چاہا۔ لیکن یہ لوگ اُسے اکیلا دیکھ کر اس سے لڑ پڑے۔ اور آخر کار انہیں تھیلا تو واپس حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ لیکن انہیں اس کے مقابلے میں فرار ہونا پڑا اوور" —— ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور عمران کے چہرے پر ہلکے سے کھچاؤ کے تاثرات ابھر آئے۔

"پھر اس سے کیا اہم بات سامنے آئی ہے اوور" —— عمران نے خاصے سخت لہجے میں کہا۔

"باس —— یہ آدمی خاصا ماہر لڑاکا ہے۔ لیکن اس کے اپنے کہنے کے مطابق وہ غیر ملکی جو شکل سے گریٹ لینڈ کا باشندہ لگتا تھا۔ انتہائی حیرت انگیز حد تک ماہر لڑاکا ثابت ہوا کہ اکیلے کے مقابلے میں ان چار افراد کو فرار ہونا پڑا۔ اس کے کہنے کے مطابق وہ شخص اس انداز میں لڑ رہا تھا کہ جیسے یہ نہ چاہتا ہو کہ ان کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے۔ میں چونکہ اس آدمی کو اچھی

طرح جانتا ہو۔ اس لئے مجھے یہ بات سن کر بے حد حیرت ہوئی۔
میں نے مزید تفصیلات پوچھیں تو اس آدمی کا جو قد و قامت
بتایا گیا ہے وہ بالکل کریگر پر فٹ بیٹھتا ہے۔ اس آدمی کے مطابق
اس کے سینے پر محکمہ آثار قدیمہ کا بیج موجود تھا۔ لیکن ظاہر ہے۔
محکمہ آثار قدیمہ کے افراد نہ ہی جیبوں میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل
رکھتے ہیں اور نہ ہی انہیں اس ماہرانہ انداز میں مارشل آرٹ کا
فن آتا ہے۔ یہ لوگ فوری طور پر تو وہاں سے فرار ہو گئے۔ لیکن پھر
انہیں خیال آیا کہ یہ معلوم تو کریں کہ آخر یہ غیر ملکی کون تھا اور کیوں
اس نے یہ حرکت کی۔ انہیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ کہ کہیں یہ ان کے
مقابلے میں کوئی نئی غیر ملکی تنظیم نہ سامنے آ گئی ہو۔ چنانچہ کافی آگے
جا کر انہوں نے جیپ تو درختوں کے ایک جھنڈ میں روکی اور ان
میں سے دو افراد ایک پہاڑی پر چڑھے۔ ان کے مطابق وہ
آدمی ایک جیپ میں بیٹھ کر کانڈس دریا کی قدیم پل کو کراس کر
کے دوسری طرف ایک ٹیلے کے قریب گیا۔ جہاں باقاعدہ
مکانات بنے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ جیپ ان مکانات کی طرف جانے
کی بجائے ہٹ کر ایک خیمے کے پاس رکی اور وہ آدمی جیپ سے
اتر کر اس خیمے میں چلا گیا۔ اس پر انہیں مزید تشویش ہوئی چنانچہ
ان میں سے ایک آدمی پیدل چلتا ہوا اس پل کے قریب گیا۔
وہاں اُسے ایک مقامی آدمی ملا۔ اس آدمی نے بتایا کہ یہاں
گریٹ لینڈ کے ماہرین آثار قدیمہ کی کھدائی کر رہے ہیں اور
یہ مکانات اور خیمے ان کے ہیں۔ جس پر وہ مطمئن ہو کر واپس چلے

آئے۔ لیکن اس آدمی کی بات سن کر یہ خیال آیا ہے کہ کہیں یہ
کریگر ماہرین آثار قدیمہ کے روپ میں وہاں کوئی گھناؤنا کھیل
نہ کھیل رہا ہو۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ اب اگر
آپ حکم دیں تو میں خود وہاں جا کر مزید تحقیقات کروں اوور"۔۔۔
ٹائیگر نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار کرسی پر سیدھا
ہو کر بیٹھ گیا۔

"یہ کب کا واقعہ ہے اوور"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کل شام کا باس اوور"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"ابھی تم مت جاؤ۔ میں تمہیں بعد میں خود کال کروں گا۔ میں
چیف سے کہہ کر پہلے محکمہ آثار قدیمہ کا ریکارڈ چیک کراتا ہوں۔
کہ وہاں یہ سب کچھ سرکاری طور پر ہو رہا ہے یا نہیں اوور"۔۔۔
عمران نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اور عمران نے
اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"باکشا کے کھنڈرات کانڈس دریا کے کنارے پر واقع ہیں۔
اور کانڈس دریا پاکیشیا کا مین اور سب سے بڑا دریا بھی ہے۔
اور سب سے زیادہ سیلاب کا خطرہ بھی اس دریا سے لاحق
ہوتا ہے"۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ باکشا والے علاقے کے قریب تو دریا
کا بیڈ خاصا چوڑا ہے اور آج تک کبھی اس علاقے میں تو سیلاب

نہیں آیا" ---- بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"ذرا نقشہ اٹھا لاؤ" ---- عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے
اٹھ کر الماری میں سے ایک رول شدہ نقشہ نکالا اور اُسے لا کر
عمران کے سامنے میز پر پھیلا دیا۔ عمران نقشے پر جھک گیا۔ بلیک
زیرو بھی اُسے دیکھنے لگا۔
"یہ ہیں باکشا کے کھنڈرات۔ دارالحکومت سے تقریباً ڈیڑھ
سو کلومیٹر دور" ---- عمران نقشہ دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔ اور پھر
اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"یس۔ پی۔ اے۔ ٹو سیکرٹری خارجہ" ---- رابطہ ہوتے
ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی
"علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ" ----
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"یس سر" ---- دوسری طرف سے پی۔ اے نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔
"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں" ---- چند لمحوں بعد رسیور
پر سر سلطان کی آواز سنائی دی۔
"علی عمران بول رہا ہوں۔ محکمہ آثار قدیمہ کس وزارت کے
تحت آتا ہے" ---- عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں بات
کرتے ہوئے کہا۔
"محکمہ آثار قدیمہ۔ شاید وزارت ثقافت کے تحت ہے۔ کیوں"

سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے پوچھا۔
"آپ پوری طرح تسلی کریں اور جس بھی وزارت کے تحت آتا
ہو اس کے سیکرٹری کو کہہ دیں کہ چیف اس سے بات کرنا چاہتا
ہے۔ میں تھوڑی دیر بعد آپ کو دوبارہ رنگ کروں گا" ----
عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"تم کہاں سے بول رہے ہو۔ میں خود تمہیں رنگ کر لوں گا"
سر سلطان نے کہا۔
"دانش منزل سے" ---- عمران نے کہا اور سر سلطان کی
طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
رسیور رکھ دیا۔
"اگر واقعی کرنل نگر وہاں موجود ہے۔ تو پھر اس کا مقصد کیا ہو گا"
بلیک زیرو نے کہا۔
"بہرحال دریائے کانڈس کے حوالے سے کچھ نہ کچھ گڑبڑ کا
احساس ہو رہا ہے مجھے" ---- عمران نے کہا۔
تقریباً پانچ منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے
ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"ایکسٹو" ---- عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"سلطان بول رہا ہوں" ---- دوسری طرف سے سر سلطان
کی آواز سنائی دی۔
"جی جناب۔ میں عمران بول رہا ہوں" ---- عمران نے اُسی طرح
سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"محکمہ آثار قدیمہ وزارت ثقافت کے تحت ہی ہے اور وزارت ثقافت کے سیکرٹری اجمل حسین کو میں نے ایکسٹو کا ضروری تعارف کرا دیا ہے۔ تم اس سے بات کر سکتے ہو۔ لیکن کچھ مجھے بھی تو بتاؤ کہ تمہیں اچانک محکمہ آثار قدیمہ سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اور تم اس قدر سنجیدہ بھی ہو"۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ سر سلطان کو اصل پریشانی اس کی سنجیدگی کی بنا پر پیدا ہوئی ہے۔

"آثار قدیمہ کا ذکر جب آئے تو سنجیدہ ہونا ہی پڑتا ہے۔ آخر بزرگوں کا ادب واحترام تو لازم ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بزرگوں کے ادب واحترام کا محکمہ آثار قدیمہ سے کیا تعلق ہو گیا"۔۔۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید عمران کی گہری بات کا مطلب نہ سمجھ سکے تھے۔

"بزرگ بھی تو آثار قدیمہ میں ہی شمار ہوتے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ جوانی تو گئی اب تو جوانی کے کھنڈرات ہی رہ گئے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار سر سلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ تم کچھ بتانا نہیں چاہتے۔ چلو تمہاری مرضی"۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"یہ بات نہیں سر سلطان۔ فی الحال مجھے خود بھی کچھ معلوم نہیں۔ بس ایسے ہی اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہوں۔

البتہ یہ وعدہ کہ جیسے ہی کوئی روشنی محسوس ہوئی آپ کو ضرور بتاؤں گا۔ اجمل صاحب کا فون نمبر تو بتا دیجئے۔ میں اب کہاں انکوائری سے پوچھتا پھروں گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور سر سلطان نے جواب میں نمبر بتا کر رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر اجمل صاحب کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ پی۔ اے۔ ٹو۔ سیکرٹری وزارت ثقافت"۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس۔ اجمل صاحب سے بات کراؤ"۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ ہولڈ آن سر"۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اجمل حسین بول رہا ہوں سر"۔۔۔ چند لمحوں بعد وزارت ثقافت کے سیکرٹری کی بھی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کا چونکہ پہلی بار سیکرٹ سروس کے چیف سے واسطہ پڑ رہا تھا۔ اور ظاہر ہے سر سلطان نے انہیں ایکسٹو کے اختیارات کے بارے میں جو کچھ بتایا ہو گا۔ اس کے بعد انہوں نے بوکھلانا تو تھا ہی۔

"آپ کا فون محفوظ ہے"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ایک منٹ سر۔ میں اسے محفوظ کر دیتا ہوں"۔۔۔ سیکرٹری اجمل حسین محفوظ فون کی بات سن کر اور زیادہ بوکھلا گئے تھے۔

"یس سر۔ اب فون محفوظ ہے سر"۔۔۔ چند لمحوں بعد سیکرٹری اجمل حسین کی آواز سنائی دی۔

"آپ کی وزارت کے تحت محکمہ آثار قدیمہ ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ تاریخی شہر باکٹا اور دریائے کانڈس پار کر کے جو قدیم تاریخی ٹیلہ آتا ہے وہاں گریٹ لینڈ کے افراد کیا کر رہے ہیں"۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ جس انداز میں سیکرٹری اجمل حسین کی بوکھلاہٹ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اس سے عمران کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں بوکھلاہٹ کی شدت سے سیکرٹری اجمل حسین بے ہوش ہی نہ ہو جائیں۔

"یس سر۔ اس ٹیلے کے نیچے قدیم تاریخی شہر سوراجیا دفن ہے۔ اور آثار قدیمہ کے ایک بین الاقوامی ادارے کے تعاون سے حکومت گریٹ لینڈ کے ماہرین آثارِ قدیمہ وہاں کھدائی میں مصروف ہیں"۔۔۔ عمران کے نرم لہجے کی وجہ سے سیکرٹری اجمل حسین کا لہجہ کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔

"آپ اس سلسلے میں تفصیلی فائل سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کو فوراً بھجوا دیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی بھجوا دیتا ہوں سر"۔۔۔ سیکرٹری اجمل حسین نے جواب دیا۔

"اس میں آج تک ہونے والی تمام اہم پیش رفت کا مکمل ریکارڈ ہونا چاہیئے۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں"۔۔۔ عمران کا لہجہ ایک بار پھر سخت ہو گیا تھا۔

"بالکل سر۔ بالکل سر۔ مکمل فائل ہو گی سر"۔۔۔ سیکرٹری اجمل حسین کی بوکھلاہٹ پھر بڑھ گئی تھی اور عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

"تو جہاں بقول ٹائیگر کے کریگر سے ملتا جلتا آدمی داخل ہوا تھا وہاں قدیم شہر کی کھدائی ہو رہی ہے۔ اور کھدائی بھی گریٹ لینڈ والے کر رہے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے قدرے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر جس بات پر چونکا تھا وہ صرف اتنی ہے کہ محکمہ آثار قدیمہ کا کوئی گارڈ بھی سائیلنسر لگا مشین پسٹل جیب میں نہیں رکھتا۔ دوسری بات یہ کہ بقول ٹائیگر اس سے لڑنے والے مارشل آرٹ کے ماہر تھے۔ لیکن مشکوک آدمی کا انداز لڑائی ان سے بھی بہتر تھا۔ اور تیسری بات یہ کہ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اس گارڈ کو فوری طور پر اس واقعے کی اطلاع نزدیکی پولیس کو دینی چاہیئے تھی۔ جبکہ وہ اطمینان سے اپنے کیمپ میں واپس چلا گیا تھا"۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ وہ اطلاع دینے ہی کیمپ میں گیا ہو۔ بہرحال یہ آٹومیٹک مشین پسٹل والی بات البتہ واقعی مشکوک ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو۔ فائل آئے گی تو کچھ صورت حال واضح ہو سکے گی"۔ عمران نے مبہم سے لہجے میں کہا۔ اور بلیک زیرو بھی خاموش ہو گیا۔ عمران نے چند لمحے خاموش بیٹھنے کے بعد ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔

اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ انکوائری پلیز" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"چیف ایریگیشن آفیسر کا نمبر بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ایک لمحہ رک کر اس نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے تھینک یو کہہ کر کریڈل دبایا۔ اور پھر انکوائری آپریٹر کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"چیف ایریگیشن آفیسر آفس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس۔ چیف سے بات کراؤ" ۔۔۔ عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو فیلڈ دورے پر گئے ہوئے ہیں جناب ڈپٹی چیف صاحب اپنے دفتر میں موجود ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ان سے بات کراؤ" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"یس۔ طارق علی۔ ڈپٹی چیف ایریگیشن آفیسر بات کر رہا ہوں" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس" ۔۔۔ عمران نے لہجے کو اور زیادہ سرد بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمایئے" ۔۔۔ طارق علی کا لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ دریائے کانڈس کا وہ علاقہ جہاں قدیم تاریخی شہر باکشک کے کھنڈرات ہیں۔ کوئی بند وغیرہ موجود ہے یا نہیں" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں سر۔ پہلا بند دارالحکومت کے قریب باندھا گیا ہے۔ کیونکہ وہ سارا علاقہ ویران، بنجر اور پہاڑی ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہاں دریائے کانڈس کافی نشیب میں بہتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔ اس لئے وہاں کسی صورت سیلاب کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس لئے وہاں بند باندھنے کی ضرورت محسوس ہی نہیں کی گئی" طارق علی نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ سیکرٹری ثقافت نے ایک فائل بھجوائی ہے۔ وہاں دانش منزل بھجواؤں یا فلیٹ پر" ۔۔۔ سر سلطان نے پوچھا۔

"یعنی ابھی آپ پوچھ رہے ہیں۔ ہم یہاں منتظر بیٹھے ہوئے ہیں بہار کے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ محکمہ آثار قدیمہ کی فائل ہے۔ اس لئے بہار کی بجائے اس

سے تو خزاں ہی برآمد ہو گی۔ بہر حال بھیج رہا ہوں" ____ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"بڑی مشکل سے پٹڑی پر چڑھ رہے ہیں سر سلطان۔ اب منہ سے خوب صورت جملے نکلنے لگ گئے ہیں اس کا مطلب ہے۔ دوبارہ جوانی کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ تم ابھی سے کوئی رشتہ تلاش کرنا شروع کر دو بلیک زیرو" ____ عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ان کے لئے رشتہ کیا تلاش کرنا ہے۔ پہلے سیکرٹ سروس کے لئے تو رشتے تلاش ہو جائیں" ____ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کون سی مشکل بات ہے۔ باہر سے جو بھی لیڈی انٹیلی جنس آئیں گریڈ کے مطابق حوالے کئے جاؤ۔ اب عام عورت تو ان سے گزارہ کرنے سے رہی کہ وہ کہے گی کہ باورچی خانے کا سامان لانا ہے۔ اور سیکرٹ سروس کے ممبر صاحب آٹا، دال لانے کی بجائے مجرم کے پیچھے پستول اٹھائے بھاگ رہے ہوں گے۔ وہ کہے گی دھوبی سے کپڑے لانے ہیں اور وہ مجرموں سے فائل کی برآمدگی میں مصروف ہو جائیں گے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کو ہنستے ہنستے اچھو سا لگ گیا۔

"سب سے پہلے تو آپ کے لئے انتخاب کیا جائے پھر ہی کسی اور کا نمبر آسکتا ہے" ____ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے جوتیاں ہی کھانی ہیں تو پھر میرے لئے تو اماں بی کی جوتیاں ہی کافی ہیں۔ بڑھاپے کی وجہ سے اب ان میں اتنی طاقت نہیں رہی اور پھر جوتی بھی پرانے زمانے کی۔ پتلی سی، نازک سی۔ اب تو بڑے مضبوط سینڈل آرہے ہیں اور جوتیاں چلانے والیاں بھی باقاعدہ ورزش کرنے والے اداروں سے سرٹیفکیٹ یافتہ ہوتی ہیں۔ اس لئے مجھے تو معاف ہی رکھو" ____ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا کمرے میں مخصوص انداز کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی میز کی سب سے نچلی دراز سے ہلکی سی کھٹک کی آواز ابھری۔ وہ دونوں سمجھ گئے۔ کہ دانش منزل کے مخصوص سسٹم کی وجہ سے بیرونی دیوار پر بنے ہوئے خانے میں ڈالی جانے والی فائل میز کی نچلی دراز میں خود بخود پہنچ چکی ہے۔ بلیک زیرو نے ایک بٹن دبا کر دراز کھولی اور پھر ایک لفافے میں سیلڈ فائل نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دی۔ عمران نے سیلڈ لفافہ کھولا اور اس میں موجود خاصی ضخیم فائل باہر نکالی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل فائل کے مطالعے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا" ____ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"فائل کے مطابق تو واقعی سب کچھ قانونی طور پر ہو رہا ہے۔ سر ہنری فریڈ بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ ہیں۔ ان

کی نگرانی میں کھدائی ہو رہی ہے۔ اور لیبر بھی ان کے خاص گروپ
کی لائی گئی ہے اور مشینری بھی ان کے آرڈرز پر آئی ہے۔ بس
ایک پوائنٹ کھٹک رہا ہے۔ کہ سر فریڈ ابھی حال ہی میں گریٹ
لینڈ گئے ہیں اور واپسی پر گیارہ خاص تربیت یافتہ افراد ہمراہ
لے آئے ہیں۔ لیکن فائل میں ان سب افراد کی باقاعدہ تفصیلات
بھی دی گئی ہیں۔ اور ان کی مہارت کے کاغذات بھی ساتھ موجود
ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو کے چہرے پر بھی ہلکی سی
مایوسی طاری ہو گئی۔

"پھر وہ لڑائی اور وہ مخصوص قسم کا اسلحہ"۔۔۔ بلیک زیرو
نے کہا۔

"یہی ہو سکتا ہے کہ مجھے اب خود جا کر وہاں حالات کا جائزہ بھی
لینا ہو گا۔ اور سر فریڈ سے ملاقات بھی کرنی ہو گی۔ لیکن فرض کیا
کہ وہاں کرینگر اور اس کا گروپ موجود بھی ہو تو وہ لوگ وہاں کیا کر
سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ علاقہ ایسا ہے کہ وہاں کیا ہو سکتا ہے۔ وہاں کوئی بند بھی
نہیں ہے۔ کہ جسے توڑ کر وہ کوئی مقصد حاصل کر سکیں"۔۔۔
بلیک زیرو نے کہا۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی
فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہر حال بہتر ہے۔ اس لئے میں ٹائیگر کے
ساتھ وہاں کا ایک چکر لگا ہی آؤں تو زیادہ بہتر ہے"۔۔۔ عمران
نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات

میں سر ہلا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ اوور"۔۔۔ عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ
کر کے بٹن دباتے ہوئے کال دینی شروع کر دی۔

"یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو سر اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر
کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ تم ایک گھنٹے بعد میرے فلیٹ پر پہنچ جاؤ۔ میں نے
فیصلہ کیا ہے کہ تمہارے ساتھ باکشا اور اس ٹیلے والے علاقے
کا جائزہ لے لوں اوور"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں پہنچ جاؤں گا اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے
ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"میک اپ کر لینا اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر
آف کر کے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اس ایک گھنٹے کے دوران آثار قدیمہ پر تازہ ترین نالج
کلکٹ کر لوں۔ آخر سر ہنری فریڈ سے بات چیت بھی تو کرنی ہے"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو
لائبریری کی طرف جاتا تھا۔ اور بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

سر ہنری فریڈ اپنے خاص کمرے میں بیٹھے ایک نقشے کو بغور دیکھنے میں مصروف تھے کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ حکومت پاکیشیا نے انہیں خصوصی طور پر اتنے طویل فاصلے پر نہ صرف ٹیلی فون کی سہولت بہم پہنچائی تھی بلکہ سر ہنری فریڈ کی خواہش پر وہاں باقاعدہ آٹھ لائنوں کا منی ایکس چینج بھی نصب کر دیا تھا۔ جو آٹومیٹک تھا۔ اس طرح کیمپ کے اندر اور سائیڈ پر موجود اپنے نائبین سے وہ اس ایکس چینج کی معرفت فون پر گفتگو کر سکتے تھے۔

"یس۔ ہنری فریڈ بول رہا ہوں" ——— سر ہنری فریڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سر ہنری فریڈ۔ میں دارالحکومت سے راجر بول رہا ہوں جی۔ ایل۔ کھرتی ڈن" ——— ایک نامانوس سی آواز سنائی دی۔

"اوہ یس۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ نے حکومت کے مفادات کی نگرانی کرنی ہے۔ فرمائیے کیسے فون کیا" ——— سر ہنری فریڈ نے قدرے تعجب بھرے لہجے میں پوچھا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کا لیڈر ہے۔ انہیں خاص طور پر یہ کوڈ نمبر بتایا گیا تھا۔

"سر ہنری فریڈ۔ مجھے ابھی ابھی ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے سیکرٹری وزارت ثقافت کو کہہ کر سوراجیا کے سلسلے کی اپ ٹوڈیٹ فائل طلب کی ہے۔ اور سیکرٹری وزارت ثقافت نے ہنگامی طور پر اس فائل کو اپ ٹوڈیٹ کر کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کو بھجوا دی ہے۔ جہاں سے وہ سیکرٹ سروس کے چیف کو منتقل ہو جائے گی" ——— کھرتی ڈن نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ اس میں اہم اطلاع کیا ہے۔ فائلیں تو مختلف محکموں میں آتی جاتی ہی رہتی ہیں" ——— سر ہنری فریڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر ہنری فریڈ۔ آپ صرف ماہر آثار قدیمہ ہیں۔ اس لئے آپ کو اس اطلاع کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہو سکا۔ آپ کے پاس حکومت کا ایک ایسا منصوبہ مکمل کیا جا رہا ہے جس کی اگر بھنک بھی پاکیشیائی حکام کو پڑ گئی تو وہ اپنی پوری فوج لے کر آپ پر چڑھ دوڑیں گے۔ اور پھر انہوں نے یہ نہیں دیکھنا کہ آپ

کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اور محکمہ آثار قدیمہ کا کوئی تعلق کسی طرح بھی سیکرٹ سروس سے نہیں بنتا۔ اس لئے سیکرٹ سروس کا سوالیہ کے بارے میں فائل منگوانے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ انہیں کوئی نہ کوئی ایسی اطلاع ملی ہے جس سے وہ کسی حد تک مشکوک ہو گئے ہیں"۔۔۔۔ تھرٹی ون نے تلخ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ اب کیا ہو گا۔ اوہ ویری بیڈ۔ اس طرح تو میں مفت میں مارا جاؤں گا"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ بُری طرح ہراساں ہو گئے تھے۔ انہیں اپنا شاندار ماضی اور مستقبل تاریک ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

"اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر انہیں کوئی واضح اطلاع ملتی تو وہ لوگ فائلیں دیکھنے کے تکلف میں نہ پڑتے اور سیدھے آپ کے کیمپ پر چڑھ دوڑتے۔ فائل منگوانے کا مطلب ہی یہی بنتا ہے کہ وہ واضح نہیں ہیں۔ میں نے آپ کو اطلاع اس لئے دی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس کے کچھ لوگ وہاں حالات کا جائزہ لینے آئیں۔ اس لئے آپ ہر لحاظ سے چوکنا رہیں"۔۔۔۔ تھرٹی ون نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے چوکنا رہوں۔ یہاں کریگر اور اس کے ساتھی کام تو کر رہے ہیں۔ کیا انہیں یہاں سے بھگا دوں"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ کی حالت واقعی قابل رحم ہو گئی تھی۔ وہ اس بُری طرح ہراساں ہو گئے تھے کہ ان کا ذہن سنبھلنے میں ہی نہ آ رہا تھا۔

"میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ وہاں حالات کو بالکل نارمل رکھیں۔ ہر قسم کی غیر معمولی سرگرمی کو چھپا دیں۔ کریگر صاحب کو

اطلاع کر دیں۔ باقی کام وہ خود سنبھال لیں گے اور اگر کوئی بات ہو بھی سہی تو آپ نے اپنا دامن صاف رکھنا ہے۔ آپ کو کسی بات کا کوئی علم نہیں ہے۔ سمجھ گئے آپ"۔۔۔۔ تھرٹی ون نے کہا۔

"ایک منٹ ایک منٹ۔ میں کریگر کو بلاتا ہوں۔ تم۔ تم اس سے خود بات کر لو۔ گو اس کے پاس بھی فون ہے اور میں یہاں سے اس سے تمہارا رابطہ کرا سکتا ہوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ اہم بات چیت میرے سامنے ہو"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بلا لیں۔ میں ہولڈ کر رہا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور سر ہنری فریڈ نے رسیور ایک طرف رکھا۔ اور پھر میز پر رکھی ہوئی گھنٹی پوری قوت سے بجانی شروع کر دی۔

"یس سر"۔۔۔۔ باہر کھڑے نوجوان نے جلدی سے اندر آ کر کہا۔

"کریگر کو بلا لاؤ۔ جلدی فوراً"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے اس قدر تیز لہجے میں کہا۔ جیسے اگر کریگر کو آنے میں دیر ہو گئی تو قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"یس سر"۔۔۔۔ نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ سر ہنری فریڈ نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر اسے میز پر جھکا دیا۔ ان کے ذہن میں تھرٹی ون کی باتیں سن کر آندھیاں سی چلنے لگ گئی تھیں۔ انہیں جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی اور پھانسی کا لٹکتا ہوا پھندہ صاف نظر آ رہا تھا۔ ان

کا دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی اچھل کر سینے سے باہر
آجائے گا۔ انہیں اپنا جسم سن ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا بات ہے سر ہنری، خیریت ہے" ـــــ اسی لمحے کریگر کی
تشویش بھری آواز سنائی دی۔

"فون سنو" ـــــ سر ہنری نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کس کا فون ہے۔ خیریت ہے۔ یہ آپ کو کیا ہو رہا ہے" ـــــ
کریگر سر ہنری کی حالت دیکھ کر واقعی گھبرا گیا تھا۔

"تم فون سن لو پھر بات کرنا" ـــــ سر ہنری نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی انہوں نے فون پیس کے ساتھ لگے ہوئے لاؤڈر کا بٹن آن
کر دیا۔ لاؤڈر والے فون پیس اب عام ہو گئے تھے، کیونکہ ان کی
سب سے زیادہ ڈیمانڈ تھی۔ اس لئے یہاں بھی لاؤڈر والا فون
موجود تھا۔

"ہیلو۔ بروس بول رہا ہوں۔ لیبر سپروائزر" ـــــ کریگر نے
اپنا نیا نام اور عہدہ بتاتے ہوئے کہا۔

"میں جی۔ ایل تھرٹی ون بول رہا ہوں مسٹر کریگر۔ آپ کو میرے
متعلق اطلاع دے دی گئی ہو گی" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ فرمائیے" ـــــ کریگر کے ہونٹ ایجنٹ
کا نمبر سنتے ہی بھنچ گئے تھے، اسے اب کسی نامعلوم خطرے کا احساس
ہونے لگا تھا۔ اور دوسری طرف سے تھرٹی ون نے وہی اطلاع
دوہرا دی جو اس سے پہلے سر ہنری فریڈ کو دی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے متعلق

کوئی سن گن مل گئی ہے۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں۔ اگر وہ یہاں آئے تو
ہم انہیں سنبھال لیں گے" ـــــ کریگر نے بڑے اعتماد بھرے
اور مطمئن لہجے میں کہا اور سر ہنری فریڈ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر
اسے دیکھنے لگے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ کیسا شخص ہے کہ ان حالات
میں بھی اس طرح مطمئن کھڑا ہے۔

"ہو سکتا ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف اس مسخرے علی عمران
کو بھیجے۔ علی عمران بظاہر مسخرہ سا نوجوان ہے مگر وہ انتہائی ذہین اور
خطرناک ایجنٹ ہے۔ اس لئے آپ پوری طرح ہوشیار رہیں۔ مجھے
آپ جیسے منجھے ہوئے ایجنٹ کو یہ بات کہنی تو نہیں چاہئے۔ لیکن
پھر بھی میں چونکہ کافی عرصے سے موجود ہوں۔ آپ یہاں پہلی بار
تشریف لائے ہیں تو میں یہ بتا دوں کہ علی عمران بعض اوقات اپنے
آپ کو پرنس آف ڈھمپ بھی کہلواتا ہے۔ اور وہ میک اپ
کی شناخت کے بارے میں انتہائی حد تک ماہر سمجھا جاتا ہے اور
باتیں اس انداز میں کرتا ہے کہ بظاہر ان باتوں کا کوئی ربط اصل
واقعے سے نہیں ہوتا۔ لیکن آخر کار ان باتوں کا جواب اسے بہت
کچھ بتا دیتا ہے۔ اور آخری بات یہ کہ سر ہنری فریڈ کی میری بات
سن کر جو کیفیت ہوئی ہے۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ سر ہنری
فریڈ اس عمران کا مقابلہ کسی طرح بھی نہ کر سکیں گے۔ وہ میری بات
سن کر ہی گھبرا گئے ہیں، جب کہ وہ عمران تو انہیں ایک لمحے میں راہ
پر لگا لے گا۔ اس لئے آپ اپنے طور پر جس طرح چاہیں نیا سیٹ
اپ کر لیں" ـــــ تھرٹی ون نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں انہیں سر ہنری فریڈ تک پہنچنے بھی دوں گا تو وہ بات کریں گے۔ میں ان کی لاشیں ہی غائب کر دوں گا"۔ کریگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ آپ یہ غضب نہ کیجئے گا مسٹر کریگر۔ اگر وہ لوگ آئے تو صرف معمولی سے شبے پر آئیں گے اور اگر مطمئن ہو کر چلے گئے تو پھر دوبارہ نہ آئیں گے اور منصوبہ کامیاب ہو جانے کے بعد کسے پرواہ رہے گی کہ کیا ہوتا ہے۔ لیکن اگر آپ نے ان پر حملہ کر دیا۔ تو پھر ان کا شبہ مکمل یقین میں بدل جائے گا اور اس کے بعد منصوبہ تو ایک طرف۔ آپ سب کی جانوں کے لالے پڑ جائیں گے۔ کیونکہ ان کی واپسی نہ ہونے کا مطلب ہی یہی لیا جائے گا کہ یہاں انتہائی خطرناک صورت حال موجود ہے"۔ تھرٹی ون نے اس بار چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم واقعی سمجھدار ایجنٹ ہو۔ تمہارا تجزیہ درست ہے۔ اوکے ٹھیک ہے۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ وہ لوگ یہاں سے پوری طرح مطمئن ہو کر واپس جائیں" کریگر نے کھلے دل سے اپنی جذباتیت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر۔ تھینک یو"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب کیا ہو گا کریگر۔ ہم انہیں کس طرح مطمئن کریں گے"۔ سر ہنری نے کہا۔

"آپ بالکل نہ گھبرائیں سر ہنری۔ آپ اس منصوبے اور

ہماری وجہ سے گھبرا رہے ہیں۔ میں اپنے تمام آدمیوں کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ اب دن کے وقت مستقل طور پر سرنگ کے اندر ہی رہیں۔ سرنگ کے دہانے پر سے خیمہ ہٹا کر دوسری جگہ لگا دیا جائے گا۔ اس خیمے کو ہم ریسٹ روم کے طور پر استعمال کریں گے۔ سرنگ کا دہانہ اس طرح بند کر دیا جائے گا۔ کہ اُسے باہر سے چیک بھی نہ کیا جا سکے گا اور جب یہ لوگ آئیں گے تو سرنگ کے اندر مشینری بھی بند کر دی جائے گی اور روشنی بھی بجھا دی جائے گی۔ جب کہ ٹیلے کی کھدائی کا کام اسی طرح نارمل انداز میں ہوتا رہے گا۔ میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ آپ قطعی بے فکر رہیں وہ لوگ ہر لحاظ سے یہاں سے مطمئن جائیں گے"۔ کریگر نے سر ہنری فریڈ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تھرٹی ون تو کہہ رہا تھا کہ وہ میک اپ شناخت کرنے کا ماہر ہے۔ تم نے خواہ مخواہ میک اپ کر لیا تھا۔ یہاں تمہیں کون پہچانتا تھا۔ اس لئے میک اپ کی کیا ضرورت تھی۔ اب اگر اس نے تمہارا میک اپ پہچان لیا تو پھر......"۔ سر ہنری فریڈ نے تیز اور تلخ لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں اب سب سے پہلے سپیشل میک اپ کر دوں گا۔ میک اپ کے اب اس قدر جدید فارمولے وجود میں آ چکے ہیں۔ کہ میک اپ کا پہچانا جانا ناممکن ہو گیا ہے اور اگر وہ شخص میک اپ پہچاننے کا ماہر ہے تو میں میک اپ کرنے کا ماہر کہلاتا ہوں۔ بس آپ نے اُسے اس طرح مطمئن کرنا ہے

کہ اُسے کسی طرح بھی کسی بات کا شک نہ ہو سکے اگر وہ کھدائی والے علاقے میں جانا چاہے تو آپ اس کے ساتھ جائیں یا اُسے علیحدہ وہاں پھرنے دیں۔ وہ کچھ حاصل نہ کر سکے گا۔ البتہ آپ اپنے سب آدمیوں کو خصوصی پیغام بھجوا دیں کہ انہوں نے کسی سے کوئی بات نارمل انداز سے ہٹ کر نہیں کرنی" ــــ کریگر نے انہیں پوری تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم میرے ساتھ مستقل کس حیثیت سے رہو گے" ــــ سر ہنری فریڈ نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

"میں گارڈ انچارج کے طور پر آپ کے ساتھ رہوں گا۔ آپ بھی ظاہر کریں کہ میرا تعلق گریٹ لینڈ کے پولیس ڈیپارٹمنٹ سے بھی رہا ہے اور اس کے بعد میں نے پولیس کی سروس چھوڑ کر آثارِ قدیمہ کی کھدائی کی خصوصی تربیت لے لی۔ تب سے میں بطور گارڈ انچارج کام کرتا ہوں تاکہ ویران علاقوں میں لیبر کی حفاظت کی جا سکے" ــــ کریگر نے جواب دیا۔

"واہ۔ یہ واقعی درست آئیڈیا ہے۔ اب مجھے پوری طرح اطمینان ہو گیا ہے۔ اوہ ایک اور بات کا مجھے خیال آ رہا ہے۔ ناٹراں میں یقیناً پہلے والی لیبر کے علاوہ تمہارے ساتھ دس افراد کے بطور خصوصی لیبر یہاں آمد کے کاغذات بھی موجود ہوں گے۔ اگر اس شخص نے باقاعدہ لیبر چیک کر لی تو ہم ان آدمیوں کے بارے میں کیا کہیں گے کہ کہاں گئے" ــــ سر ہنری فریڈ نے چونک کر کہا اور پہلی بار کریگر کے چہرے پر بھی ہلکی سی الجھن کے

تاثرات نمودار ہوئے۔

"ہاں واقعی ہمیں ہر پہلو کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ٹھیک ہے میں اپنے آدمیوں کو سرنگ سے باہر نکال کر لیبر میں شامل کر دیتا ہوں۔ انہوں نے بس نگرانی ہی کرنی ہوتی ہے۔ کام تو بہرحال بلیو لائن والے کر رہے ہیں۔ ان کے ہٹ جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں جیمز کو اور اس کے دو ساتھیوں کو بھی پاکیشیا کے کھنڈرات سے واپس بلا لیتا ہوں" ــــ کریگر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے جیمز اور اس کے ساتھیوں کو انہوں نے پاکیشیا کے کھنڈرات میں دیکھا ہو۔ پھر......" ــــ سر ہنری فریڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور کریگر تیزی سے مڑ کر کمرے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔

"کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ کاش میں نے یہاں کھدائی کا معاہدہ نہ کیا ہوتا۔ اب اگر میں فوری واپس چلا گیا تب بھی یہ لوگ مشکوک ہو جائیں گے" ــــ کریگر کے جانے کے بعد سر ہنری فریڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے پر شدید بیزاری اور کوفت کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ انہیں کبھی ایسے حالات سے سابقہ ہی نہ پڑا تھا۔ اور جس وقت میٹنگ کے دوران باتیں ہو رہی تھیں تو انہیں اس بات کا اندازہ بھی نہ ہوا تھا کہ اس طرح کے خطرناک حالات بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ تو یہی سمجھتے رہے تھے کہ بس سرنگ میں کام ہو گا اور پھر حکومت

گریٹ لینڈ کا مشن پورا ہو جائے گا۔ اور ان پر کوئی حرف بھی نہ آ سکے گا۔ لیکن اب اس تھرٹی دن نے درحقیقت ان کی جان نکال کر رکھ دی تھی۔ لیکن اب انہیں اس کریگر کی باتوں سے کچھ حوصلہ ہوا تھا۔ پھر بھی وہ خود سائٹ پر جا رہے تھے۔ تاکہ اپنے سب آدمیوں کو اکٹھا کر کے انہیں صورت حال سمجھا سکیں۔

ختم شد

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

لیڈیز مشن ـــــــ اول
لیڈیز مشن ـــــــ دوم
فاول پلے ـــــــ اول
فاول پلے ـــــــ دوم
زیرو اور زیرو ـــــــ اول
زیرو اور زیرو ـــــــ دوم
سپر ایجنٹ صفدر ـــــــ اول
سپر ایجنٹ صفدر ـــــــ دوم
فور کارنرز ـــــــ اول
فور کارنرز ـــــــ دوم
گولڈن سینڈ ـــــــ اول
گولڈن سینڈ ـــــــ دوم
ری بائٹ ـــــــ اول
ری بائٹ ـــــــ دوم
الرٹ کیمپ ـــــــ اول
الرٹ کیمپ ـــــــ دوم
ٹائٹ پلان ـــــــ اول

ٹائٹ پلان ـــــــ دوم
ڈلیشنگ ایجنٹ ـــــــ اول
ڈلیشنگ ایجنٹ ـــــــ دوم
انڈر ورلڈ گروپ ـــــــ اول
انڈر ورلڈ گروپ ـــــــ دوم
واٹر پاور ـــــــ اول
گریٹ بال ـــــــ دوم
گریٹ وکٹری ـــــــ اول
بلیک پاگوس ـــــــ دوم
ڈوگو فائٹر ـــــــ اول
ڈوگو فائٹر ـــــــ دوم
ایکشن گروپ ـــــــ اول
ایکشن گروپ ـــــــ دوم
بلڈ ریز ـــــــ اول
بلڈ ریز ـــــــ دوم
لاسٹ فائٹ ـــــــ اول
لاسٹ فائٹ ـــــــ دوم

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عمران سیریز
ہالووال
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

ہالو وال

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت —— 40/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ "ہالو وال" کی کہانی اب اپنے عروج پر پہنچ رہی ہے۔ پاکیشیا کے خلاف کی جانے والی یہ انوکھی اور انتہائی بھیانک سازش اور اس کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہنگامی اور جان لیوا جدوجہد بھی اس ناول میں اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے مجھے یقین ہے کہ قطعی منفرد اور اچھوتے موضوع پر لکھا گیا یہ ناول آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا۔ آپ کی آرا پر مبنی بے شمار خطوط مجھے ملتے رہتے ہیں اور میں اس کے لئے تہہ دل سے اپنے قارئین کا مشکور بھی ہوں لیکن ظاہر ہے چند باتوں میں ان تمام خطوط کا جواب تو نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ چند دلچسپ خطوط اور ان کے جواب ملاحظہ کر لیجیے۔

صادق آباد جوہر کالونی سے زاہد انور صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول اس قدر پسند ہیں کہ ہم انہیں ہر قیمت پر پڑھ ہی لیتے ہیں لیکن اب لائبریریوں کے مالکان نے ان کے کرائے اس قدر بڑھا دیئے ہیں کہ ہم جیسے طالب علموں کے لئے آپ کے ناول پڑھنا خاصا مشکل ہو جاتا ہے۔ اعتراض کرنے پر یہی کہا جاتا ہے کہ پٹرول کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ اب یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ علی عمران صاحب بھی پٹرول پر چلتے ہیں۔ آپ ہی لائبریری مالکان کو سمجھا سکتے ہیں کہ وہ کم از کم طالب علموں کا تو خیال رکھا کریں۔ آپ کے ناول کے ٹائیٹل یوں تو بے حد خوبصورت ہوتے ہیں لیکن کیا یہ ضروری ہے

کہ ہر ٹائیٹل پر کسی نہ کسی لڑکی کی تصویر ضرور شائع کی جائے۔

زاہد انور صاحب! ناول پسند کرنے اور خط لکھنے پر بے حد مشکور ہوں۔ جہاں تک عمران کے پٹرول پر چلنے کی بات ہے تو اگر جذبے کو پٹرول کا نام دیا جا سکے تو پھر واقعی عمران بھی پٹرول پر ہی چلتا ہے لیکن یہ جذبہ کہ طالب علموں کے لئے خصوصی رعایت ہونی چاہئے خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ کیونکہ طالب علم ہمارا مستقبل ہیں اور ان میں مثبت مطالعے کا شوق پیدا کرنا اور اسے فروغ دینا پٹرول سے بھی زیادہ قیمتی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ لائبریریوں کے مالکان حضرات اس جذبے کی قدر کرتے ہوئے طالب علموں کو ضرور خصوصی رعایت دے کر اس جذبے کو مزید فروغ دیں گے جہاں تک ٹائیٹل پر لڑکی کی تصویر کا تعلق ہے تو شاید مصوّر حضرات اس مصرعے پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ "وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ"۔ اور رنگ کے بغیر ٹائیٹل ظاہر ہے اپنی دلکشی کھو بیٹھے گا اور یقیناً مصوّر حضرات کب یہ گوارا کر سکتے ہیں کہ ٹائیٹل بے رنگ ہو۔

پہاڑ پور تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان سے مقصود اقبال صاحب لکھتے ہیں ڈبل سنچری نمبر واقعی ایک شاہکار ناول تھا۔ علی عمران اور پوری سیکرٹ سروس نے جس طرح یہودیوں کے اس پروجیکٹ کا خاتمہ کیا ہے اس پر حکومت پاکیشیا کی طرف سے انہیں ضرور تمغہ جرأت ملنا چاہیئے تھا۔ اگر حکومت پاکیشیا غریب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تمغہ نہیں دے سکتی تو میں حکومتِ پاکیشیا سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اسلام کے ان نامور سپوتوں کو ضرور تمغے اور انعامات سے نوازے"۔

مقصود اقبال صاحب! ناول پسند کرنے اور خط لکھنے کا بیحد شکریہ۔ جہاں تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے تمغوں اور انعامات کا تعلق ہے تو یہ بات درست ہے کہ تمغے اور انعامات حوصلہ افزائی کا موجب ہوتے ہیں لیکن بہرحال بذاتِ خود یہ مقصود نہیں ہوتے۔ اُمت مسلمہ کے خلاف کی جانے والی سازشوں کے خلاف جدوجہد اور اس میں کامیابی ہی بذات خود بہت بڑا انعام اور تمغہ ہوتا ہے اور ایسے انعامات اور تمغے تو بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہر ناول کے اختتام پر مل ہی جاتے ہیں۔ بس دعا کرتے رہیں کہ ایسے تمغے اور انعامات ان کو ملتے رہیں۔

بھلوال ضلع سرگودھا سے محمد طارق انور صاحب لکھتے ہیں۔ "کرومشو" ناول بے حد پسند آیا کیونکہ یہ واقعی ایک منفرد انداز میں لکھا گیا ناول تھا البتہ اس میں ایک نئی بات سامنے آئی ہے کہ کرنل فریدی کا تعلق بھی کافرستان سے ہے جبکہ اس سے پہلے کے ناولوں میں اس کا تعلق نیدر لینڈ سے تھا، کیا آپ وضاحت فرمائیں گے"۔

محمد طارق انور صاحب! ناول پسند کرنے اور خط لکھنے کا بیحد شکریہ۔ میں نے پہلے بھی کئی بار وضاحت کی ہے کہ کافرستان اور نیدر لینڈ ایک ہی ملک کے دو نام ہیں، بطور مثال میں نے پہلے بھی بھارت کا ذکر کیا تھا جس کے تین نام رائج ہیں۔ ہندوستان۔ بھارت اور انڈیا۔ اس لئے کرنل فریدی کا تعلق کافرستان سے بھی ہے اور نیدر لینڈ سے بھی۔ اُمید ہے کہ اب مکمل وضاحت ہو گئی ہو گی۔

راولپنڈی سے فیاض احمد لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں اور آپ میرے پسندیدہ ناول نگار ہیں۔ گذشتہ دنوں ٹی۔ وی کے ایک پروگرام میں جب ۔۔۔ بحیثیت جاسوسی ناول نگار آپ کا انٹرویو دیکھا اور ناولوں کی

پشت پر صرف آپ کی تصویر دیکھتے رہنے کے بعد جب آپ کی پوری شخصیت سامنے آئی اور آپ کی باتیں سنیں تو یقین کیجئے میں بے حد متاثر ہوا ہوں آپ کی شخصیت تو آپ کی تصویر سے بھی زیادہ خوبصورت ثابت ہوئی ہے گو مجھے معلوم ہے کہ آپ کی شدید مصروفیات ٹی۔ وی پروگراموں میں آپ کی شرکت کی راہ میں حارج ہوتی ہوں گی لیکن مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ بھی وقت نکال کر ٹی۔ وی کے مختلف پروگرامز میں ضرور شرکت کرتے رہیں گے"۔

فیاض احمد صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ آپ نے واقعی درست کہا ہے کہ میری مصروفیات کسی بھی پروگرام میں شرکت کے راستے میں حارج رہتی ہیں۔ اس پروگرام میں شرکت کے لئے بھی مجھے پروگرام کے کمپیئر کے انتہائی پرخلوص اصرار کی بنا پر مجبوراً وقت نکالنا پڑا۔ اس پروگرام میں شرکت کے سلسلے میں بے شمار قارئین نے مجھے خط لکھے ہیں اور اب تک مسلسل خطوط مجھے مل رہے ہیں اور ان سب قارئین کا بھی یہی اصرار ہے کہ میں مزید پروگراموں میں ضرور شرکت کیا کروں۔ پروگرام دیکھنے والوں کو البتہ یہ گلہ ضرور ہے کہ انٹرویو بے حد مختصر تھا۔ بہرحال مجھے مسرت ہے کہ آپ کو اور میرے دیگر قارئین کو انٹرویو مختصر ہونے کے باوجود پسند آیا ہے۔ میں اس سلسلے میں خط لکھنے والے اپنے تمام قارئین کا بے حد مشکور ہوں۔ کوشش کروں گا کہ آپ اور دیگر قارئین کی فرمائش پوری کرتا رہوں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

جیپ خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سے نکل کر اس سڑک پر دوڑ رہی تھی جو قدیم شہر باکش کو جاتی تھی۔ اس قدیم شہر پر جا کر سڑک کا اختتام ہو جاتا تھا۔ کیونکہ اس کے بعد سنگلاخ پہاڑوں کا آغاز ہو جاتا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران نشست سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے نجانے کتنے دنوں سے مسلسل سفر کرتے کرتے تھک گیا ہو۔ اس کے چہرے پر بوڑھے پروفیسروں جیسا میک اپ تھا۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ اور جسم پر پرانے وقتوں کا ڈھیلا ڈھالا سوٹ تھا۔ جب کہ ٹائیگر سادہ لباس میں تھا۔ عمران نے اسے چلنے سے پہلے بریف کر دیا تھا کہ وہ یونیورسٹی میں آرکیالوجی کا سٹوڈنٹ ہے جب کہ عمران وہاں پروفیسر ہے۔ اور عمران کا نام پروفیسر

راشد اور ٹائیگر کا نام ساغر ہے۔

"باس۔ کوئی اندازہ تو ہوگا کہ آخر یہ کریگو وغیرہ یہاں کیا منصوبہ لے کر آتے ہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے اچانک بات کرتے ہوئے کہا۔

"آثار قدیمہ کی کھدائی کرنے آئے ہوں گے تاکہ قدیمہ اپنے ساتھ لے جائیں اور آثار یہاں پس ماندہ لوگوں کے لئے چھوڑ جائیں" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے کئے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ قدیمہ ساتھ لے جانے کا کیا مطلب" ۔۔۔ ٹائیگر نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔

"اب تمہیں بھی مطلب پوچھنے کا وبائی مرض لگ گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے تمہیں تعلیم بالغاں کے کسی سکول میں ٹیچر لگوا دیا جائے تاکہ تم اپنے ہوشیار شاگردوں کو بلوغت کے بعد کی تعلیم دے سکو۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم ابھی کنوارے ہو۔ اور کنوارے آدمی بلوغت کے بعد کی تعلیم دیتے ہوئے تھیوری تو پڑھا سکتے ہیں۔ پریکٹیکل کیسے ہوگا" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ وہ عمران کی گہری طنز کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ لیکن واقعی اسے عمران کی بات کا مطلب سمجھ ہی نہ آیا تھا۔ اس لئے وہ خاموش رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"پھر کیا خیال ہے۔ پڑھاؤ گے بالغوں کو" ۔۔۔ عمران نے اسے خاموش دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں شرمندہ ہوں کہ واقعی آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا" ۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا اور عمران اس کی کیفیت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم سمجھتے ہو کہ جرم صرف قتل کرنا۔ سمگلنگ کرنا اور اس طرح کے دوسرے دھندوں کو کہتے ہیں۔ لیکن کئی ایسے جرائم بھی ہیں جنہیں جرم سمجھا ہی نہیں جاتا۔ لیکن وہ قومی جرائم کی صف میں آتے ہیں۔ غیر ملکی لوگ جو آثار قدیمہ کی کھدائی کرتے ہیں امداد بھی دیتے ہیں۔ یہ دیس میں بھی رہتے ہیں۔ یہ بھی دراصل ایسے ہی ایک جرم میں ملوث ہوتے ہیں۔ لیکن انہیں مجرم سمجھا نہیں جاتا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر کے چہرے پر شرمندگی کی کیفیت اور زیادہ گہری ہو گئی۔ کیونکہ عمران کی یہ وضاحت اب بھی اس کے پلے نہ پڑی تھی۔

"دیکھو آثار قدیمہ جس ملک میں دریافت ہوتے ہیں۔ اس ملک کا ثقافتی ورثہ ہوتے ہیں۔ اس سے صحیح معنوں میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس ملک کی قدیم تاریخ کیسی رہی ہے۔ اس ملک میں تہذیب و تمدن کی زمانہ ماقبل میں کیا حالت رہی ہے۔ اور اس ثقافتی ورثے پر پوری قوم فخر کرتی ہے۔ اس کے لئے بڑے بڑے میوزیم بنائے جاتے ہیں۔ ان پر کتابیں لکھی جاتی ہیں اور دنیا بھر کے لوگ ان کتابوں۔ ان کھنڈرات اور میوزیم میں

دکھی جانے والی قدیم زمانے کی اشیاء سے اس ملک کی تاریخ
سے واقف ہوتے ہیں اور جو ملک قدیم دور سے تہذیب و تمدن
کے مراکز رہے ہوں ۔ پوری دنیا میں ان کی عزت بڑھ جاتی ہے ۔
اور اس ملک کے باشندے بھی اپنی قدیم تاریخ پر فخر کرتے
ہیں ۔ پاکیشیا جو موجودہ دور میں ایک ترقی پذیر ملک شمار کیا
جاتا ہے ۔ اس کی قدیم تاریخ بتاتی ہے کہ یہ سرزمین قدیم دور
میں انتہائی مہذب لوگوں کا مرکز رہی ہے ۔ یہاں ایسے ایسے
آثار ملے ہیں جنہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہزاروں سال قبل
جب یورپ اور ایکریمیا جہالت اور وحشت کے اندھیروں میں
ڈوبے ہوئے تھے یہاں کے لوگ انتہائی ترقی یافتہ اور مہذب
معاشرے میں رہتے تھے ۔ یہاں کے آثار قدیمہ سے ایسی ایسی
چیزیں ملی ہیں کہ جن سے ثابت ہو گیا ہے کہ آج کی ترقی انہی لوگوں
کی فکر کی بنیادوں پر قائم ہوئی ہے ۔ لیکن ہوتا کیا ہے ۔ یورپ
اور ایکریمیا کے لوگ یہاں آتے ہیں ۔ آثار قدیمہ کی کھدائیاں
کرتے ہیں ۔ اپنے وسائل استعمال کرتے ہیں اور جب کھدائیاں
مکمل ہوتی ہیں تو وہ خاص نادر و نایاب چیزیں جو درحقیقت کسی
قوم کا قابل فخر ورثہ ہوتے ہیں ۔ ان کے ملک کے میوزیم میں
منتقل ہو جاتے ہیں ۔ اور یہاں صرف چند ٹوٹے پھوٹے بت
اور چند مٹے ہوئے سکے میوزیم میں پڑے رہ جاتے ہیں ۔ تم
گریٹ لینڈ کا نیشنل میوزیم جا کر دیکھو تو تمہاری آنکھیں
یہ دیکھ کر کھل جائیں گی کہ وہاں پاکیشیا ۔ کافرستان ۔ بہادرستان

اور ان سارے ممالک کا قابل فخر ورثہ موجود ہے ۔ وہ لوگ ان پر
ریسرچ کرتے ہیں ۔ ان پر کتابیں لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو اور
اپنے ملک کی عزت بڑھاتے ہیں ۔ جب کہ ہمارے حصے میں
صرف کھنڈرات رہ جاتے ہیں ۔ یہ بھی شاید مجبوراً رہ جاتے ہوں
گے ۔ ورنہ اگر ان لوگوں کا بس چلے تو پورا ٹکڑا زمین ہی یہاں سے
اپنے ملک میں منتقل کر دیں ۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ قدیمہ تو
گریٹ لینڈ کے میوزیم میں منتقل ہو جائے گا اور آثار یہاں رہ
جائیں گے“ ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا اور ٹائیگر کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے
زندگی میں پہلی بار اس اہم ترین پہلو کا ادراک ہوا ہو ۔ اور واقعی
تھا بھی ایسا ہی ۔ اس نے کبھی اس پہلو پر سوچا ہی نہ تھا ۔
” واقعی عمران صاحب ۔ یہ قومی جرم ہے ۔ اور اس کی
روک تھام ہونی چاہئے “ ۔۔۔ ٹائیگر نے جذباتی لہجے میں کہا ۔
” کس کس ورثے کی روک تھام کی جائے ۔ یہاں کسی کو اس
کا احساس تک نہیں ۔ اور جو قوم اپنے ورثے کی قیمت کے
احساس سے ہی عاری ہو ۔ وہاں یہی کچھ ہوتا رہے گا ۔ تم حیران
ہو گے کہ مشہور آثار قدیمہ کرایہ ایک بار میں گیا تو میں نے
وہاں [illegible] قدیمہ شہر کے ایک حصے کے گرد خاردار تاروں کی
باڑ لگی ہوئی دیکھی ۔ وہاں غیر ملکی کام کر رہے تھے ۔ اور ان
خاردار تاروں کے ساتھ ساتھ باقاعدہ مسلح گارڈ موجود تھے ۔
جو کسی کو بھی اس حصے کے قریب نہ جانے دیتے تھے ۔ میں یہ دیکھ

کر بے حد حیران ہوا کہ آخر یہاں ایسی کیا بات ہے کہ اس قدر حفاظتی پہرہ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں موجود مقامی گارڈوں سے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ ہمارے ملک کے محکمہ آثار قدیمہ نے اس شہر کا ایک خاصا بڑا رقبہ زرلینڈ کے ایک گروپ کو باقاعدہ رقم لے کر فروخت کر دیا ہے کہ یہاں کھدائی کر کے جو بھی نوادرات ملیں وہ ان کی ملکیت ہوں گے۔ اور وہ اُسے زرلینڈ منتقل کر سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ یعنی وہ سب نوادرات اور تاریخی ورثہ مکمل طور پر فروخت کر دیا گیا"۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور باقاعدہ معاہدے کے تحت ایسا ہوا۔ جب میں نے محکمے کے اعلیٰ حکام سے اس بارے میں بات چیت کی تو ان کا موقف تھا کہ چونکہ حکومت محکمے کو مطلوبہ فنڈ مہیا نہیں کرتی۔ اس لئے اس نے اجازت دے رکھی ہے کہ وہ چاہے تو شہروں کے شہر فروخت کر کے خود بھی فنڈ اکٹھے کر لے۔ اور حکومت کے خزانے میں بھی اس کا حصہ داخل کر لے۔ میرے شور مچانے پر بعد میں یہ پالیسی ختم کر دی گئی۔ اب تم خود سوچو جس قوم کو ملک کے تاریخی ورثے سے سرے سے کوئی دلچسپی ہی نہ ہو۔ اس نے کیا احساس کرنا ہے کہ یہاں سے کیا دوسرے ملکوں میں منتقل ہو رہا ہے"۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی اور ٹائیگر کے چہرے پر شدید جذباتیت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے اس

طرح ہونٹ بھینچ رکھے تھے جیسے اُسے یہ سب سن کر انتہائی دلی دکھ پہنچا ہو۔ لیکن ظاہر ہے وہ کیا کر سکتا تھا۔ جیپ دو گھنٹے بعد باکشا کے کھنڈرات پر پہنچ گئی۔ چونکہ دھوپ تیز تھی۔ اس لئے غیر ملکی اور ملکی سیاحوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔

"ادھر پل پار کر کے سوراجیا کی طرف چلو"۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد ٹائیگر کو دور دریا کی طرف چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے جیپ کا رخ موڑ دیا۔ دریا کے قریب پہنچ کر انہوں نے وہ قدیم اور خستہ پل دیکھ لیا۔ دریا میں سیلابی کیفیت موجود تھی۔ اور پانی اب اسی پل کے کناروں سے ٹکرا رہا تھا۔ ٹائیگر نے جیپ آہستہ کر دی اور پھر ہچکولے کھاتی ہوئی جیپ پل پار کر گئی۔ دور پہاڑوں کے دامن میں ایک اونچا سا ٹیلا نظر آ رہا تھا۔ جس کی ایک سائیڈ پر دفاتر نما کمرے بنے ہوئے تھے۔ اور دوسری سائیڈ پر رہائشی بیرکیں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے ٹائیگر کو ان دفاتر کی طرف چلنے کا اشارہ کیا اور ٹائیگر نے جیپ کا رخ ادھر ہی موڑ دیا۔ برآمدے کے سامنے جیپ رکتے ہی عمران نیچے اتر آیا اس کے پیچھے ٹائیگر بھی نیچے اترا۔ عمران نیچے اتر کر اس طرح اپنے جسم کو جھٹکے دے رہا تھا۔ جیسے اس کی ریڑھ کی ہڈی بیٹھے بیٹھے مڑ گئی ہو۔

"جی فرمائیے"۔۔۔ اسی لمحے ایک آدمی نے برآمدے میں سے نیچے اتر کر ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"فرماتے ہیں بھائی۔ ذرا کمر تو سیدھی کر لینے دو۔ اس نامراد

جیپ سے تو گدھے کی سواری زیادہ آرام دہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ آج کل
کے لونڈوں کو نجانے یہ بیل گاڑی نما جیپ ہی کیوں پسند آتی ہے"
عمران نے آنکھوں پر موجود چشمہ درست کرتے ہوئے جھلائے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"سر آپ نے خود ہی تو فرمایا تھا کہ کچا راستہ ہو گا۔ اس لئے جیپ
ٹھیک رہے گی۔ آپ حکم کرتے تو میں کار لے آتا"۔۔۔ ٹائیگر نے
بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام۔ نام کیا ہے۔ ایک تو میرے لئے یہ نام یاد رکھنے
بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اپنا نام بھی میں نے چالیس سال تک مسلسل
ورد کیا ہے۔ تب کچھ کچھ یاد ہوا ہے۔ کیا نام ہے تمہارا"۔۔۔ عمران
نے کہا اور ان کے ساتھ موجود آدمی عمران کی بات سن کر بے اختیار
مسکرا دیا۔

"جی میرا نام ساغر ہے۔ اور میں آپ کا سٹوڈنٹ ہوں"۔۔۔
ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ساغر۔ واہ کیا خوب صورت نام ہے۔ شراب اگر بند ہو گئی تو
کیا ہوا۔ ساغر تو آنکھوں کے سامنے ہی رہتا ہے۔ وہ ایک شاعر
ہیں۔ کیا نام ہے بڑے مشہور شاعر ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ نام
بھی نجانے ذہن کے کس خانے میں گھس کر غائب ہو جاتے ہیں۔
پہ کچھ آلب۔ جالب ......"۔۔۔ عمران نے یاد کرتے ہوئے کہا۔

"غالب سر"۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ تم بھی قطعی کور ذوق ہو۔ غالب سر اس کا نام

نہیں تھا۔ اسد اللہ خان غالب تھا۔ اس کا شعر ہے۔ اب شعر کون
یاد رکھے۔ بہر حال مفہوم یہ تھا کہ آنکھوں وغیرہ میں تو دم ہے ہاتھوں
میں جنبش نہ سہی۔ اس لئے ساغر اور مینا سامنے رہنے چاہئیں۔
اب ساغر تو سامنے ہے۔ ارے ہاں شاید ان صاحب کا نام مینا
ہو۔ کیوں صاحب۔ آپ کا نام مینا ہے"۔۔۔ عمران بات کرتے
کرتے اس استقبال کرنے والے سے مخاطب ہو گیا۔

"جی نہیں۔ میرا نام مارٹن ہے۔ آپ نے کس سے ملنا ہے"۔۔۔
استقبال کرنے والے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کس سے ملنا ہے۔ کسی سے ملنا تو تھا۔ لیکن کس سے۔ اوہ
نام میں نے رٹا تو تھا"۔۔۔ عمران ایک بار پھر غائب دماغ
پروفیسر کی طرح حیرت میں ڈوب گیا۔

"سر ہنری فریڈ صاحب سے ملنا تھا سر"۔۔۔ ٹائیگر نے
لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیوں بول پڑے۔ تمہاری یہی لقمہ دینے والی عادت مجھے
زہر لگتی ہے۔ سٹوڈنٹ ہو کر پروفیسروں کو لقمہ دیتے ہو۔ تم
ہم سے زیادہ جانتے ہو۔ نانسنس۔ آج کل کے شاگردوں میں
ادب واحترام تو باقی ہی نہیں رہا۔ ایک ہمارا زمانہ تھا۔ کہ
استاد پوچھتے پوچھتے قبر میں پہنچ جاتا تھا۔ لیکن ہم ادب واحترام
کی وجہ سے جواب ہی نہ دیتے تھے۔ کیوں بھئی صاحب۔ بھلا آپ
بتائیں۔ بھلا استاد کو بھی جواب دیا جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران
کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"آیئے سر ہنری فریڈ اپنے دفتر میں موجود ہیں" ـــــ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور واپس پلٹ گیا۔ اُسے شاید یقین ہو گیا تھا کہ عمران واقعی کوئی غائب دماغ پروفیسر ہے۔

"دفتر میں نہ ہوں گے تو کیا تھانے میں بیٹھے ہوں گے۔ خواہ مخواہ اپنی علمیت کا رعب جھاڑ رہا ہے یہ شخص ہم پر" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن آہستہ آہستہ چلتا ہوا برآمدے میں چڑھ آیا۔ سامنے ہی ایک دروازہ تھا جس کے باہر سر ہنری فریڈ کی نیم پلیٹ موجود تھی۔

"آیئے جناب" ـــــ اُسی لمحے وہ مارٹن دروازے سے باہر آیا اور انہیں اندر جانے کا اشارہ کر کے ایک طرف مڑ گیا۔

"لیکن دروازہ تو ادھر ہے۔ تم ہمیں کہاں لے جانا چاہتے ہو"۔ عمران نے چونک کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ کمرے میں تشریف لے جایئے" ـــ اس بار مارٹن نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر لفظ جایئے استعمال کرنا تھا۔ معلوم نہیں لوگ اس قدر جاہل کیوں ہوتے ہیں۔ اتنے بڑے ہو گئے ہو اور ابھی تک آیئے اور جایئے میں تمیز کرنا نہیں آئی تمہیں" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور جھلائے ہوئے انداز میں پردہ ہٹا کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ ٹائیگر بڑے مودبانہ انداز میں اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔ خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جسے دفتر کے انداز میں قیمتی فرنیچر سے سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک بھاری بدن

اور چوڑے سے بھاری چہرے کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر بھی سنہری تاروں کا نفیس انداز میں بنا ہوا نظر کا چشمہ تھا۔ آدھے سے زیادہ سر گنجا تھا۔ جب کہ اس سے ذرا ہٹ کر ایک چھوٹی سی میز کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا بھاری اور سڈول بدن والا غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا۔ اور سینے پر گارڈ کا بیج لگا ہوا تھا۔ ان دونوں کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"مجھے۔ پروفیسر........ اوہ کیا کہتے ہیں۔ نام پھر بھول گیا اتنے سالوں تک رٹنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کم بخت جب ضرورت ہوتی ہے تب ہی بھول جاتا ہوں" ـــــ عمران نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"یہ نیشنل یونیورسٹی کے پروفیسر راشد حسین صاحب ہیں۔ آرکیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے ڈین اور میرا نام ساغر احمد ہے۔ اور میں ان کا سٹوڈنٹ ہوں۔ پروفیسر صاحب کو معلوم ہوا ہے کہ یہاں بین الاقوامی شہرت کے مالک سر ہنری فریڈ کھدائی میں مصروف ہیں تو پروفیسر صاحب نے ملنے کی خواہش کی اور میں انہیں یہاں لے آیا ہوں" ـــــ ٹائیگر نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا۔ تو آپ ہیں پروفیسر راشد حسین۔ میں نے آپ کا نام تو سنا ہوا ہے۔ لیکن کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ خوش آمدید میرا نام ہنری فریڈ ہے۔ اور یہ ہیں میرے ساتھ چیف گارڈ مسٹر بروس"۔ سر ہنری فریڈ نے کرسی سے اٹھ کر بڑے خوشدلانہ انداز میں مصافحے

کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ ملاقات ہو بھی کیسے سکتی تھی تھریڈ۔ اوہ سوری۔ تھریڈ تو شاید دھاگے کو کہتے ہیں۔ کیا نام بتایا ہے آپ نے۔ ظاہر ہے آپ جیتے جاگتے انسان ہیں تھریڈ تو ہونے سے رہے" ——— عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے بات کرنے کی کوشش کی لیکن نام پر پھر الجھ گیا۔

"ہنری فریڈ" ——— سر ہنری فریڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں فریڈ۔ ہمارے پاکیشیا میں ایک صوفی بزرگ اور ایک بہت بڑے صوفی شاعر ہو گزرے ہیں فرید۔ آپ شاید گریٹ لینڈ کے صوفی شاعر ہیں۔ بہرحال آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"شکریہ۔ تشریف رکھیں" ——— سر ہنری فریڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ٹائیگر سے بھی مصافحہ کیا اور عمران اور ٹائیگر دونوں میز کے سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے مارٹن اندر داخل ہوا۔ اس نے مشروبات کی تین بوتلیں ٹرے میں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک ایک بوتل اس نے سر ہنری فریڈ، ٹائیگر اور عمران کے سامنے رکھ دی۔ ایک طرف بیٹھے بردس کی طرف اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا اور واپس مڑ گیا تھا۔

"لیجئے" ——— سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"آپ اتنے بڑے ماہر ہیں جناب اور آپ بھی لفظوں کا استعمال غلط کرتے ہیں۔ لیجئے کی بجائے آپ کو پیجئے کہنا چاہئے تھا بہرحال

ہمیں آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ کب آپ نے سوراجیا پر کام شروع کیا ہے۔ آپ جیسے ماہر کے ہاتھ لگنے کے بعد تو واقعی ایک شاہکار شہر نظروں کے سامنے آجائے گا" ——— عمران نے کہا اور سر ہنری فریڈ مسکرا دیئے۔

"بس جی کوشش تو کر رہے ہیں۔ ایک ماہ ہوا ہے کام کرتے ہوئے پہلے تو ابتدائی انتظامات ہوتے رہے ہیں۔ کھدائی کا کام تو اب شروع ہوا ہے۔ کیا آپ دیکھنا پسند فرمائیں گے" ——— سر ہنری فریڈ نے مشروب سپ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ضرور ضرور۔ میں نے سنا ہے کہ گریٹ لینڈ والے اب کھدائی کے لئے جدید مشینیں استعمال کرتے ہیں۔ میں دراصل یہ مشینیں دیکھنے آیا تھا۔ کیونکہ ہمارے دور میں تو کھدائی کا کام ہاتھوں سے ہی سرانجام دیا جاتا تھا۔ ویسے یہ آپ نے گارڈ کیوں رکھے ہوئے ہیں۔ اور خاص طور پر انہیں اپنے کمرے میں بٹھایا ہوا ہے۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ پرانے کھنڈروں میں سے بدروحیں اور چڑیلیں اور بھوت نکل کر آپ پر حملہ کر دیں گے" ——— عمران نے ساتھ بیٹھے بردس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور سر ہنری فریڈ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"یہ صاحب پہلے پولیس میں تھے۔ پھر نوکری چھوڑ کر انہوں نے باقاعدہ آثار قدیمہ کی کھدائی کی تربیت حاصل کی۔ اور پھر میرے ساتھ شامل ہو گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں ویرانوں میں ہی کام کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے بعض اوقات قدیم نوادرات

لوٹنے کی غرض سے مقامی لوگ حملہ بھی کر دیتے ہیں۔ ایک دو بار مجھے اس کا تلخ تجربہ بھی ہو چکا ہے۔ اس لئے میں نے خاص طور پر گیارہ آدمیوں کا گروپ بنایا ہوا ہے۔ جو بوقت ضرورت کھدائی کا کام بھی کر لیتے ہیں۔ اور گارڈ کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ یہ بردس صاحب اس گروپ کے لیڈر ہیں۔ اس کے چیف گارڈ ہیں اور چونکہ یہاں کمرے بہت تھوڑے ہیں۔ اس لئے میں نے انہیں اپنے دفتر میں ہی جگہ دے رکھی ہے" ——— سر ہنری فریڈ نے باقاعدہ تفصیلی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بردس صاحب باکشا کے کھنڈرات کی حفاظت بھی کرتے رہتے ہیں" ——— اچانک ٹائیگر نے بردس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہاں کی حفاظت ہماری ڈیوٹی میں تو شامل نہیں۔ لیکن جب یہاں بور ہو جاتا ہوں تو اکثر باکشا کے کھنڈرات میں بھی چلا جاتا ہوں۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا آپ نے مجھے وہاں دیکھا ہے" ——— بردس نے براہِ راست ٹائیگر کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ کل میں بھی باکشا کے کھنڈرات کا مطالعہ کرنے آیا ہوا تھا۔ میں نے وہاں آپ کو چار مقامی افراد سے لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ تو بڑے ماہر ہیں لڑائی میں۔ ان چاروں کی آپ نے ایسی مرمت کی کہ انہیں بھاگنا ہی پڑا۔ آپ کے پاس کوئی خاص قسم کا پستول بھی تھا لمبی سی نال والا" ——— ٹائیگر نے اثبات

میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ میں ویسے ہی وہاں گھوم رہا تھا کہ میں نے ان چار افراد کو ایک تھیلا لے جاتے ہوئے دیکھا۔ مجھے شک پڑا۔ اس پر میں نے اپنا شک مٹانے کے لئے انہیں روکا تو وہ مجھ پر پل پڑے۔ نتیجہ یہ کہ مجھے مجبوراً لڑنا پڑا اور پھر وہ فرار ہو گئے" ——— بردس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ بردس کی وضاحت سے مطمئن ہو گیا ہو۔

"آئیے پروفیسر صاحب۔ آپ کو سائٹ پر لے جائیں۔ بردس تم ویگن لے آؤ۔ پروفیسر صاحب بوڑھے آدمی ہیں۔ زیادہ دور چل نہ سکیں گے" ——— سر ہنری فریڈ نے بردس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کمال ہے۔ آپ مجھے بوڑھا کہہ رہے ہیں۔ مجھے پروفیسر راشد حسین کو۔ ابھی تو میں نے شادی بھی نہیں کی۔ اور آپ نے مجھے بوڑھا بنا دیا۔ شادی کے بعد تو آپ مجھے کالنگا دیوی کا بت بنا دیں گے" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور سر ہنری فریڈ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"سوری پروفیسر۔ آپ تو ابھی جوان ہیں" ——— سر ہنری فریڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بات صاحب۔ نوجوان کہئے۔ جوان تو بڑھاپے کی سرحد کے قریب پہنچے ہوئے کو کہتے ہیں۔ جب کہ نوجوان ابھی

بچپن کی سرحد پار کر کے آیا ہوا ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔
اور سر ہنری فریڈ ایک بار پھر ہنس پڑے۔ بدرس اس دوران لمبے لمبے قدم اٹھاتا ان کے قریب سے گزر کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

" نوجوانی میں۔ لیکن آپ نوجوانی میں ہی پروفیسر بلکہ ڈیپارٹمنٹ کے ڈین بن گئے ہیں۔ یہ واقعی حیرت کی بات ہے"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے ہنس کر کہا۔

" بن کہاں گیا ہوں۔ بنایا گیا ہوں۔ اب آپ سے کیا چھپانا مسٹر فریڈ۔ اوہ سوری سر فریڈ۔ دیکھا آپ نے مجھے۔ آپ کا نام یاد ہے۔ اس کا مطلب ہے میری یادداشت نوجوانوں جیسی ہے۔ اور اصل مسئلہ تو یادداشت کا ہوتا ہے۔
ایسے ایسے بھی دیکھے ہیں۔ جو بظاہر تو بچے لگتے ہیں۔ لیکن دراصل وہ بوڑھے ہوتے ہیں۔ ان کی یادداشت بے حد کمزور ہوتی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے"۔۔۔۔ عمران نے برآمدے میں پہنچتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی تیز نظریں بغور سارے ماحول کا جائزہ بھی لے رہی تھیں۔

" آپ یہ بات بتا رہے تھے کہ آپکو ڈین کیسے بنایا گیا ہے"۔ سر ہنری فریڈ واقعی عمران کی باتوں سے لطف لے رہے تھے۔

" ہاں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں لوگوں کو آثار قدیمہ سے زیادہ آثار جدیدہ سے دلچسپی ہوتی ہے۔ آثار قدیمہ کی تو بس عزت کی جاتی ہے۔ جب کہ آثار جدیدہ کو ہوٹل۔ کیفے۔

یا کلب میں لے جا کر اس کے ساتھ گپیں بھی ماری جا سکتی ہیں۔ چائے اور مشروبات بھی پیئے جا سکتے ہیں۔ اس کی مترنم ہنسی کو سوہان روح۔ اوہ سوری۔ سوہانِ روح تو شاید منفی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ میرا مطلب ہے روح کی غذا بنایا جاتا ہے۔ ویسے ایک بات مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی۔ کہ آخر موسیقی روح کی غذا کیسے بن گئی۔ اب روح بیچاری طبلے، سارنگیاں۔ ڈھول۔ نفریاں آرکسٹرا تو کھانے سے رہی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" کھانے کی بات نہیں۔ سننے کی بات ہے۔ موسیقی روح کو تر و تازہ کر دیتی ہے۔ اس میں سرشاری کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے اُسے روح کی غذا کہا جاتا ہے"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ کان بند کر لیں یا دوسرے لفظوں میں جو لوگ بہرے ہوتے ہیں۔ موسیقی سن نہیں سکتے۔ ان کی روح تو غذا نہ ملنے کی وجہ سے فاقے کرتی کرتی جلد ہی مر جاتی ہو گی۔ نہیں سر ہنری فریڈ موسیقی کا تعلق ہمارے حواس خمسہ سے ہے۔ اور بس۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہمارے اعصاب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لیکن روح کی غذا والا مسئلہ مجھے تسلیم نہیں ہے۔ میرے نقطہ نظر سے روح کی غذا صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور بس"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ آپ مذہب کی بات کر رہے ہیں۔ واقعی مذہب کا تعلق روح سے براہِ راست ہوتا ہے"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے ایک بڑی سی ویگن جس
پر محکمہ آثار قدیمہ کا نشان بنا ہوا تھا۔ برآمدے کے سامنے
آکر رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر وہ گارڈ انچارج موجود تھا۔
"آیئے" ——— سر ہنری فریڈ نے کہا۔ اور ویگن کی طرف بڑھ
گیا۔ تھوڑی دیر بعد ویگن انہیں لئے ہوئے اس ٹیلے کی طرف
بڑھنے لگی۔ جہاں ایک طرف مشینیں بھی نظر آ رہی تھیں۔ اور
بے شمار غیر ملکی وہاں کام میں مصروف تھے۔ ایک سائیڈ پر ایک
بڑا سا خیمہ بھی نظر آ رہا تھا۔ ویگن ٹیلے کے پاس جا کر رک گئی اور
عمران اور ٹائیگر پروفیسر کے ساتھ نیچے اتر آئے۔ عمران اب
غور سے ان غیر ملکیوں کو کام کرتے دیکھ رہا تھا۔
"سر ہنری تھریڈ۔ اوہ سوری فریڈ۔ ساتھ ہی دریا کی موجودگی
سے کیا آپ کو یہاں کھدائی میں کوئی تکلیف یا دشواری محسوس
نہیں ہوتی" ——— عمران نے کہا۔
"نہیں۔ دریا یہاں سے کافی فاصلے پر ہے" ——— سر ہنری
فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"آج کل شاید دریا میں سیلاب آیا ہوا ہے۔ ہماری جیپ
اس قدیم پل سے گزری تو یقین کیجیے خوف سے میرا دل یوں
کانپ اٹھا۔ اس قدر پر شور موجیں تھیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ
یہاں اچانک سیلاب آ جائے اور آپ کی ساری محنت بیکار
چلی جائے" ——— عمران نے مشینوں کی طرف بڑھتے ہوئے
کہا۔

"پروفیسر۔ آپ کی بات درست ہے۔ واقعی سیلاب یہاں آ
جائے تو ہماری تمام محنت بیکار چلی جائے گی۔ لیکن میں نے
سیلاب کی صورت حال دیکھتے ہی یہاں کے اعلیٰ احکام سے
بات کی تھی۔ انہوں نے ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے بات کی تو
انہوں نے بتایا ہے کہ یہاں سیلاب آنے کا کوئی خدشہ نہیں
ہے۔ اس تسلی پر میں نے کام شروع کرا دیا ہے" ——— سر
ہنری فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اس خیمے میں کیا ہے۔ کیا آپ کی بیگم تو نہیں اندر۔ اگر ہیں
تو تعارف کرا دیجیے" ——— عمران نے ایک طرف لگے ہوئے خیمے
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"یہ لیبر کی ریسٹ کے لئے بنایا گیا ہے۔ آیئے اندر ہی بیٹھتے ہیں۔
یہاں تو دھوپ کافی تیز ہے" ——— سر ہنری فریڈ نے کہا۔ اور
عمران سر ہلاتا ہوا خیمے کی طرف بڑھ گیا۔
"کمال ہے۔ آپ کی لیبر شاید تہہ ہو جاتی ہے کہ اتنے سارے
آدمیوں کے لئے ایک چھوٹا سا خیمہ" ——— عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا اور سر ہنری فریڈ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔
"پروفیسر صاحب۔ ریسٹ کا مطلب وقفے وقفے سے ہوتا
ہے۔ اس لئے وقفے وقفے سے چند مزدور آ کر ریسٹ کرتے
ہیں اور باقی کام کرتے ہیں اور چند مزدوروں کے لئے یہ خیمہ
کافی ہے" ——— سر ہنری فریڈ نے کہا۔
"اوہ تو یہاں بھی وقفہ بے حد ضروری ہے کا حکم ہے۔ کیوں

"مسٹر کریگر۔ آپ کا کیا خیال ہے" ——— عمران نے مڑ کر پیچھے آنے والے پروڈس سے اچانک مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ...... " پروڈس عمران کے اس اچانک تخاطب سے یک لخت گڑبڑا سا گیا۔

"ان کا نام پروڈس ہے پروفیسر صاحب" ——— سر ہنری فریڈ نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا۔ کنجوس۔ اوہ اچھا نام ہے۔ ویسے اس نام کو یار لوگوں نے خواہ مخواہ بدنام کر رکھا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے کان کا جوس بنا کر پیتا ہے تو پینے دیں ہمارا کیا جاتا ہے کیوں کیا خیال ہے" ——— عمران نے خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر جھانکتے ہوئے کہا۔ اندر واقعی زمین پر دری بچھی ہوئی تھی اور مشروبات کے کریٹ موجود تھے۔

"پروفیسر۔ یہ اصل لفظ کان چوس تھا۔ جسے یار لوگوں نے کنجوس بنا لیا ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لاحول ولاقوۃ۔ بھلا کوئی شخص اپنے کان چوس سکتا ہے۔ وہاں تک زبان نہیں جا سکتی اور زبان تک کان نہیں آ سکتا۔ اس لئے جس نے کتاب میں لکھا ہے۔ یا تو اس کے کان ہاتھی جیسے ہوں گے یا پھر اس کی زبان گز بھر کی ہو گی۔ تم بھی فوراً کسی کتاب میں پروفیسر راشد حسین کے حوالے سے لکھ دو۔ کہ کان چوس اصل لفظ نہیں ہے" ——— عمران نے واپس مڑتے ہوئے

باقاعدہ حجت کرتے ہوئے کہا۔ اور اس بار سر ہنری فریڈ کے ساتھ ساتھ پیچھے آنے والا پروڈس بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران اب خیمے کے گرد راؤنڈ لگانے کے لئے آگے بڑھ گیا۔

"ارے یہاں کیا ہے۔ یہ ایک بڑی چٹان یہاں کیسے آ گئی۔ ایسی چٹانیں تو پہاڑیوں کی بلندی پر ہوتی ہیں۔ یہاں دامن میں کیسے آ کر فٹ ہو گئی" ——— عمران نے زمین پر ایک جگہ کافی چوڑی چٹان کو پڑے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"یہ چٹان میں نے ایک پہاڑی سے اکھڑوائی تھی تاکہ اس پر بڑی مشین کا بیس بنایا جا سکے۔ لیکن پھر ارادہ بدل گیا" ——— سر ہنری فریڈ نے جلدی جلدی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا" ——— عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ تقریباً دو گھنٹوں تک پورے ٹیلے کا چکر لگانے کے بعد وہ ویگن میں بیٹھ کر واپس دفتر آئے یہاں ایک بار پھر سر ہنری فریڈ نے انہیں مشروبات پیش کئے۔ ٹائیگر نے خصوصی طور پر ان کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد وہ جیپ میں بیٹھ کر واپس جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ جیپ ذرا سی آگے بڑھی تو عمران نے تیزی سے جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ ڈبے میں سے سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی دور سے دو افراد کے باتیں کرنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے انتہائی حساس

ڈکٹافون سر ہنری فریڈ کے دفتر میں لگایا تھا۔ تاکہ ان کے جانے
کے بعد اگر کوئی بات ہوگی تو بھی سامنے آجائے گی اور ان آوازوں
سے ظاہر ہو رہا تھا کہ سر ہنری فریڈ اور وہ بروس دونوں برآمدے
میں ہی کھڑے باتیں کر رہے ہیں۔ یا شاید وہ انہیں واپس جاتا
ہوا دیکھ رہے ہوں گے۔ لیکن عمران پوری طرح مطمئن تھا کہ اس
کے ڈکٹافون کی ریسیونگ رینج چونکہ کافی دور تک تھی۔ اس
لئے وہ قدیم پل پار کر کے ان کی نظروں سے اوجھل ہو جانے کے
بعد بھی ڈکٹافون دفتر میں ہونے والی آوازیں ریسیو کرتا رہے
گا۔ جیپ تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آخر کار پل پر پہنچی اور پھر
پل کراس کر کے وہ جیسے ہی درختوں کے ایک جھنڈ کی سائیڈ
میں پہنچی۔ عمران نے ٹائیگر کو جیپ روکنے کا کہا۔ اور ٹائیگر نے
جھنڈ کی آڑ میں جیپ روک دی۔

" اس بروس کا قد و قامت تو واقعی کریگر جیسا ہی لگ رہا
تھا"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے
کہ جس سے بات آگے بڑھ سکے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بروس۔ تم نے پروفیسر راشد حسین کی باتیں سنی ہیں بہت
کھسکا سا آدمی لگ رہا تھا"۔۔۔ اچانک سر ہنری فریڈ کی بلند
آواز سنائی دی۔

" سر۔ پروفیسر ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے تو پروفیسروں

کے قصے، لطیفوں کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہوتے ہیں"۔۔۔ بروس
کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی ایسی آوازیں آئیں۔ جیسے
کرسیاں گھسیٹی جا رہی ہوں اور پھر سکوت طاری ہو گیا۔

" میں یہ سوچ رہا ہوں بروس کہ پروفیسر راشد حسین بغیر کوئی اطلاع
دیئے اچانک آ گئے اور پھر یہاں بھی انہوں نے آثار قدیمہ میں کوئی
خاص دلچسپی نہیں لی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی خاص چیز چیک کرنے
آئے ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے"۔۔۔ سر ہنری فریڈ کی آواز سنائی
دی۔

" سر۔ واقعی لگتا تو ایسا ہی تھا۔ لیکن بہرحال وہ بھی آثار قدیمہ
کے پروفیسر ہیں۔ ساری عمر ہی مضمون پڑھ کر اور پڑھا کر اب انہیں
میرے خیال میں بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی ہوگی۔ صرف دیکھ
کر ہی وہ سب کچھ سمجھ جاتے ہوں گے"۔۔۔ بروس کی مؤدبانہ آواز
سنائی دی۔

" بہرحال مجھے ان کے شاگرد ساغر کا احترام دیکھ کر بے حد مسرت
ہوئی ہے۔ یہاں مشرق میں اب بھی استاد کے ادب و احترام کی
قدریں موجود ہیں۔ ورنہ ہمارے ہاں مغرب میں تو اب یہ فسانے
ہی لگتے ہیں"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں
کہا۔

" یس سر۔ مغرب اب کچھ اور بن چکا ہے۔ یہاں مشرق میں
آکر میں بھی بے حد حیران ہوا ہوں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے۔
جیسے میں کسی ٹائم مشین کے ذریعے سینکڑوں سال ماضی میں آ

آگیا ہوں" ـــــ بموس کی آواز سنائی دی۔ اور سر ہنری فریڈ
بے اختیار ہنس پڑے۔ ان کے درمیان کافی دیر تک ایسی باتیں ہوتی
رہیں۔
"میں سائیٹ پہ جا رہا ہوں۔ تم بھی آجاؤ" ـــــ سر ہنری فریڈ نے
اچانک کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کرسی چرچرانے کی آواز سنائی دی۔
"یس سر" ـــــ بموس کی مودبانہ آواز سنائی دی اور اس کے
ساتھ ہی دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں دور جاتی ہوئیں سنائی دیں۔
اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔
"چلو بھئی ٹائیگر۔ یہاں تو واقعی کچھ نہیں ہو رہا۔ تمہارے اس
دوست نے خواہ مخواہ ہماری یہ ریڈ کرادی" ـــــ عمران نے باکس کا
بٹن آف کرتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا۔
"اس کے سائیلنسر لگے مشین پسٹل اور لڑنے کے انداز اور
پھر اس کے کریگر سے ملتے جلتے قد وقامت کی وجہ سے میں مشکوک
ہوا تھا۔ لیکن بموس نے بہرحال اس کی قابل قبول وضاحت کر دی
ہے" ـــــ ٹائیگر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ بظاہر تو یہاں سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ اس بار اس
کیس نے واقعی مجھے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ ایک خوفناک منصوبہ
پاکیشیا کے خلاف مرتب کیا گیا ہے۔ لیکن نہ ہی وہ منصوبہ سامنے
آرہا ہے اور نہ ہی اس منصوبے کو مکمل کرنے والے" ـــــ عمران
نے کہا اور ٹائیگر نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلانے پر ہی
اکتفا کیا اور جیپ تیز رفتاری سے فاصلے کو نگلتی ہوئی دارالحکومت

کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

کریگر دریائے کانڈس کے کنارے کھڑا بڑے مسرت
بھرے انداز میں دریا میں ابھرنے والی انتہائی پرشور موجوں کو دیکھ
رہا تھا۔ دریا اب واقعی سیلابی کیفیت سے دوچار تھا۔ پہلے کی
نسبت روزانہ اس میں پانی کی مقدار تیزی سے بڑھتی جا رہی تھی۔
کریگر کے ساتھ اس کا نمبر دو جیمز تھا۔
"باس۔ ہمارا مشن کب مکمل ہو گا" ـــــ جیمز نے کہا۔
"جب اس دریا کا سیلاب اپنے پورے عروج پر پہنچے گا۔ میں
روزانہ ریڈیو پر سیلاب کے سلسلے میں نشر ہونے والے خاص بلیٹن
سنتا رہتا ہوں۔ اوپر پہاڑوں اور شہروں میں خوب زوردار بارشوں
کا سلسلہ جاری ہے اور حکومت پاکیشیا کی حماقت دیکھو۔ کہ وہ
دریاؤں پر موجود بندوں کو مضبوط بنانے کے لئے دن رات

محنت کر رہی ہے۔ لیکن ان احمقوں کو یہ معلوم نہیں کہ ایک خوفناک تباہی اب ان کا مقدر بن چکی ہے۔ جو خبریں مل رہی ہیں۔ ان کے مطابق دریائے کانڈس تین روز بعد انتہائی خوف ناک سیلاب کی زد میں ہو گا۔ اور اس سیلاب کو پاکیشیا کی تاریخ کا سب سے خوف ناک سیلاب کہا جا رہا ہے۔ اور ہم واقعی اسے خوفناک بلکہ تباہ کن بنا کر ہی چھوڑیں گے" —— کریگر نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"باس۔ پھر وہ لوگ واپس نہیں آئے۔ حالانکہ آپ کہہ رہے تھے کہ شاید وہ دوبارہ آئیں" —— جیمز نے اچانک کہا۔

"کون لوگ۔ کن کی بات کر رہے ہو" —— کریگر نے چونک کر پوچھا۔

"وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے۔ جو پروفیسر کے روپ میں آئے تھے" —— جیمز نے جواب دیا۔ اور کریگر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"یہ مشرقی لوگ اپنے آپ کو بے حد عقلمند سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ ہوتے ایک نمبر احمق ہیں۔ وہ احمق پروفیسر جو یقیناً وہ مسخرہ علی عمران تھا۔ بڑی تیز نظروں سے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا اور اس کے شاگرد نے سارا عرصہ میرا جائزہ لینے میں گزار دیا اور جاتے وقت وہ کرسی کے نیچے ڈکٹا فون بھی لگا گئے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ میرا نام کریگر ہے۔ میں نے ایسے کھیل بہت دیکھ رکھے ہیں۔ میں نے اس پروفیسر کو ڈکٹا فون لگاتے دیکھ

لیا تھا۔ چنانچہ ان کے جانے کے بعد میں نے پروفیسر کو سمجھایا اور پھر ہم نے ایسی گفتگو شروع کر دی۔ جیسے میں واقعی بروس ہوں۔ ہم انہیں واقعی پروفیسر سمجھ رہے تھے۔ احمق کہیں کے" —— کریگر نے کہا۔

"اب تو وہ ڈکٹا فون آپ ضائع کر دیں۔ وہ ابھی تک وہیں لگا ہوا ہے" —— جیمز نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں جیمز۔ اگر ہم نے اسے ضائع کیا یا اتارا تو ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں کاشن مل جائے۔ مجھے وہ کوئی جدید قسم کا ڈکٹا فون لگتا ہے۔ شاید مغربی ملکوں سے امداد کے طور پر انہوں نے لیا ہو گا۔ اگر وہ وہاں لگا رہے گا تو ہم ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رہیں گے۔ بس صرف سر ہنری فریڈ کو سمجھانا پڑا۔ اور ہم اس دفتر میں بیٹھتے وقت کوئی ایسی بات نہیں کرتے۔ جس سے کسی بھی شبہ کا اظہار ہوتا ہو۔ ویسے بھی ہمارا ہالو وال مشن تقریباً مکمل ہونے والا ہے۔ بلیولائن کا چیف انجینئر بتا رہا تھا کہ کل رات وہ کام کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار ہو گا۔ اور پھر ہم مخصوص لہروں کی مدد سے دارالحکومت میں بیٹھ کر صرف ایک بٹن دبائیں گے اور ہالو وال دریا کے بنڈ سے باہر آ جائے گی اور سیلاب کے خوف ناک اور مسلسل ریلے اس دیوار کی دونوں طرف انتہائی خوف ناک رفتار سے بہتے ہوئے دارالحکومت اور اس کے بعد بے شمار شہروں، قصبوں کو برباد کر کے رکھ دیں گے۔ اور یہ لوگ بے بسی اور بے چارگی سے کیڑوں مکوڑوں کی طرح مر جائیں گے" —— کریگر نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن باس سیلاب تو یہاں بھی آناً فاناً پھیل جائے گا اور دارالحکومت تک پہنچنے میں بھی اُسے دیر نہ لگے گی۔ پھر ہمارا کیا ہو گا"۔۔۔ جیمز نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ سر ہنری فریڈ نے اعلیٰ حکام کو مطلع کر دیا ہے کہ سیلاب کے اس خوفناک خطرے کے پیش نظر لیبر نے یہاں رہنے اور کام کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے کل رات ہم سب یہاں سے دارالحکومت شفٹ ہو جائیں گے۔ مشینری آج شفٹ ہو رہی ہے۔ اور چونکہ اب باقی کام سیلاب کے خاتمے کے بعد ہو گا۔ اس لئے ہم سب کی واپسی کے تمام انتظامات بھی مکمل کر لئے گئے ہیں۔ پرسوں دوپہر کے قریب چارٹرڈ جہاز ہم سب کو لے کر گریٹ لینڈ کی طرف پرواز کر جائیں گے۔ اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جیسے ہی جہاز فضا میں پرواز کرے گا۔ میں ہالو وال کی تکمیل کا بٹن دبا دوں گا۔ اور اس کے بعد گریٹ لینڈ کے ٹی۔ وی پر بیٹھ کر پاکیشیا کی مکمل تباہی کی فلمیں اطمینان سے دیکھوں گا"۔

کریگر نے کہا اور جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر بھی مسرت کی چمک تھی۔ اُسی لمحے عقب سے انہیں قدموں کی آواز سنائی دی۔ تو وہ تیزی سے مڑے۔ ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

"کیا بات ہے جمی۔ خیریت"۔۔۔ کریگر نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ کو مشن سپاٹ پر فوری طور پر بلایا گیا ہے۔ سر ہنری فریڈ بھی وہیں ہیں اور ہلیو لائن کے چیف انجینئر رابرٹ بھی"۔۔۔ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہوا کیا ہے۔ کوئی خاص بات"۔۔۔ کریگر نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا اور ساتھ کھڑی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ گو سپاٹ سے دریا کا فاصلہ کچھ زیادہ نہ تھا۔ پھر بھی وہ جیپ پر سفر کرنا زیادہ مناسب سمجھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں دریا کی موجودہ کیفیت دیکھنے وہ جیمز کے ساتھ جیپ پر ہی آیا تھا۔ حالانکہ جمی پیدل چل کر آیا تھا۔

"کوئی الجھن پیدا ہو گئی ہے مشن میں۔ اس سلسلے میں بات ہو رہی ہے"۔۔۔ جمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ"۔۔۔ کریگر نے پریشان لہجے میں ہنکارا بھرا اور پھر جیپ پر سوار ہو گیا۔ جیمز ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ جب کہ جمی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا اور جیمز نے جیپ کو موڑا اور پھر اُسے خاصی تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا مشن سپاٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں سرنگ کے اندر مشن سپاٹ پر پہنچ چکے تھے۔ یہ مشن سپاٹ سرنگ کے اس حصے کو کہا جاتا تھا جس کے اوپر دریا بہہ رہا تھا۔ جس زمانے میں یہ سرنگ بنائی گئی تھی۔ اس زمانے میں بھی شاید یہ دریا اس طرح بہتا ہو گا۔ یہی وجہ تھی کہ عین اس جگہ جہاں اوپر دریا تھا بڑی بڑی چٹانوں سے باقاعدہ مضبوط چھت بنائی گئی تھی جو ظاہر ہے ہزاروں سال پہلے کے زمانے کے لحاظ سے ایک ایسا کارنامہ تھا کہ اگر یہ سرنگ دنیا پر ظاہر ہو جاتی تو مصر کے ابوالہول اور اہراموں کی طرح اسے بھی ایک عجوبہ ہی کہا جاتا۔ ان چٹانوں کے

نیچے ایک خاص مصالحہ لگا دیا گیا تھا۔ جس میں جس وقت بھی مخصوص
ریز دوڑتیں وہ ان چٹانوں کو ریزہ ریزہ کر دیتیں اور اس مصالحے
کے نیچے چھت سے زمین تک اور پھر زمین کو کھود کر تقریباً تین فٹ
نیچے تک ترجیسم کے بڑے بڑے پتھروں کو ایک خاص کیمیکل کی
مدد سے اور مشینوں کے ذریعے ایک مخصوص انداز میں جوڑ کر
رکھا گیا تھا۔ چار بھاری مشینیں مسلسل کام کر رہی تھیں جو ان پتھروں
کی اس طرح کٹائی کر رہی تھیں کہ جب آپریشن کی تکمیل ہو تو یہ پتھر
باقاعدہ ٹھوس دیوار کی شکل اختیار کر جاتیں۔ تمام مشینری بجلی سے
چلائی جا رہی تھیں۔ کیونکہ اوپر کھدائی کی مشینوں کے لئے حکومت
پاکیشیا نے خصوصی انتظامات کر کے یہاں تک انتہائی طاقتور
برقی رو سپلائی کی تھی۔ وہاں چالیس کے قریب افراد مشینوں کو
بھی آپریٹ کر رہے تھے اور اس مشن کی تیاری کے مختلف مراحل
کی تکمیل میں بھی مصروف تھے۔ بجلی کی فلوراسینٹ ٹیوبوں نے پوری
سرنگ کو انتہائی تیز روشنی سے بھر رکھا تھا۔ ایک طرف سرہنری
فریڈ اور ریلیو لائن کے چیف انجینئر رابرٹ کھڑے تھے۔ ان دونوں
کے چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا سر۔ کوئی خاص بات" ——— کریگر نے قریب پہنچتے
ہی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کریگر۔ ترجیسم کی مقدار کم پڑ گئی ہے۔ ہمیں ایک ٹرک ترجیسم
کی فوری ضرورت ہے۔ ورنہ یہ مشن نامکمل رہ جائے گا۔ اور یہ
ترجیسم بھی کل صبح ہونے تک یہاں پہنچ جائے تب ہی مشن مکمل ہو

سکتا ہے" ——— رابرٹ نے کہا۔

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ جن لوگوں نے پہلے ترجیسم
سپلائی کی ہے انہیں فون کر دیں وہ فوری طور پر ایک ٹرک
بھجوا دیں گے" ——— کریگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں کریگر۔ مسئلہ اس قدر آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے
ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ ترجیسم کو یہاں تک پہنچانے کے لئے حکومت
گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کو کیا کیا کام نہیں کرنے پڑے۔ ترجیسم
یہاں سے تقریباً پانچ چھ سو کلو میٹر دور پہاڑوں سے نکالی جاتی ہے۔
وہاں بکنگ آفس ہے۔ جہاں سے ایڈوانس رقم دے کر ٹھیکیدار
سے مال بک ہوتا ہے اور پھر ٹرکوں پر لوڈ کرا کر بیوپاری لے جاتے
ہیں۔ ہمارے ایجنٹوں نے دارالحکومت کے جنوبی علاقے میں وہاں
سے تقریباً بیس کلو میٹر دور ایک قصبے میں بڑی فولادی بھٹیاں لگانے
کے ایک کارخانے کی داغ بیل ڈالی وہاں کرائے پر بڑے بڑے
سٹور لئے گئے۔ ترجیسم کے ٹھیکیدار کو زیادہ رقمیں دے کر اسے
سے فوری ڈیلیور کرا لی گئی۔ اس کے بعد مال ان سٹوروں میں بھر لیا
گیا۔ جب ہمارا مطلوبہ مال مکمل ہو گیا۔ تو ہم نے سپلائی روک دی
اس کے بعد انتہائی خفیہ طریقے سے یہ مال ایک اور جگہ لے جانے
کے بہانے وہاں سے یہاں شفٹ کر دیا گیا۔ جب سارا مال شفٹ
ہو گیا اور حالات پُرسکون رہے تو ہمارے ایجنٹوں نے فولادی
بھٹیاں بنانے والے کارخانے کا منصوبہ ترک کر دیا۔ لیکن
ماہرین کا اندازہ غلط نکلا ہے۔ ایک ٹرک مال کی مزید ضرورت

ہے۔ اور اب یہ مال کہاں سے فوری طور پر آئے۔ یہ پریشانی ہے۔
اس کا ایک ہی حل ہے کہ ٹھیکیدار کو دوگنی رقم دے کر اس سے
ایک ٹرک مال خریدا جائے اور ٹرک یہاں براہِ راست لایا جائے
لیکن فاصلہ زیادہ ہے اور راستہ پہاڑی ہے۔ اس لئے جس تیزی
سے بھی ٹرک آئے۔ بہرحال وہ تین روز سے پہلے یہاں نہیں پہنچ
سکتا۔ اور سیلاب کے خطرے کے پیشِ نظر جگہ جگہ چیک پوسٹیں
بھی بن چکی ہیں" ـــ سر ہنری فریڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ پھر اب کیا ہو گا" ـــ کوبیگر واقعی یہ تفصیل
سن کر بے حد پریشان ہو گیا تھا۔

" میرے ذہن میں ایک حل آیا ہے۔ اور میں نے ٹیلی فون پر تھرٹی
ون سے اس بارے میں بات بھی کی ہے۔ کہ دارالحکومت میں
جس کسی کا بھی مال آرہا ہو۔ اس کا ایک ٹرک زبردستی اڑا کر لے
آیا جائے۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر اندر
مجھے رپورٹ دے گا۔ اس نے اپنے تمام ایجنٹ اس بارے
میں معلومات حاصل کرنے پر لگا دیئے ہیں۔ اور ایک گھنٹہ تقریباً
گزر چکا ہے۔ اب دیکھو کیا رپورٹ آتی ہے" ـــ سر ہنری
فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ ساری دیوار تو تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ اب اگر ایک
ٹرک نہیں بھی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے" ـــ کوبیگر نے
حیرت سے سرنگ میں پل کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے مشن
سپاٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" مسٹر کوبیگر۔ یہ سائنسی بات ہے۔ بہرحال اتنا بتا دوں کہ ان
پتھروں کی کٹائی کے بعد مزید ترجیم کو پیس کر پاؤڈر بنایا جائے گا۔
اور اس میں ایک خاص کیمیکل ملایا جائے گا اور پھر اس کی موٹی تہہ
اس دیوار کے دونوں اطراف میں کی جائے گی تب ہی جا کر یہ دیوار
ناقابلِ تسخیر بنے گی۔ ورنہ اگر اسے ایسے ہی چھوڑ دیا گیا تو پھر
انتہائی طاقتور ڈائنامیٹ سے اسے اڑایا جا سکتا ہے۔ اور اگر
دیوار اڑا دی گئی تو سیلابی پانی پھر اپنے پہلے والے راستے پر
بہنے لگ جائے گا۔ اور ہمارا مشن مکمل طور پر فیل ہو جائے گا"۔ بلیو
لائن کے چیف انجینئر رابرٹ نے کہا۔ اور کوبیگر کے ہونٹ بری
طرح بھنچ گئے۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ وہ
سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس قدر اہم مشن یوں آخری مراحل میں آ
کر فیل ہو جائے گا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات چیت ہوتی
ایک طرف رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ایکس چینج کی دس
لائنوں میں سے ایک لائن سر ہنری فریڈ نے یہاں مشن سپاٹ
پر چیف انجینئر رابرٹ کو بھی دے رکھی تھی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے
ہی سر ہنری فریڈ تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے رسیور
اٹھا لیا۔

" یس۔ ہنری فریڈ" ـــ سر ہنری فریڈ کے لہجے میں امید و بیم
کی ملی جلی جھلکیاں موجود تھیں۔

" بی۔ ایل۔ تھرٹی ون سپیکنگ سر۔ میرے پاس آپ کے لئے
بہت بڑی خوشخبری ہے۔ اسے خوش قسمتی ہی کہا جا سکتا ہے کہ

ترجیم کے چار ٹرک ہمیں دارالحکومت کی بیرونی حد پر محصول چونگی کی
ادائیگی کے لئے کھڑے مل گئے۔ میں نے بیوپاری سے بات کی۔ کہ
مجھے ایک ٹرک مال فوری چاہیئے۔ اس نے دوگنی قیمت پر ایک ٹرک
مجھے فروخت کر دیا۔ اور میں یہ ٹرک اُسی قصبے میں اپنے سٹور پر لے
جاکر اتار چکا ہوں۔ ٹرک والا واپس چلا گیا ہے۔ میرے آدمی اب
اس کمپنی سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ جن کے ٹرکوں کے ذریعے پہلے
بھی مال مشن سپاٹ پر بھجوایا گیا تھا۔ اور وہ لوگ انتہائی قابل اعتماد
ثابت ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مال
رات کو بارہ بجے سے پہلے آپ تک بحفاظت پہنچ جائے گا"۔۔۔
تھرٹی ون نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ۔ واقعی یہ انتہائی خوش قسمتی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے
کہ میں تو اس مشن سے مایوس ہو چکا تھا"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ مشن ہر صورت میں مکمل ہو گا"۔۔۔ تھرٹی ون
نے کہا۔

"او۔کے۔ مال وصول کرنے کی وہی پہلے والی روٹین رہے گی۔
سمجھ گئے"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"یس سر۔ وہی ٹھیک ہے۔ گڈ بائی"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا
گیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔ اور سر ہنری فریڈ نے رسیور رکھ کر جب
پوری تفصیل کریگر اور رابرٹ کو بتائی تو ان دونوں کے چہروں پر
بے پناہ مسرت کی چمک ابھر آئی۔

"سیلاب کا خطرہ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو
نے آپریشن روم میں بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک
کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔

"ہاں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سیلاب زیادہ تباہی نہ مچا سکے گا۔
کیونکہ میں نے ہیلی کاپٹر پر خود تمام سپر بندوں کا معائنہ کیا ہے۔
وہ سب بہترین حالت میں ہیں۔ اور کچھ نئے چھوٹے بند بھی ہنگامی
طور پر تیار کئے جا رہے ہیں اور پہلے سے موجود سپر بندوں کو اونچا
اور مضبوط بھی کیا جا رہا ہے۔ باقی جو ہو گا اللہ کے حکم سے ہی ہو گا۔
انسان تو اپنی امکانی کوشش ہی کر سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے
کتاب بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"بندوں کی چیکنگ تو آپ نے اس کریگر کے چکر میں کی ہو گی"۔
بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ۔ اور اب میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ الفرڈ مرفی نے غلط اندازہ لگایا ہے ۔ ورنہ اب تک کونگر کہیں نہ کہیں بہرحال ظاہر ہو جاتا ۔ جب کہ وہ نواب زادی رخشندہ بھی واپس نہیں آئی اور نہ ہی وہ لارڈ ارسٹل آیا ہے ۔ ایک بار تو میرا جی چاہا کہ گریٹ لینڈ جا کر خود اس بارے میں تحقیقات کروں ۔ لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا ۔ کیونکہ جو کچھ ہونا ہے یہاں پاکیشیا میں ہونا ہے ۔ اس لئے جب تک سیلاب کا خطرہ حقیقی طور پر ختم نہیں ہو جاتا مجھے یہیں رہنا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"سیلاب کی صورت حال جو بتائی جا رہی ہے ۔ اس میں سب سے خطرناک صورت حال دریائے کانڈس کی ہے اور بلیٹن میں بتایا جا رہا تھا کہ کل دوپہر کے وقت دریائے کانڈس میں تاریخ کا سب سے بڑا سیلابی ریلا گزرے گا ۔ اور اس کے بعد بھی پانی کی سطح کم ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا ۔

"بہرحال یہ تو طے شدہ بات ہے کہ اس بار سیلاب کا خطرہ پاکیشیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ محسوس کیا جا رہا ہے ۔ کیونکہ اس قدر بارشیں پہلے کبھی نہیں ہوئیں ۔ اب دیکھو کیا ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی بات کرتا میز پر موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا ۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی ۔

"یس ۔ کیا بات ہے" ۔۔۔ عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ کیونکہ صفدر کے لہجے میں اس نے واضح ہچکچاہٹ محسوس کی تھی جیسے وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہو ۔ لیکن کر نہ پا رہا ہو ۔

"سر عمران صاحب فلیٹ میں بھی موجود نہیں ہیں اور رانا ہاؤس میں بھی موجود نہیں ہیں ۔ جب کہ میں ان سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں ۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے ۔ کہ اگر آپ نے انہیں کہیں بھیجا ہو تو ان کی واپسی کے وقت کا پتہ چل سکے" ۔۔۔ صفدر نے ہچکچاتے ہوئے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

"کیا ضرورت پیش آ گئی ہے تمہیں عمران سے فوری طور پر ملنے کی" عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا ۔

"سر ۔ ایک سائنسی بات معلوم کرنی ہے" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا ۔

"تم کہاں سے بات کر رہے ہو" ۔۔۔ عمران نے پوچھا ۔

"میں اپنے فلیٹ میں ہوں جناب" ۔۔۔ صفدر نے کہا ۔

"ٹھیک ہے ۔ عمران نے اگر رابطہ قائم کیا تو میں اسے اطلاع کر دوں گا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر واقعی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

"صفدر کو کسی سائنسی بات سے واسطہ پڑ گیا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"معلوم نہیں۔ ویسے صفدر انتہائی ذہین آدمی ہے۔ اس لئے
کوئی خاص بات ہی ہوگی۔ ورنہ وہ کم از کم یہاں فون نہ کرتا۔ ٹھیک
ہے۔ میں اس کے فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ میں اسے کہہ دوں گا کہ میں
نے ابھی کال کی ہے تو تم نے مجھے صفدر کا پیغام دیا ہے"۔۔۔ عمران
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد
اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے صفدر کے فلیٹ کی طرف اڑی
چلی جا رہی تھی۔ صفدر کے فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال
بیل کا بٹن پش کیا تو دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر
صفدر کھڑا تھا۔ اور عقب میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل
اور تنویر بھی نظر آ رہے تھے۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، سنا ہے مجھے بھاری ٹیوشن
فیس ملنے کا سکوپ پیدا ہو گیا ہے۔ آج کم از کم میں آغا سلیمان
پاشا کو تو بتا سکوں گا کہ سائنس میں ڈاکٹریٹ کرنے کا میں نے کچھ مالی
فائدہ تو حاصل کیا۔ ورنہ وہ ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے کہ میں نے
سائنس میں ڈگریاں لے کر وقت ضائع کیا ہے۔ اس سے بہتر تھا
کہ میں خانہ داری کا مضمون پڑھ لیتا۔ جس میں خانہ دار خواتین
کو گھریلو بجٹ بنانے کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ حالانکہ بجٹ
آج تک حکومت سے نہیں بن سکا تو بیچاری گھریلو عورتیں کیا بجٹ
بنائیں گی"۔۔۔ عمران کی زبان پوری رفتار سے چل پڑی تھی۔

"توبہ یہ آدمی کس تیزی سے بولتا ہے۔ اس نے ضرور کسی کوے
کی زبان کھائی ہوئی ہے"۔۔۔ عمران کے خاموش ہوتے ہی تنویر

نے انتہائی بیزار سے لہجے میں کہا۔

"باقی کوا جس نے کھایا ہے۔ وہ بے چارہ آج تک پتھر ڈھونڈھتا
پھر رہا ہے کہ پتھر ڈال کر پیاس بجھا سکے۔ لیکن ویسے ہی پیاسے کا پیاسا
ہے"۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر
اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑے۔ جب کہ تنویر برا سا منہ
بنا کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے وہ عمران کا طنز سمجھ گیا تھا کہ عمران
جولیا اور اس کے تعلقات کے بارے میں طنز کر رہا ہے۔

"عمران صاحب۔ ایک بات بس اتفاق سے سامنے آئی ہے اور
میں بری طرح الجھ گیا ہوں۔ کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ مل کر
میں نے بڑی مغز ماری کی ہے۔ لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ تو
آخر کار مجبوراً مجھے چیف سے آپ کے متعلق معلوم کرنا پڑا"۔۔۔
صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میں نے ابھی اپنے چیک کی بابت بات کی ہے۔ کہ سیلاب آ رہا
ہے اور ظاہر ہے سیلاب میں کشتی کی ضرورت پڑے گی اور کشتی
والے آج کل بڑی رقم مانگتے ہیں تو اس نے کہا کہ چیک تو ابھی پاس
نہیں ہوا۔ البتہ صفدر کوئی سائنسی بات پوچھنا چاہتا ہے۔ میں تو
خوش ہو گیا کہ چلو چیک بعد میں کام آئے گا۔ فی الحال کشتی کی رقم نکلنے
کا سکوپ تو پیدا ہوا"۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی تھی۔

"کشتی چھوڑ آپ کو جہاز کی رقم مل جائے گی۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ
کیپٹن شکیل ایک آدمی کو جانتا ہے کہ وہ گریٹ لینڈ کا باشندہ
ہے۔ یہاں وہ گھریلو مصنوعات بنانے والے ایک کاروباری ادارے

کا سپیل سپروائزر ہے۔ لیکن آج کیپٹن شکیل ایک کام جا رہا تھا
کہ راستے میں چیکنگ ہو رہی تھی۔ کیپٹن شکیل کو رکنا پڑا۔ چیکنگ
کی قطار لمبی تھی۔ اس لئے کیپٹن شکیل کار سے نیچے اتر گیا۔ اس
کے سامنے ایک ٹرک موجود تھا۔ جو بند باڈی کا تھا۔ وہی آدمی
ٹرک ڈرائیور کے ساتھ کھڑا پراسرار انداز میں باتیں کر رہا تھا اس پراسراریت
کو دیکھ کر کیپٹن شکیل کو تشویش ہوئی تو اس نے قریب جا کر ان کے درمیان باتیں
سنیں تو صرف اتنا پتہ چلا کہ ٹرک پر ترجلیم نامی کوئی معدنیات لدی
ہوئی ہے۔ اور ٹرک نے قدیم تاریخی شہر باکشا جانا ہے۔ لیکن یہ تو
کوئی ایسی بات نہ تھی۔ لیکن اصل بات یہ تھی کہ وہ آدمی ڈرائیور
کو بتا رہا تھا کہ کوڈ وہی ہوں گے جو پہلے طے ہوئے تھے۔ اور اگر راستے
میں کوئی پوچھے تو اس نے سوراجیا کا نام نہیں لینا۔ اس لفظ کوڈ
پر کیپٹن شکیل چونک پڑا۔ اتنے میں قطار کچھ آگے بڑھ گئی تھی۔ اس
لئے کیپٹن شکیل بھی کار میں بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اس ٹرک کو واقعی باکشا
کی طرف جاتے دیکھا۔ لیکن ظاہر ہے کیپٹن شکیل کے پیچھے جانے کا
کوئی تک نہ بنتا تھا۔ اس لئے کیپٹن شکیل میرے پاس یہاں آ
گیا۔ تنویر یہاں پہلے سے موجود تھا۔ اب ہم تینوں یہ سوچ رہے
ہیں کہ ترجلیم نامی معدنیات کو ان کھنڈرات میں لے جانا۔ اور پھر
کوڈ کا دوہرانا یہ سب کیا ہے۔ کیا وہاں کوئی فولاد کا کارخانہ ہے۔
کیونکہ میرا جہاں تک خیال ہے ترجلیم نامی معدنیات فولادی
بھٹیاں بنانے کے کام آتی ہے۔ اور اگر ہے بھی تو کاروبار تو ہوتا
رہتا ہے۔ پھر یہ کوڈ اور اس گریٹ لینڈ کے ایجنٹ کا اس ٹرک

سے تعلق۔ جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو ہم نے سوچا کہ آپ سے
بات کی جائے۔ آپ فلیٹ پر بھی نہ تھے۔ اور نہ ہی رانا ہاؤس میں
اور ہمیں عجیب سی بے چینی اور اضطراب نے گھیر رکھا تھا۔ اس لئے
مجبوراً چیف کو فون کرنا پڑا" ___ صفدر نے پوری تفصیل سے بات
کرتے ہوئے کہا۔

"اس ٹرک کا نمبر اور کمپنی کا نام" ___ عمران نے انتہائی سنجیدگی
سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے
ٹرک کا نمبر بھی بتا دیا۔ اور کمپنی کا نام بھی۔ لیکن عمران کے چہرے
پر پھیلی ہوئی بے پناہ سنجیدگی دیکھ کر وہ تینوں چونک پڑے تھے۔

"کیا اس بات کی کوئی اہمیت ہے" ___ صفدر نے حیران ہو
کر پوچھا۔

"مزید پوچھ گچھ کرنی پڑے گی" ___ عمران نے کہا اور میز پر رکھے
ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے انکوائری کے نمبر
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز" ___ چند بار نمبر گھمانے کے بعد رابطہ قائم ہوتے
ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"چوہدری ٹرانسپورٹ کمپنی کا نمبر بتاؤ" ___ عمران نے کہا اور
دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبا کر آپریٹر
کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"چوہدری ٹرانسپورٹ کمپنی" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
کرخت سی آواز سنائی دی۔

"چیف ٹریفک انسپکٹر راحت بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب۔ فرمایئے۔ حکم کیجیئے جناب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"منیجر سے بات کراؤ"۔۔۔۔ عمران نے اُسی لہجے میں کہا۔

"میں منیجر اسلم چوہدری بول رہا ہوں جناب۔ حکم فرمایئں ہم سے کوئی قصور ہو گیا ہے جناب۔ کہ آپ جیسے بڑے افسر کو فون کرنے کی تکلیف کرنی پڑی ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کھبیک مانگنے والے لہجے میں کہا گیا۔

"ایک ٹرک کے بارے میں رپورٹ ملی ہے کہ اس نے چونگی نا کے پر ٹریفک انسپکٹر کے اشارے کے باوجود ٹرک نہیں روکا۔ اور آگے نکل گیا ہے۔ انسپکٹر کا موٹر سائیکل درست کام نہ کر رہا تھا اس لئے اس نے مجھے رپورٹ دی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کس ڈرائیور میں یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ نہ رکے جناب۔ ہم تو ہمیشہ آپ کے خدمت گزار رہے ہیں اور ہم نے کبھی کالا دھندہ بھی نہیں کیا جناب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے منیجر کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے کیپٹن شکیل کا بتایا ہوا ٹرک نمبر بتا دیا۔

"اوہ۔ اس کا ڈرائیور تو رانا ہاشم ہے جناب۔ انتہائی خدمت گزار آدمی ہے۔ آج تک اس کے متعلق شکایت نہیں ملی جناب" منیجر اسلم چوہدری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ ٹرک کہاں جا رہا تھا اور اس پہ کیا لدا ہوا ہے"۔۔۔۔ عمران

نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ایک منٹ جناب۔ میں بتاتا ہوں"۔۔۔۔ منیجر اسلم نے کہا اور پھر کاغذ کھڑکھڑانے کی آوازیں آنے لگیں۔

"جی جناب۔ یہ ٹرک پتھر لاد کر گیا ہے جناب۔ باکستا کے لئے جناب"۔۔۔۔ اسلم نے کہا۔

"کون سے پتھر۔ عام پتھر یا ماربل پتھر"۔۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر پوچھا۔

"نہیں جناب۔ یہ کوئی نیا سا نام ہے۔ ایک منٹ۔ جی ہاں جناب۔ ترجلیم لکھا ہوا ہے بلٹی پہ۔ ترجلیم پتھر اب مجھے تو معلوم نہیں جناب کہ یہ ترجلیم پتھر کیا ہوتا ہے۔ بہر حال ہے پتھر ہی"۔۔۔۔ منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باکش میں کہاں مال اترے گا"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب۔ بیوپاری ساتھ گیا ہے۔ اس لئے کچھ کہا نہیں جا سکتا جناب کہ کہاں مال اترے گا۔ استاد ہاشم خان واپس آئے گا تو بتا سکے گا۔ لیکن جناب آپ بے فکر رہیں۔ کوئی کالا دھندہ نہیں ہے جناب۔ پہلے بھی ہم یہ ترجلیم پتھر لوڈ کرتے رہے ہیں۔ باکشتا کے لئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کب کی بات ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب۔ بیس پچیس روز پہلے کی ہو گی۔ اب مجھے پوری طرح یاد نہیں ہے۔ ہم نے پانچ سو کے قریب ٹرک لوڈ کئے تھے پھر اب اتنے دنوں بعد پھر ایک ٹرک لوڈ ہوا ہے"۔۔۔۔ منیجر اسلم

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ استاد ہاشم واپس اڈے پر آئے گا یا کہیں اور جائے گا"۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب وہ ٹرک کا مالک بھی ہے۔ ہمارے پاس تو کمیشن پر چلتا ہے۔ اب رات ہونے والی ہے اور کل صبح اس نے ایک اور پارٹی کی افسر نگر کے لئے بکنگ کر رکھی ہے۔ اس لئے جناب ہو سکتا ہے کہ رات وہ گھر پر ہی گزارے اور صبح اڈے پر آئے"۔۔۔۔ اسلم نے جواب دیا۔

"اس کا گھر کہاں ہے۔ پورا پتہ بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب وہ بالکل صاف آدمی ہے۔ آپ یقین کریں بڑا صاف آدمی ہے"۔۔۔۔ اسلم منیجر ڈرائیور کے گھر کا پتہ پوچھنے پر گھبرا گیا۔

"اگر صاف ہے تو ظاہر ہے کہ ہم نے اس سے کیا لینا ہے۔ اس لئے گھر کا پتہ بتانے میں کیوں جھجک رہے ہو۔ معمولی سی انکوائری تو بہر حال ضروری ہے"۔۔۔۔ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ اعظمی محلے میں رہتا ہے۔ استاد بوٹے کا تنور مشہور ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کا گھر ہے۔ اب وہاں مکان نمبر وغیرہ تو ہیں نہیں جناب۔ ویسے اگر آپ حکم کریں تو میں صبح اسے ساتھ لے کر آپ کے دفتر میں حاضر ہو جاؤں"۔۔۔۔ منیجر اسلم نے کہا۔

"اوہ۔ اعظمی محلے میں رہتا ہے۔ پھر تو غریب آدمی ہوا۔ اور غریب آدمی نے کیا کالا دھندہ کرنا ہے۔ اگر کرتا تو کسی کالونی میں رہ رہا ہوتا۔ ٹھیک ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے اور۔ کے"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ اب اس استاد ہاشم کو کور کرنا ہو گا۔ تب ہی اصل بات سامنے آئے گی"۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"پہلے ہمیں تو کچھ بتائیں کہ آخر اس کی اتنی کیا اہمیت ہے۔ کہ آپ یوں پریشان ہو گئے ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"کریگر کو تم سب تلاش کرتے رہے ہو ناں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن وہ تو نہیں ملا۔ اور چیف نے تلاش ہی ختم کر دینے کا آرڈر دے دیا ہے۔ مگر تم جسیم پتھر سے کریگر کا کیا تعلق"۔۔۔۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ایک تو مسئلہ یہ ہے کہ تمہارا چیف تمہیں کچھ بتاتا ہی نہیں۔ یہ فرض بھی مجھے پورا کرنا پڑتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں جو سب کچھ بتا دیتا ہے۔ کیا یہ کافی نہیں ہے"۔۔۔۔ تنویر جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا تنک کر بول پڑا۔

"تنویر۔ تم خاموش رہو۔ عمران صاحب کی سنجیدگی بتا رہی ہے کہ معاملات انتہائی اہم ہیں۔ ہم تو ویسے ہی بحث میں الجھ رہے تھے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ خوش قسمتی سے کوئی اہم کلیو ہاتھ لگ گیا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر ہونٹ سکیڑ کر اور کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔

"تمہارے چیف نے مجھے اور ٹائیگر کو باٹا شہر کے ساتھ ایک

قدیم ٹیلے کی طرف بھیجا تھا۔ جہاں آج کل گریٹ لینڈ کے ماہرین آثار قدیمہ کھدائی کر رہے ہیں۔ اسے سوراجیا کہتے ہیں۔ ان دونوں قدیم شہروں کے درمیان دریائے کانڈس پڑتا ہے۔ اور ایک قدیم اور خستہ سا پل بھی ہے۔ تمہارے چیف کو اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا کے خلاف گریٹ لینڈ کا ایک نیا سیکشن کریگر سیکشن کوئی ایسا منصوبہ بروئے کار لا رہا ہے۔ جس کا تعلق کسی نہ کسی طرح سیلاب سے بنتا ہے۔ اس کریگر کے بارے میں تلاش کے دوران ایک اطلاع ملی کہ کریگر جیسا قد وقامت کا آدمی جو کہ گریٹ لینڈ کا ہی باشندہ ہے۔ سوراجیا میں دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ میں اور ٹائیگر وہاں گئے۔ لیکن وہاں واقعی آثار قدیمہ کی کھدائی ہو رہی ہے۔ وہ آدمی بھی وہاں موجود تھا۔ وہ چیف گارڈ تھا۔ اس کا نام برڈس تھا۔ اُسے چیک کیا گیا وہ مشکوک نہ نکلا۔ چنانچہ ہم نے واپس آکر رپورٹ دے دی۔ کہ وہاں کریگر موجود نہیں ہے۔ اور ویسے بھی کریگر کی وہاں موجودگی کا کوئی سوال پیدا نہ ہوتا تھا۔ کہ وہاں دریائے کانڈس تو ہے لیکن کوئی بند وغیرہ نہیں ہے کہ یہ سمجھا جاتا کہ کریگر وہاں بند کو توڑ کر سیلاب لانے کے چکر میں ہو۔ یہاں بھی کہیں کریگر یا کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آیا۔ چیف کے کہنے پر میں سپیشل ہیلی کاپٹر پر تمام بڑے دریاؤں کے سپر بندوں کی چیکنگ بھی کر آیا۔ کہیں کوئی مشکوک بات یا کوئی مشکوک حالات موجود نہ تھے۔ ویسے بھی بندوں پر فوج نگرانی کے لئے موجود ہے۔ اس لئے یہی سمجھا گیا کہ اطلاع غلط ملی ہے۔ لیکن اب تمہاری اس بات پر مسئلہ

یوں الجھ گیا ہے کہ باکشا یا سوراجیا یا اس کے ارد گرد کہیں کوئی ایسا کارخانہ یا ادارہ موجود نہیں ہے۔ جہاں یہ ترجبیم پتھر کام آتا ہو۔ یہ واقعی فولادی بھٹیاں بنانے کے کام آتا ہے اسے مخصوص کیمیکلز کے ساتھ اور پانی کے ساتھ ملا دیا جائے تو یہ ترجبیم پتھر اس قدر مضبوط ہو جاتا ہے کہ اس پر شاید ایٹم بم بھی اثر نہ کرے۔ تو پھر گریٹ لینڈ کے باشندے کی اس ٹرک ڈرائیور ہاشم سے گفتگو۔ کوڈ کا مشکوک لفظ۔ ترجبیم پتھر کی لوڈنگ اور باکشا اور سوراجیا کا حوالہ اور اب اس منیجر کی بات کہ بیس پچیس روز پہلے پانچ سو ٹرک ترجبیم باکشا پہنچائے گئے۔ یہ ساری باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ کوئی نہ کوئی ایسی گڑبڑ بہر حال ہو رہی ہے۔ جس کا ہمیں ابھی تک پتہ نہیں چل سکا اور نہ چل رہا ہے" ـــــ عمران نے پوری طرح وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"حالات واقعی مشکوک ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں جا کر اس ہاشم کی ہڈیوں سے بھی اصل راز اگلوا لوں گا" ـــــ تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہم سب کو چلنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات سامنے آجائے کہ ہمیں فوری اور تیز ایکشن لینا پڑے۔ کیونکہ اگر واقعی کسی منصوبہ پر کام ہو رہا ہے۔ اور اس منصوبے کا تعلق سیلاب سے ہے۔ تو کل ہی دریائے کانڈس میں سب سے خوفناک سیلابی ریلا گزرنے والا ہے" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چاروں دو

کاروں میں بیٹھ کر دارالحکومت کے ایک متوسط رہائشی علاقے اعظمی
محلے کے چوک پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک سینما تھا۔ عمران نے کار سینما
کی ایک تاریک سائیڈ پر روکی۔ اور پھر باقی ساتھیوں کو وہیں رکنے
کا کہہ کر وہ تنویر کو ہمراہ لئے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ استاد
بوٹے کے تنور پر پہنچ چکے تھے۔ واقعی استاد بوٹے کا تنور شیطان کی
طرح مشہور تھا۔ یہ روٹی پکانے والے دو تنوروں پر مشتمل ایک
دکان تھی۔ جس کے باہر ایک موٹے پیٹ اور سفید سر والا آدمی صرف
واسکٹ اور دھوتی پہنے بیٹھا پکی پکائی روٹیاں فروخت کر رہا تھا۔ یہ
استاد بوٹا تھا۔

"ٹرک ڈرائیور استاد ہاشم سے ملنا ہے"۔۔۔ عمران نے
اس استاد بوٹے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ساتھ لال رنگ کا دروازہ ہے۔ ابھی واپس آیا ہے استاد
ہاشم۔ میں نے اسے گھر جاتے دیکھا ہے"۔۔۔ استاد بوٹے نے
جواب دیا۔ اور ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے انہیں استاد
ہاشم کا گھر بھی دکھا دیا۔ عمران سر ہلاتا ہوا مڑا اور استاد ہاشم کے
گھر کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لیکن اندر کی طرف ایک
میلا سا پردہ لٹک رہا تھا۔ عمران نے دروازہ پر لگی ہوئی زنجیر بجائی
تو ایک چھوٹا سا بچہ جس کے جسم پر صرف نیکر تھی ناک بہاتا باہر آ گیا۔

"استاد ہاشم تمہارا ابا ہے"۔۔۔ عمران نے ذرا اونچی آواز
میں اس بچے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ اس کی
آواز گھر کے اندر تک پہنچ جائے۔ اور وہی ہوا۔ دوسرے لمحے پردہ

ہٹا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے کاندھے پر رومال موجود تھا۔
اسی رومال کے ایک کونے سے منہ صاف کرتا ہوا باہر آ گیا۔

"جی ہاں۔ میرا نام ہاشم ہے۔ فرمایئے"۔۔۔ استاد ہاشم نے
انتہائی حیرت بھرے انداز میں عمران اور تنویر دونوں کو غور سے دیکھتے
ہوئے کہا۔

"کچھ مال چیک کرانا تھا باکشل کے لئے۔ ہمیں منیجر اسلم چوہدری
نے بتایا ہے کہ آپ اس سارے علاقے کے واقف ہیں"۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ واقف تو ہوں مگر۔۔۔۔۔" استاد ہاشم نے مبہم سے
لہجے میں کہا۔

"آیئے۔ پھر آپ سے تفصیلی بات ہو جائے۔ ہمارا مال دو ماہ
تک مسلسل سپلائی ہونا ہے۔ ہمیں صرف اعتماد والا آدمی چاہئے۔
معاوضے کی فکر نہ کریں۔ جتنا آپ کہیں گے مل جائے گا۔ بشرطیکہ
مناسب ہو"۔۔۔ عمران نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا

"آپ صبح آ جایئے اڈے پر۔ یہاں میرے پاس تو آپ کو بٹھانے
کی بھی جگہ نہیں ہے"۔۔۔ استاد ہاشم نے کچھ ہچکچاتے ہوئے
انداز میں کہا۔ اصل میں عمران کے پیچھے کھڑے ہوئے تنویر کی شکل دیکھ
کر وہ گھبرا رہا تھا۔ جس کے چہرے پر بے پناہ سختی کے آثار نمودار
تھے۔

"ارے بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سیٹھ صاحب ادھر سینما کے
پاس کار میں موجود ہیں۔ میں تو صرف ان کا کارندہ ہوں اور یہ ان کے

باڈی گارڈ ہیں۔ بس آپ سیٹھ صاحب کو شکل دکھا دیں۔ تاکہ وہ
مطمئن ہو جائیں۔ باقی کام تو ہم آپس میں کر ہی لیں گے" ____
عمران نے آنکھ کا کونا دبا کر مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا،
اور استاد ہاشم کے چہرے پر بے اختیار اطمینان بھری مسکراہٹ
رینگنے لگی۔ تنویر کے متعلق جب اُسے معلوم ہو گیا کہ یہ سیٹھ کا باڈی
گارڈ ہے۔ تو اس کا سارا خوف خود بخود دور ہو گیا۔ کیونکہ اتنا تو وہ
بھی جانتا تھا کہ یہ باڈی گارڈ ٹائپ لوگ فطری طور پر ہی سخت
مزاج واقع ہوتے ہیں۔ اور عمران نے بھی اس کی نظریں بچاتے
ہوئے بات کی تھی۔ تاکہ وہ پوری طرح مطمئن ہو جائے۔

"ٹھیک ہے۔ آیئے" ___ استاد ہاشم نے باہر آتے ہوئے
کہا۔ اور پھر وہ عمران کے ساتھ چلتا ہوا سینما کی سائیڈ پر کھڑی کاروں
کی طرف بڑھتے گئے۔

"کس قسم کا مال ہے جناب" ___ استاد ہاشم نے چلتے ہوئے
عمران سے پوچھا۔

"کالا دھندہ نہیں ہے۔ فکر نہ کرو۔ اس کے باوجود اعتماد
ضروری ہے" ___ عمران نے کہا اور استاد ہاشم کے چہرے
پر مزید اطمینان کے رنگ بکھر گئے۔

عمران نے جان بوجھ کر یہ الفاظ کہے تھے۔ کیونکہ گھر کی حالت دروازے
سے نکلنے والے بچے کی حالت دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ استاد
ہاشم کالے دھندے میں بہرحال ملوث نہیں ہے۔ ورنہ اس کی اپنی
گھر کی اور اس کے بچے کی یہ حالت نہ ہوتی۔ کاریں چونکہ اندھیرے

میں کھڑی تھیں۔ اس لئے جیسے ہی استاد ہاشم کار کے نزدیک پہنچا
عمران کا بازو الٹے انداز میں گھوما۔ اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک
پوری قوت سے استاد ہاشم کی کنپٹی پر پڑا۔ استاد ہاشم کے حلق سے
اوغ کی آواز نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل نیچے گرنے ہی لگا تھا۔ کہ
دوسری طرف موجود تنویر نے اُسے سنبھال لیا۔ اسی لمحے صفدر نے جو
کار کے قریب کھڑا تھا۔ تیزی سے کار کا عقبی دروازہ کھولا۔ اور تنویر
نے اپنے بازوؤں میں بے ہوش ہوتے استاد ہاشم کو ایک جھٹکے
سے اٹھا کر عقبی سیٹ پر پھینک دیا۔ اور خود بھی وہ اس کے ساتھ ہی
اندر داخل ہو گیا۔ دوسرے لمحے دونوں کاریں تیزی سے سٹارٹ
ہوئیں اور آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں آگے بڑھ گئیں۔ عمران نے کار کا
رخ رانا ہاؤس کی طرف موڑ دیا۔ تاکہ وہاں اطمینان سے استاد ہاشم
سے پوچھ گچھ کی جا سکے۔

تھوڑی دیر بعد استاد ہاشم ایک کرسی پر بندھا ہوا بیٹھا تھا۔
اور عمران کے ساتھ تنویر، صفدر، کیپٹن شکیل کے علاوہ جوزف
اور جوانا بھی کھڑے تھے۔

"ہوش میں لاؤں اسے۔ اور شروع کروں پوچھ گچھ" ___ تنویر
نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ شریف اور مزدور آدمی ہے۔ کوئی مجرم نہیں ہے۔
اور ایسے لمبے تڑنگے آدمیوں کو دیکھ کر تو اس کا دم ویسے ہی نکل
جائے گا۔ اس لئے کسی تشدد کے بغیر ہی یہ سب کچھ اگل دے گا"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کرسی پر بندھے

بیٹھے استاد ہاشم کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا چند
لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو عمران ہاتھ چھوڑ کر
پیچھے ہٹ گیا۔ عمران استاد ہاشم کے سامنے کھڑا تھا۔ جب کہ
اس کے باقی ساتھی کرسی کے سامنے ایک نیم دائرے کی صورت
میں کھڑے تھے۔ چند لمحوں بعد استاد ہاشم کی آنکھیں ایک جھٹکے
سے کھلیں اور اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔
"کک۔ کک۔ کون۔ کون ہو تم" ۔۔۔ استاد ہاشم کی
آنکھوں میں جیسے ہی شعور کی چمک ابھری۔ اس نے سامنے کھڑے
عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے انتہائی خوفزدہ لہجے
میں کہا۔
"استاد ہاشم۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ایک شریف آدمی ہو اور
مزدور ہو۔ کسی غلط دھندے میں ملوث نہیں ہو۔ لیکن تم نے نہ
جانتے ہوئے ایک ایسے جرم میں تعاون کیا ہے کہ جس سے پورے
ملک میں تباہی آسکتی ہے۔ لاکھوں، کروڑوں بے گناہ افراد مر
سکتے ہیں۔ جن میں تم خود بھی شامل ہو سکتے ہو۔ اور تمہارے بچے
بھی۔ اس لئے اگر تم واقعی بے گناہ ہو تو جو کچھ میں پوچھوں سچ سچ
بتا دو۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ بہت سے حالات ہم جانتے ہیں اور تم سے
صرف اس لئے پوچھیں گے کہ کہیں تم جھوٹ تو نہیں بول رہے۔ اور
اگر تم نے ایک لفظ بھی جھوٹ بولا تو تم ان لوگوں کو اچھی طرح دیکھ
لو۔ انسانی ہڈیاں توڑنے کے یہ انتہائی ماہر ہیں اور تمہارے جسم
میں موجود ساری ہڈیاں توڑنے کے لئے بے چین بھی ہیں" ۔۔۔ عمران

نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"م ۔۔۔ م ۔۔۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔
میں تو ڈرائیور ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے" ۔۔۔ استاد ہاشم
کا چہرہ خوف کی شدت سے ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ اور
آنکھیں ابل کر حلقوں سے باہر آنے کے لئے بے چین ہو رہی تھیں۔
"ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی استاد ہاشم۔ تم نے ترجیم پتھروں
سے لدا ہوا ٹرک پاکیشیا پہنچایا ہے ناں" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں
کہا۔
"ہاں ہاں۔ پہنچایا ہے۔ ابھی وہیں سے تو فارغ ہو کر گھر آیا تھا
مگر ......" استاد ہاشم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن
اب اس کے چہرے پر خوف کے ساتھ ساتھ حیرت کے بھی تاثرات
نمایاں تھے۔
"یہ ترجیم پتھر پاکیشیا کے خلاف ایک خوفناک جرم کے لئے
لے جایا گیا ہے۔ اس لئے تم پوری تفصیل سے بتاؤ کہ تم نے پہلے کہاں
یہ پتھر پہنچایا ہے۔ اور اب کہاں پہنچایا ہے۔ کن لوگوں نے تمہیں
سپلائی کے لئے کہا۔ اور کیا کیا کوڈ طے ہوئے تھے" ۔۔۔ عمران
نے سخت لہجے میں کہا۔
"ج ۔۔۔ جناب مجھے تو معلوم نہیں کہ پتھر بھی جرم کر سکتے ہیں جناب
وہ تو پتھر ہیں۔ بیس پچیس روز پہلے ایک غیر ملکی ہمارے اڈے
کے منیجر سے ملا۔ اس نے کہا کہ اس نے دادمیر قصبے کے گوداموں
سے پتھر پاکیشیا پہنچانے ہیں۔ اس نے معاوضہ ہماری مرضی کا دیا۔ چنانچہ

پچیس ٹرک روزانہ کے لئے اڈے سے بک کر دیئے گئے، جس میں میرا ٹرک بھی تھا۔ میں چونکہ سب ڈرائیوروں سے بڑا ہوں اور ٹرک بھی میرا اپنا ہے۔ اس لئے وہ مجھ سے ہی بات چیت کرتے تھے انہوں نے باکش کے کھنڈرات کے قریب ایک وسیع میدان میں ان پتھروں کو ڈھیر کرنا شروع کر دیا۔ ہمیں انہوں نے کہا کہ ہم رات کو بھی سپلائی دیں گے اور وہاں ہمارے آدمی موجود ہوں گے۔ ہم ٹرک باکش سے دو کلومیٹر دور درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس روک دیں گے۔ دور سے جب ہم تین بار ٹارچ چمکتی دیکھیں تو ٹرک آگے لے جائیں۔ اس سے پہلے نہیں۔ اور جب ہم اس میدان میں پہنچیں گے تو وہاں دو آدمی موجود ہوں گے۔ جن میں سے ایک ہمارے پاس آکر پوچھے گا کہ پتھر کس سائز کے ہیں تو ہم اسے جواب دیں گے۔ کہ پتھروں کا کوئی سائز نہیں ہوتا۔ پھر وہ ہمیں آگے لے جائے گا۔ اور جہاں وہ کہے گا ہم نے وہاں پتھر ان لوڈ کر دینے ہیں اور واپس چلے جانا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا بھی تھا کہ آخر پتھر لے جانے کے لئے وہ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ یہاں فولادی بھٹیاں بنانے کا ایک اور کارخانہ بھی بننے والا ہے۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ انہیں معلوم ہو سکے کہ ہم نے پتھروں کی سپلائی شروع کر دی ہے۔ تاکہ ہمارا کارخانہ ان سے پہلے شروع ہو جائے۔ اس طرح وہ جب ہمارا کارخانہ چالو دیکھیں گے تو اپنا کارخانہ لگانے کا ارادہ ختم کر دیں گے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سے پہلے کارخانہ چالو کر دیں اور ہمیں کام روکنا پڑے۔

اس پر ہم مطمئن ہو گئے۔ پچیس ٹرک روز کے حساب سے تقریباً پانچ سو ٹرک وہاں گئے۔ اس کے بعد ہمیں روک دیا گیا۔ پھر آج وہی غیر ملکی اڈے پر آیا تو میں وہاں موجود تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ فوری طور پر ایک ٹرک پہنچانا ہے۔ جس پر میں تیار ہو گیا۔ وہ میرے ساتھ وادمیر کے سٹور پر گیا۔ وہاں ایک ٹرک کا ہی مال موجود تھا۔ اس کے آدمی وہاں موجود تھے۔ ٹرک لوڈ ہوا۔ اور وہ میرے ساتھ بیٹھ کر دارالحکومت کے بیرونی چنگی ناکے تک آیا۔ اس نے بتایا کہ کوڈ وہی پرانا ہو گا۔ میں چونکہ پہلے سے جانتا تھا۔ اس لئے مجھے زیادہ بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ جب میں وہاں درختوں کے جھنڈ کے پاس پہنچا تو ویسے ہی دور سے تین بار ٹارچ جلائی گئی۔ اور میں ٹرک اس میدان میں لے گیا۔ ایک غیر ملکی نے اسی طرح مجھ سے بات کی۔ پھر ٹرک وہیں میدان میں ہی ان لوڈ کیا گیا۔ اور میں واپس آگیا۔ ٹرک چونکہ بارشوں کی وجہ سے خاصا خراب ہو رہا تھا۔ اور صبح میں نے دور جانا تھا۔ اس لئے میں اسے سروس اسٹیشن پر چھوڑ کر اپنے گھر آگیا جہاں سے آپ مجھے یہاں لے آئے ہیں“ ـــــ استاد ہاشم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”وہاں میدان میں کتنے غیر ملکی موجود تھے“ ـــــ عمران نے پوچھا۔

”دس بارہ ہوں گے۔ ان کے پاس مخصوص قسم کے بیلچے تھے۔ ان سے انہوں نے آدھے گھنٹے میں ٹرک ان لوڈ کر لیا۔ اور میں واپس آگیا“ ـــــ استاد ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میدان میں تمہیں ان پتھروں کو لاد کر کہیں اور لے جانے کے لئے

ٹرالیاں وغیرہ نظر آتی تھیں" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ویسے بھی آسمان پر گھرے بادل تھے۔ اور دور دور تک کوئی روشنی نہ تھی۔ یہ پتھر اتارنے والا کام بھی گھپ اندھیرے میں ہو رہا تھا" ـــــ استاد ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ میدان کھنڈرات سے کس طرف ہے۔ اور جہاں مال اتارا گیا تھا وہاں سے کھنڈرات کتنی دور ہیں" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جناب جہاں پکی سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں سے دائیں طرف ایک کچا راستہ جاتا ہے۔ یہ راستہ کھنڈرات کے شمال میں گھومتا ہوا پہاڑوں کے پاس تک چلا جاتا ہے۔ کھنڈرات کے بعد پہاڑوں تک میدان ہی میدان ہے۔ اور مال پہلے بھی اور اب بھی پہاڑوں کے قریب ہی اتارا گیا ہے" ـــــ استاد ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"داد میر قصبے میں کس جگہ گودام ہیں۔ جہاں سے تم نے مال اٹھایا تھا" ـــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا اور جواب میں استاد ہاشم نے پوری تفصیل سے پتہ بتا دیا۔

"او کے۔ استاد ہاشم تم نے سب کچھ سچ بتا دیا ہے۔ اس لئے تم ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہے ہو۔ لیکن اب ایک اور بات سن لو اگر تم نے کسی کو بھی یہ بات بتائی کہ تم سے ہم نے پوچھ گچھ کی ہے۔ تو پھر تم دنیا کے کسی بھی خطے میں پہنچ جاؤ۔ عبرت ناک موت تمہارا مقدر بن جائے گی" ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی سے کچھ نہیں کہوں گا"

استاد ہاشم نے جلدی سے کہا۔

"او کے۔ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے اس سینما کے قریب چھوڑ آؤ" ـــــ عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل سے کہا۔ اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے اس طرح ہاتھ ہلایا جیسے جیب سے کوئی پٹی نکالنا چاہتا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور استاد ہاشم کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور استاد ہاشم چیخ مار کر ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔

"جوزف۔ تم اسے کار میں ڈالو اور اعظمی محلے کے آغاز میں جو سینما آتا ہے وہاں کسی تاریک جگہ پر لٹا آؤ۔ جب اسے ہوش آئے گا تو خود بخود اٹھ کر گھر چلا جائے گا" ـــــ عمران نے اب جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا کرسی پر بے ہوش پڑے ہاشم کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ ہمیں اب فوری طور پر اس میدان کا جائزہ لینا ہو گا" ـــــ عمران نے صفدر اور دوسرے ساتھیوں سے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"لیکن اس پتھر سے آخر وہاں کیا جرم ہو رہا ہے۔ یہ بات تو اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی" ـــــ صفدر نے عمران کے پیچھے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سمجھ میں تو میرے بھی نہیں آ رہا۔ لیکن بہرحال کچھ نہ کچھ وہاں ہو ضرور رہا ہے" ـــــ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ دو کاروں میں بیٹھے رانا ہاؤس سے نکل کر باکشک کے کھنڈرات کی

طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

سرنگ کے اندر ہالو وال مشن پوری تیز رفتاری سے تکمیل کے مراحل طے کر رہا تھا۔ اس وقت سرنگ کے اندر بلیو لائن کے انجینئر اور کریگر سیکشن کے آدمی موجود تھے۔ کیونکہ سرہنری فریڈ اپنی پوری ٹیم سمیت کھدائی کا کام ختم کر کے دارالحکومت واپس چلے گئے تھے۔ باہر موجود مشینری بھی دارالحکومت شفٹ کر دی گئی تھی۔ اس لئے سرنگ کے باہر ویرانی ہی ویرانی تھی۔ دفتر اور رہائشی بیرکیں خالی پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں موجود تمام سامان بھی شفٹ کر دیا گیا تھا۔ طے یہ کیا گیا تھا کہ کریگر سیکشن اور بلیو لائن سیکشن سرنگ میں رہ کر رات کو کام مکمل کریں گے اور صبح سرہنری فریڈ ویگنیں بھیجیں گے۔ جس پر سوار ہو کر وہ دارالحکومت پہنچ جائیں گے۔ اور پھر دوپہر کے وقت وہ سب چارٹرڈ جہازوں کے ذریعے گریٹ لینڈ کی طرف پرواز

کر جائیں گے۔ کل دوپہر کے قریب سیلاب بھی اپنے پورے زور پر ہو گا۔ اس لئے جب ایئرپورٹ پہنچ کر وائرلیس چارجر کا بٹن آن ہو گا تو ہالو وال ابھر کر دریا کا راستہ روک دے گی تو پھر خوف ناک سیلاب خوف ناک تباہیاں مچانا شروع کر دے گا۔ اس طرح ان کا مشن حتمی طور پر کامیاب ہو جائے گا۔ اور پاکیشیا حکومت کو نہ صرف کاشیر کا مسئلہ بھول جائے گا۔ بلکہ اس کو ملک کی بقا کے بھی لالے پڑ جائیں گے۔ کریگر نے اپنے دس ساتھیوں میں سے چار کو حفظ ماتقدم کے طور پر پاکث کھنڈرات کی طرف پہاڑی چٹانوں پر بٹھایا ہوا تھا۔ جب کہ چار ساتھی سوراجیا ٹیلے کے پیچھے پہاڑوں پر موجود تھے۔ ان کے پاس نائٹ ٹیلی سکوپس اور فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر بھی موجود تھے۔ گو کسی قسم کا کوئی خطرہ دور دور تک نظر نہ آتا تھا۔ لیکن کریگر نے اپنی محتاط طبیعت کی وجہ سے یہ انتظامات کئے تھے تاکہ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں اس خطرے سے نمٹا جا سکے۔ ان آٹھوں کے علاوہ باقی دو افراد سرنگ کے سوراجیا والے دہانے پر موجود تھے تاکہ اگر کوئی خطرہ وغیرہ ہو تو سپاٹ چٹان کی مدد سے سرنگ کا دہانہ فوری طور پر بند کیا جا سکے۔ جب کہ کریگر مشن سپاٹ پر ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھا پاکیشیا کی تباہی کا سامان تکمیل پذیر ہوتے دیکھ رہا تھا۔ بلیو لائن کے آدمی مسلسل کام میں مصروف تھے۔ جب کہ چیف انجینئر رابرٹ ادھر ادھر دوڑ کر اپنے آدمیوں کو خصوصی ہدایات دے رہا تھا۔ پوری سرنگ فلور اسینٹ ٹیوبوں کی مدد سے دن کی طرح روشن ہو رہی تھی۔ اور مشینوں کی تیز دھمک کی وجہ سے پوری سرنگ کی زمین اور دیواریں لرز رہی تھیں۔ اچانک کریگر کی جیب میں موجود

ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔ اور کریگر نے بُری طرح چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ اس وقت کسی کال کے آنے پر اُسے بے حد حیرت ہو رہی تھی۔

" ہیلو ہیلو۔ جیمز کالنگ اوور "۔۔۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے جیمز کی آواز سنائی دی۔ اور کریگر کی حیرت میں اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ جیمز باکش کھنڈرات کی طرف پہاڑوں میں موجود تھا۔

" یس۔ کریگر اٹنڈنگ۔ کیا بات ہے اوور "۔۔۔ کریگر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" باس۔ دو کاریں انتہائی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی طرف سے آتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں اوور "۔۔۔ جیمز نے کہا۔

" اس وقت۔ اس وقت کھنڈرات کی طرف آنے کا کیا مطلب ہوا اوور "۔۔۔ کریگر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" اسی لئے تو میں نے کال کیا ہے۔ کہ یہ کاریں مجھے مشکوک لگ رہی ہیں اوور "۔۔۔ جیمز نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ چیک کرتے رہو۔ لیکن کسی قسم کی مداخلت نہ کرنا ہاں۔ اگر وہ کھنڈرات میں سرنگ کے دہانے کی طرف جانے لگیں تو مجھے فوراً کال کرنا اوور "۔۔۔ کریگر نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس اوور "۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کریگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

" کیا بات ہے مسٹر کریگر۔ کس کی کال تھی "۔۔۔ رابرٹ نے تیزی

سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

" کوئی خاص بات نہیں ہے۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں "۔۔۔ کریگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اُسی لمحے رابرٹ کے کسی آدمی نے اُسے آواز دی تو وہ اس کی طرف واپس پلٹ گیا۔ تقریباً پانچ چھ منٹ بعد دوبارہ کال آئی اور کریگر نے جلدی سے گود میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" جیمز کالنگ اوور "۔۔۔ جیمز کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ کیا رپورٹ ہے اوور "۔۔۔ کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" باس۔ دونوں کاریں سیدھی اس جگہ آ کر رکی ہیں۔ جہاں ٹرکوں سے مال اتارا جاتا رہا ہے۔ ان میں سے چار آدمی اترے ہیں اور وہ ٹارچوں کی مدد سے اس ساری جگہ کا معائنہ کر رہے ہیں ان چاروں کے ہاتھوں میں مشین گنیں بھی نظر آ رہی ہیں اوور "۔۔۔ جیمز نے کہا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں ترجیسم سپلائی کا پتہ لگ گیا ہے۔ لیکن وہ وہاں سے کوئی اندازہ نہیں لگا سکیں گے۔ سر ہنری فریڈ کا خیال تھا کہ ٹرک کو سیدھا سوراجیلے آیا جائے اور مال یہاں اتارا جائے۔ لیکن میں نے احتیاط کے پیش نظر ایسا نہیں کیا۔ ورنہ یہ لوگ سیدھے ہمارے سروں پر پہنچ جاتے اوور "۔۔۔ کریگر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" باس۔ یہ چاروں ہماری زد میں ہیں۔ اگر حکم کریں تو چاروں کو مار گراؤں اوور "۔۔۔ جیمز نے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو تم۔ نانسنس۔ ان چاروں کی ہلاکت سے مسئلہ ختم نہیں ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے ان کے پیچھے اور لوگ آ رہے ہوں اور ان کے مرتے ہی اس سارے علاقے کو گھیر لیا جائے گا۔ خاموش بیٹھے رہو۔ ہاں اگر یہ کھنڈرات میں اس طرف جائیں جہاں دہانہ ہے تو مجھے بتانا اوور اینڈ آل"۔۔۔ کریگر نے تیز لہجے میں جیمز کو جھاڑ پلاتے ہوئے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات اور زیادہ نمایاں ہو گئے تھے۔ لیکن اُسے یقین تھا کہ یہ لوگ اس مال کی وجہ سے یہاں تک کسی طور نہ پہنچ سکیں گے۔ کیونکہ مال وہاں اتار کر اس ٹرک کے جانے کے بعد دوبارہ ویگنوں میں لادا گیا تھا۔ اور پھر یہ ویگنیں واپس جا کر دارالحکومت کے قریب پل پار کر کے ایک لمبا چکر کاٹ کر سوراجیا آئے تھے۔ کیونکہ درمیان سے قدیم اور خستہ پل کا سیلاب کی وجہ سے ایک بڑا حصہ ٹوٹ چکا تھا۔ اس لئے وہ ناقابل استعمال تھا۔ حالانکہ رابرٹ اور سر ہنری فریڈ دونوں کا بھی یہی کہنا تھا کہ مال کو کھنڈرات والا دہانہ کھول کر براہِ راست سرنگ کے اندر لے آیا جائے۔ لیکن کریگر نے انکار کر دیا تھا۔ اب اگر ایسا کیا جاتا تو ظاہر ہے پتھروں کے گرنے کی وجہ سے یہ لوگ سراغ لگاتے ہوئے سیدھے اس دہانے تک پہنچ جاتے۔ جب کہ اب انہیں کسی قسم کا کوئی سراغ نہ مل سکتا تھا۔ کھنڈرات والے دہانے کی بات بھی کریگر نے صرف اس لئے جیمز سے کی تھی کہ یہ لوگ اگر ادھر جاتے ہیں تو فوری طور پر مشینری اور لائٹیں بند کر دی جائیں گی۔ اس طرح مشینری کی دھمک اور لائٹ کی وجہ سے وہ لوگ

سرنگ کا سراغ نہ لگا سکیں گے۔

تقریباً دس منٹ تک ٹرانسمیٹر خاموش رہا۔ لیکن پھر اس پہ کال آ گئی۔

"جیمز کالنگ اوور"۔۔۔ جیمز کی آواز سنائی دی۔

"یس اوور"۔۔۔ کریگر نے اپنا نام بتائے بغیر جلدی سے کہا۔

"باس وہ لوگ اب کھنڈرات کی طرف جا رہے ہیں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے جیمز نے کہا۔

"او۔ کے اوور اینڈ آل"۔۔۔ کریگر نے جلدی سے کہا۔ اور پھر اس نے چیخ کر رابرٹ کو مشینیں اور لائٹیں فوری طور پر بند کرنے کا حکم دینا شروع کر دیا۔

"کیوں۔ کیا ہوا"۔۔۔ رابرٹ نے حیران ہو کر کہا۔

"جلدی کرو۔ دشمن ایجنٹ سرنگ کے دہانے کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر انہوں نے مشینوں کی دھمک اور لائٹ دیکھ لی تو سارا مشن فیل ہو جائے گا"۔۔۔ کریگر نے انتہائی غصے کے عالم میں چیختے ہوئے کہا۔ اور رابرٹ یہ سنتے ہی چیخ چیخ کر اپنے آدمیوں کو احکامات دینے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی تمام مشینیں ایک ایک کر کے ساکت ہو گئیں اور اس کے بعد ایک جھماکے سے تمام لائٹیں بھی بجھ گئیں اور سرنگ میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔ اور ساتھ ہی موت جیسی خاموشی بھی۔ آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ وقت اسی طرح گزر گیا۔ تو ٹرانسمیٹر کال آئی۔ اور کریگر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"جیمز کالنگ اوور"۔۔۔ جیمز کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ کیا رپورٹ ہے اوور"۔۔۔ کریگر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" باس۔ وہ کھنڈرات میں کافی دیر گھومنے پھرنے کے بعد اب باہر آگئے ہیں اور اپنی کاروں کی طرف بڑھ رہے ہیں اوور"۔۔۔ جیمز نے جواب دیا۔

" جب کاریں واپس جائیں۔ پھر اطلاع دینا اوور اینڈ آل"۔۔۔ کریگر نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر تقریباً سات آٹھ منٹ بعد جیمز کی دوبارہ کال آئی اور اس نے کاروں کے واپس جانے کی اطلاع دی تو کریگر نے چیخ کر لائٹیں دوبارہ آن کرنے اور مشینری چلانے کا حکم دے دیا۔ چند لمحوں بعد سرنگ دوبارہ فلوراسینٹ ٹیوبوں کی روشنی سے جگمگا اٹھی اور اس کے بعد ایک ایک کر کے تمام مشینیں دوبارہ کام کرنے لگ گئیں۔

" یہ کون دشمن ایجنٹ تھے کریگر"۔۔۔ رابرٹ نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا اور کریگر نے اُسے اب تک پیش آنے والے واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

" اوہ اس کا مطلب ہے کہ اگر ٹرک یہاں ڈائریکٹ لایا جاتا تو یہ لوگ عین ہمارے سروں پہ پہنچ جاتے۔ تم واقعی دوربین آدمی ہو مسٹر کریگر"۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔ اور کریگر مسکرا دیا۔

" ابھی مجھے خطرہ ہے کہ یہ لوگ لازماً ادھر سوراجیا کی طرف بھی چیکنگ کے لئے آئیں گے۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ ہمارا مشن ہر صورت میں مکمل ہوگا اور پاکیشیا کی تباہی ہمارے ہی ہاتھوں مقدر ہو چکی ہے"۔۔۔ کریگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ

ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ کریگر کالنگ راکسن اوور"۔۔۔ کریگر نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

" یس۔ راکسن کالنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔ یہ راکسن اس گروپ کا انچارج تھا جو سوراجیا ٹیلے کے پیچھے موجود پہاڑوں میں نگرانی کے لئے موجود تھا۔ جیمز کی طرح اس کے پاس بھی نائٹ ٹیلی سکوپ ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اور چونکہ یہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس لئے ظاہر ہے جیمز اور کریگر کے درمیان ہونے والی گفتگو ساتھ ساتھ راکسن بھی سنتا رہا ہوگا۔

" راکسن۔ جیمز اور میری گفتگو تو تم نے سنی ہوگی۔ اس لئے تمہیں حالات کا علم ہوگا اوور"۔۔۔ کریگر نے کہا۔

" یس باس۔ لیکن یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں اور انہیں کیسے یہاں کا کلیو ملا ہوگا اوور"۔۔۔ راکسن نے کہا۔

" ظاہر ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا انٹیلی جنس کے لوگ ہوں گے اور انہیں ٹرک پہ کوئی شک پڑا ہوگا۔ جس کے لئے وہ یہاں آئے ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ دارالحکومت کے قریب موجود دریا کا بڑا پل کراس کر کے یہاں سوراجیا بھی چیکنگ کے لئے آئیں۔ اس لئے اب تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ جیمز کی طرح تم نے بھی کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ سمجھ گئے اوور"۔۔۔ کریگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور" ـــــ راکسن نے جواب دیا۔ اور کریگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

مشن پر کام اب آخری مراحل میں تھا۔ اور اب اسے وائرلیس چارجر کی مدد سے آپریٹ کرنے کے انتظامات تیزی سے مکمل کیے جا رہے تھے۔ کریگر خاموش بیٹھا کام ہوتے دیکھتا رہا۔ پھر تقریباً چالیس پینتالیس منٹوں کے بعد یک لخت ٹرانسمیٹر بول پڑا۔ اور کریگر نے چونک کر گود میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــ راکسن کالنگ اوور" ـــــ راکسن کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس ـــ کیا رپورٹ ہے اوور" ـــــ کریگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ دو کاریں سوراجیا ٹیلے کی طرف بڑھ رہی ہیں میں انہیں دور سے آتا دیکھ رہا ہوں اوور" ـــــ راکسن نے کہا۔

"او۔کے۔ جب یہ آ کر اور چیکنگ کے بعد چلی جائیں پھر کال کرنا۔ اوور اینڈ آل" ـــــ کریگر نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھا اور بھاگتا ہوا سرنگ کے اس دہانے کی طرف بڑھنے لگا جو سوراجیا ٹیلے کے قریب تھا۔ وہاں اس کے دو آدمی موجود تھے۔ لیکن ان کے پاس ٹرانسمیٹر نہ تھا۔ لیکن یہ دہانہ قریب تھا۔ اس لئے کریگر دوڑتا ہوا جلد ہی وہاں پہنچ گیا۔

"دہانہ بند کر دو۔ جلدی کرو" ـــــ کریگر بھی ان کے ساتھ

شامل ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد انہوں نے چٹان کی مدد سے دہانہ بند کر دیا۔ اور پھر واپس دوڑتا ہوا مشن سپاٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ایک بار پھر اس نے مشینیں بند کرنے اور لائٹیں بجھا دینے کا حکم دیا اور چند لمحوں بعد مشینیں ساکت ہو گئیں اور لائٹیں بجھا دی گئیں۔

"کوئی آدمی کسی قسم کی حرکت نہ کرے اور نہ ہی کوئی آواز پیدا ہو" کریگر نے چیخ کر کہا۔ اور دوڑتا ہوا واپس اپنے آدمیوں کے پاس دہانے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے انہیں یہاں دہانے سے کافی اندر آ کر رکنے اور بالکل ساکت رہنے کے لئے کہا۔ اُسے خدشہ تو تھا کہ کہیں اس چٹان کو ہٹانے کی کوشش نہ کی جائے۔ کیونکہ اس نے پروفیسر راشد حسین کو اس چٹان میں خاصی دلچسپی لیتے دیکھا تھا۔ لیکن یہ چٹان ڈبل تھی۔ اس لئے اوپر والی چٹان زور لگانے سے ہٹ جاتی تھی جب کہ نیچے عام سی چٹان رہ جاتی تھی جسے وہ زمین سمجھ سکتے تھے۔

"اس چٹان کے نیچے زمین تک بڑے بڑے پتھر لگا دو۔ جلدی کرو۔ سائیڈوں میں ڈھیر موجود ہیں" ـــــ اچانک کریگر نے ایک خیال آتے ہی کہا۔ اُسے خیال آ گیا تھا۔ کہ اگر اوپر والی چٹان ہٹاتے کے بعد انہوں نے دوسری تہہ پر پیر مارے تو انہیں نیچے موجود خلا کا پتہ چل جائے گا۔ اس لئے اس نے اس خلا کو فوری طور پر پُر کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اندھیرے میں اب انہیں کافی نظر آنے لگ گیا تھا۔ اور دہانے کے قریب ہی سرنگ کی دونوں

سائیڈوں پر بڑے بڑے پتھر موجود تھے۔ سرنگ کے دہانے کے
قریب بلندی بھی کچھ زیادہ نہ تھی۔ جب کہ آگے جا کر وہ گہری ہوتی
تھی۔ اس لئے ان تینوں نے بڑے بڑے پتھر اٹھا کر دہانے کی
چٹان کے نیچے رکھنے شروع کر دیئے۔ دس منٹ برق رفتاری سے
کام کرنے کے بعد آخر کار انہوں نے چٹان سے نیچے زمین پر پتھروں
کی باقاعدہ بنیاد کھڑی کر دی۔ اب اوپر سے چٹان پر پیر مارنے
سے نیچے خلا کا احساس نہ ہو سکتا تھا۔ انتہائی تیز رفتاری سے کام
کرنے کی وجہ سے چونکہ وہ تینوں ہی بُری طرح ہانپ رہے تھے۔
اس لئے وہ تینوں دہانے سے کافی پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔
تاکہ ان کے سانسوں کی آواز بھی باہر نہ جا سکے۔ سرنگ میں
اندھیرے کے ساتھ ساتھ موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ پھر کچھ
دیر بعد انہیں اوپر سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کچھ
لوگ مل کر دہانے کی اوپر والی چٹان ہٹا رہے ہوں اور کریگر کے
ہونٹ بھنچ گئے۔ اس نے بے اختیار جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین
پسٹل باہر نکال لیا۔ لیکن یہ اس کی اضطراری حرکت تھی۔ کچھ
دیر بعد باہر ایک ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا۔ اور کریگر سمجھ گیا۔ کہ
چٹان کا اوپر والا حصہ اٹھا کر ایک طرف پھینکا گیا ہے۔ اب
اس مشن کا نازک ترین پوائنٹ آ گیا تھا۔ لیکن کریگر فیصلہ کر
چکا تھا کہ اگر یہ لوگ اندر آئے تو انہیں قتل کر کے وہ فوری طور
پر باہر نکل کر ہالو وال کو اوپر کر دے گا۔ پھر وہ دوسرے روز
دوپہر تک کا انتظار نہ کرے گا۔ کیونکہ اب بھی سرنگ کے اوپر

بہتا ہوا دریا خاص طوفانی تھا۔ پھر ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں۔
جیسے دہانے کے اوپر دو افراد کھڑے زور زور سے پیر مار رہے
ہوں۔ لیکن یہ آوازیں چند لمحوں تک سنائی دیں۔ اور پھر ختم ہو
گئیں۔ اس دوران لاشعوری طور پر کریگر سانس لینا بھی بھول گیا
تھا۔ جب یہ آوازیں ختم ہوئیں تو بے اختیار کریگر نے ایک طویل
سانس لیا۔ اطمینان بھرا طویل سانس۔ اور پھر تقریباً دس پندرہ منٹ
بعد ٹرانسمیٹر کی کال آ گئی۔ اور کریگر کی آنکھیں اندھیرے میں ہی
مسرت کی وجہ سے جگنوؤں کی طرح چمکنے لگیں۔ اس نے جلدی سے
مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور دوسری جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر
اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ راکسن کالنگ اوور" ___ راکسن کی آواز خاموشی
میں بے حد واضح سنائی دے رہی تھی۔

"یس۔ کریگر اٹنڈنگ یو اوور" ___ کریگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس وہ لوگ کاروں میں بیٹھ کر واپس جا رہے ہیں اوور" ___
راکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ وہ یہاں کیا کیا کرتے رہے ہیں اوور" ___
کریگر نے کہا۔

"باس۔ انہوں نے براہِ راست ٹیلے کے قریب آ کر کاریں
روکیں اور پھر نیچے اتر کر وہ ادھر ادھر گھومتے رہے۔ انہوں نے
دفاتر اور بیرکیں بھی چیک کیں۔ اس کے بعد وہ دہانے کی طرف
آئے۔ پہلے تو دہانے کی اوپر والی چٹان کو ٹارچ کی لائٹوں سے

چیک کرتے رہے ۔ پھر ان میں سے تین نے وہ چٹان اٹھانی شروع کر دی ۔ چٹان اٹھا کر انہوں نے ایک طرف پھینکی اور پھر وہ دہانے پر چڑھ کر کچھ دیر تک اچھلتے رہے ۔ اس کے بعد ادھر ادھر گھوم کر وہ واپس کاروں کی طرف بڑھ گئے ۔ اور کاریں تیزی سے واپس چلی گئیں اوور " ۔۔۔ راکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" او ۔ کے ۔ پھر بھی محتاط رہنا ۔ ہو سکتا ہے وہ دوبارہ واپس آئیں ۔ اوور اینڈ آل " ۔۔۔ کریگر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے رابرٹ کو لائٹیں آن کرنے اور مشینیں چلا دینے کے لئے کہا ۔ تھوڑی دیر بعد لائٹیں جل گئیں اور مشینیں آن ہو گئیں ۔ اور مشن پر دوبارہ کام شروع ہو گیا ۔

کریگر تیزی سے اپنی کرسی کی طرف بڑھا اور اس نے کرسی کے پاس دیوار کی جڑ میں موجود ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر اٹھایا ۔ اور تیزی سے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا ۔ اس کے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا تھا ۔ اور وہ اس خیال کے تحت سر ہنری فریڈ کو فوری کال کرنا چاہتا تھا ۔

" ہیلو ہیلو ۔ کریگر کالنگ ۔ سر ہنری فریڈ اوور " ۔۔۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے کریگر نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا ۔ جو شاید مخصوص ٹائپ کا ٹرانسمیٹر تھا ۔ اس لئے کریگر پورے اطمینان سے کال کر رہا تھا ۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس ٹائپ کے ٹرانسمیٹر سے ہونے والی کال کہیں بھی کیچ نہیں کی جا سکتی ۔

" یس ۔۔۔ ہنری فریڈ اٹنڈنگ اوور " ۔۔۔ سر ہنری فریڈ

کی آواز سنائی دی ۔

" سر ہنری فریڈ ۔ یہاں سپاٹ پر پاکیشیائی ایجنٹ چیکنگ کے لئے آئے تھے ۔ انہیں شاید تر جسیم والے ٹرک پر کوئی شک پڑا ہے ۔ بہر حال وہ یہاں سے ناکام ہو کر واپس چلے گئے ہیں ۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ آپ سے فوری طور پر رابطہ کر کے چیکنگ کریں کہ یہاں سے کتنے آدمی واپس چلے گئے ہیں ۔ تو آپ ہمارے متعلق انہیں کہہ دیں کہ ہم دارالحکومت میں اپنے دوستوں کے پاس چلے گئے ہیں اور آپ کو ہمارے پتوں کا علم نہیں ہے اوور " ۔۔۔ کریگر نے کہا ۔

" لیکن وہ پھر مجھ سے تو پوچھیں گے کہ ہمارا کیا پروگرام ہے ۔ اور ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ پھر ایئر پورٹ پر آ جائیں اوور " ۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا ۔

" اس کی فکر نہ کریں ۔ ہم دوستوں کے پاس سے ایئر پورٹ مقررہ وقت پر پہنچ بھی سکتے ہیں ۔ بلکہ ہم واقعی اسی طرح پہنچیں گے ۔ کون سا وقت رکھا ہے آپ نے پرواز کا اوور " ۔۔۔ کریگر نے کہا ۔

" دو جیٹ جہاز چارٹرڈ کرا لئے ہیں ۔ جو گیارہ بجے پرواز کریں گے ۔ لیکن بلیو لائن والوں کا کیا ہو گا ۔ اگر وہ لوگ ایئر پورٹ پر آئے تو وہ بھی وہاں موجود ہوں گے اوور " ۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا ۔

" اوہ ہاں ۔ آپ کی بات درست ہے ۔ آپ ایسا کریں کہ ان کے لئے صبح آٹھ ساڑھے آٹھ بجے کوئی جہاز علیحدہ چارٹرڈ کرا لیں ۔ ہم یہاں سے جیسے ہی فارغ ہوئے فوراً ہی شہر کو چل دیں

گے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صبح یہ لوگ پھر چیکنگ کے لئے آئیں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ ہمیں دوپہر گیارہ بجے کا انتظار کرنے کی بجائے صبح سویرے ہی مشن مکمل کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ان لوگوں کو اپنی پڑ جائے اور ان کی توجہ ہماری طرف ہو ہی نہ سکے۔ البتہ ہمیں کہیں قریب ہی کوئی سواری چاہیئے، کیونکہ اگر ہم اتنے سارے لوگ پیدل شہر میں گئے تو وہاں موجود پولیس اور دوسرے افراد مشکوک بھی ہو سکتے ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے اچانک آجانے کی وجہ سے اب ان کے لئے واقعی بے شمار مسائل پیدا ہوتے جا رہے تھے۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں ابھی اپنے آدمیوں کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ بڑے پل کے پاس دیمان فارم میں دو بڑی جیپیں پہنچا دیں گے۔ وہ علیحدہ رہ رہے ہیں۔ میں یہاں ٹیکنو کریٹس والی کوٹھی میں اکیلا ہوں اور میرے ساتھ والی کوٹھی اتفاق سے کرائے کے لئے خالی پڑی ہوئی ہے اس لئے تم لوگ اس کوٹھی میں آسانی سے چھپ سکتے ہو۔ میں تمہیں پتہ بتا دیتا ہوں اوور"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا۔ اور پھر اس نے پوری تفصیل سے پتہ کریگر کو سمجھا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم براہ راست اس خالی کوٹھی میں ہی جائیں گے اور موقع دیکھ کر آپ سے رابطہ کریں گے۔ اگر ہمارے پہنچنے تک انہوں نے آپ سے رابطہ نہ کیا ہو گا تو پھر میرا سیکشن آپ کے پاس ٹھہر جائے گا۔ اور بلیو لائن والے ساتھ

والی کوٹھی میں۔ ورنہ پھر ہم سب ساتھ والی کوٹھی میں ہی رہیں گے اوور"۔۔۔۔ کریگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے اوور"۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے مطمئن لہجے میں کہا اور کریگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کیا اور ٹرانسمیٹر واپس نیچے رکھ کر وہ رابرٹ کی طرف بڑھ گیا تاکہ اس کے ساتھ ڈسکس کر کے واپسی اور مشن کی تکمیل کی تمام پلاننگ حتمی طور پر طے کر سکے۔ کیونکہ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی۔ کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے واپس جانے کے باوجود خطرہ دور نہیں ہوا۔

رات کافی گزر جانے کے باوجود عمران بستر پر مسلسل پہلو
بدل رہا تھا۔ اس کے ذہن اور دل دونوں میں شدید بے چینی
اور اضطراب نے گھر سا بنا لیا تھا۔ حالانکہ صفدر اور دوسرے
ساتھیوں کے ساتھ باکش کے کھنڈرات اور پھر سوراجیا کے
ٹیلے کو وہ اچھی طرح چیک کر چکا تھا۔ اور وہاں کوئی مشکوک
بات سامنے نہ آئی تھی۔ مسٹر ہنری فریڈ اور اس کے آدمی سوراجیا
سے جا چکے تھے۔ ظاہر ہے ساتھ ہی دریا سیلاب پر تھا اور
اب تو اس کا پانی دونوں کناروں سے نکل کر کچھ دور تک بھی بہہ
رہا تھا۔ اس لئے شاید سیلاب کے شدید خطرے کی وجہ سے
وہ دارالحکومت آ گئے تھے۔ اب ان کا پتہ تو صبح کو ہی
لگ سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کا ذہن بار بار خطرے
کی گھنٹی تو ایک طرف شدید خطرے کا باقاعدہ سائرن بجا

رہا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے کوئی خوفناک خطرہ تیزی سے
ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہو۔ لیکن خطرہ کیا تھا اور کیسا تھا۔ اس کا انہیں
علم نہ ہو رہا تھا۔ ایک اضطرابی کیفیت نے مسلسل اس کے ذہن
اور قلب پر اپنے پنجے گاڑ لیئے تھے اور اسی وجہ سے نہ صرف نیند
اس کی آنکھوں سے کوسوں دور ہو چکی تھی بلکہ اُسے یوں محسوس ہو
رہا تھا جیسے اس کا نروس بریک ڈاؤن ہونے والا ہو۔ یہ ایسی
کیفیت تھی جس سے زندگی میں پہلے وہ کبھی دوچار نہ ہوا تھا۔
اچانک وہ اٹھا اور اس نے جلدی سے ساتھ پڑے فون کا رسیور
اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ٹائیگر کو
کال کر رہا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ٹائیگر رات گئے تک کلبوں میں
رہتا ہے۔ لیکن اس وقت آدھی رات ہونے والی تھی۔ اس لئے
وہ لازماً اپنے ہوٹل کے کمرے میں واپس آ چکا ہو گا۔ اور وہی ہوا
پہلی گھنٹی بجتے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس" ـــ ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں" ـــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی کلب سے واپس آیا ہوں" ـــ ٹائیگر نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر۔ تم ایسا کرو کہ نائٹ ٹیلی سکوپ اور اسلحہ لے کر فوراً
دارالحکومت کے باہر دریائے کانڈس کے اس بڑے پل پر
پہنچ جاؤ جہاں سے باکش کے کھنڈرات اور سوراجیا ٹیلے کی
طرف جانے والے دونوں راستے آ کر ملتے ہیں۔ وہاں کسی جگہ

چھپ کر تم نے ان دونوں راستوں اور دریا کے دونوں کناروں کو چیک
کرتے رہنا ہے۔ اگر کوئی مشکوک بات ہو تو مجھے فوراً ٹرانسمیٹر پر کال
کرنا۔ لیکن صبح تک تم نے پلکیں نہیں جھپکنیں۔ سمجھ گئے ہو"۔۔۔۔
عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اپنے فرض میں کوئی کوتاہی
نہ کروں گا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور عمران نے
ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے
بے اختیار ہلکا سا قہقہہ نکل گیا۔ وہ اپنے آپ پر اور اپنے ذہن پر
خود ہی ہنس رہا تھا۔ کیونکہ اضطراری کیفیت میں اس نے خواہ مخواہ
ٹائیگر کے ذمے ایک ڈیوٹی لگا دی تھی۔ حالانکہ وہ ابھی خود باکستا
کے کھنڈرات اور سوداجیا کے ٹیلے دونوں اطراف کو خوب اچھی
طرح چیک کر کے آیا تھا۔ وہاں اُلو بول رہے تھے۔ اس لئے اب
وہاں کیا مشکوک بات ہوئی تھی۔ جسے ٹائیگر چیک کرتا۔ نجانے کس
جھونک میں اس نے ٹائیگر کو کال کر کے احمقانہ حکم دے دیا تھا۔
اس نے رسیور اٹھا کر دوبارہ ٹائیگر کے نمبر ڈائل کر کے اُسے رک
جانے کا سوچا ہی تھا کہ پھر رسیور رکھ دیا۔ اس نے سوچا کہ اتنی تیزی
سے حکم بدل دینے سے ٹائیگر خواہ مخواہ پریشان ہو گا۔ اگر وہ رات
دریا کی سیلابی کیفیت کا نظارہ کر بھی لے گا تو کوئی حرج نہیں ہے۔
یہ سوچ کر بھی اس نے رسیور رکھ دیا تھا۔ لیکن اس کا ذہن اور
قلبی اضطراب کم نہ ہوا تھا۔ وہ دوبارہ بستر پر لیٹ کر اُسی طرح
پہلو بدلنے لگا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اور

دوسرے لمحے وہ جلدی سے بستر سے اٹھا اور سلیپر پہن کر تیزی سے
باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے اماں بی کی ہدایت یاد آگئی تھی۔ کہ
جب نامعلوم خطرات اور پریشانیاں انسان کے دل کو جکڑ لیں تو پھر
سکون کے لئے اُسے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو جانا چاہیئے۔
چنانچہ اس نے اپنے آپ کو پرسکون بنانے کے لئے اس ہدایت
پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ باتھ روم میں جا کر اس نے وضو کیا۔
لباس بدلا اور باتھ روم سے آ کر بیڈ کی سائیڈ دراز سے کپڑے
کی ٹوپی نکال کر پہنی اور جائے نماز اٹھا کر اس نے قالین پر بچھائی
اور نفل کی نیت کر کے اس نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہ دو دو
کر کے مسلسل نفلیں پڑھتا رہا اور ہر دو نفل کے بعد اس نے گڑگڑا
کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ اگر پاکیشیا کے بے گناہ اور
معصوم انسانوں کے خلاف کوئی دنیاوی طاقت کوئی منصوبہ بنا
کر رہی ہے تو اُسے اپنی رحمت سے ناکام بنا دے۔ اور مجرموں
کا کوئی سراغ عنایت فرما دے۔ دعا مانگنے کے بعد وہ پھر نفل کی
نیت کرتا اور نماز پڑھنا شروع کر دیتا۔ جیسے جیسے وہ نفلیں پڑھتا
جا رہا تھا اس کے ذہن اور قلب پر چھائی ہوئی خوفناک اضطرابی
کیفیت اور بے چینی سکون میں بدلتی جا رہی تھی۔ اُسے یوں محسوس ہو
رہا تھا جیسے نامعلوم خطرات کے مہیب بادل تیزی سے چھٹتے جا رہے
ہوں۔۔۔۔ وہ مسلسل نفلیں ادا کرتا رہا۔ ان کی کوئی گنتی اس کے
ذہن میں نہ تھی۔ کہ اچانک الماری میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے
کال کی آواز آنی شروع ہو گئی۔ عمران اس وقت دعا مانگ کر مزید

نفل کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہو رہا تھا۔ وہ تیزی سے گھوم کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ ٹرانسمیٹر کال کا مطلب تو یہی نکلتا تھا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے۔ اور ٹائیگر کی کال کا مطلب تھا کہ اس نے واقعی کوئی مشکوک بات چیک کر لی ہے۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔ ٹائیگر کالنگ اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن دبتے ہی ٹائیگر کی تیز آواز سنائی دی۔

" یس ۔۔۔ عمران اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

" باس۔ سوراجیا کی طرف سے بیس بائیس افراد پل کی طرف آ رہے ہیں۔ اور باس ان میں وہ بدوس بھی شامل ہے جو سر ہنری فریڈ کا گارڈ چیف تھا۔ وہ ان کا لیڈر لگ رہا ہے اوور" ۔۔۔ ٹائیگر کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی اور عمران کو واقعی ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن کو حیرت کی شدت نے ماؤف کر دیا ہو۔

" کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ بیس بائیس افراد۔ اور وہ بدوس بھی شامل ہے۔ کیا تم نے کوئی خواب تو نہیں دیکھ لیا اوور" ۔۔۔ عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

" نہیں باس۔ میں تو سویا ہی نہیں۔ وہ اس وقت بھی نائٹ ٹیلی سکوپ میں مجھے واضح طور پر نظر آ رہے ہیں اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" ذرا اپنے بازو پر چٹکی بھرو اور اگر پھر بھی وہ دکھائی دیتے رہیں تو پھر مجھے بتاؤ اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اُسے واقعی یقین نہ آ رہا

تھا کہ ٹائیگر واقعی نیند میں نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی وہ خود، صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ سوراجیا اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو اچھی طرح دیکھ کر آیا تھا۔ وہاں بیس بائیس افراد تو کجا چڑیا کا بچہ تک موجود نہ تھا۔ پھر یہ بیس بائیس افراد اور بدوس کہاں سے آ رہے ہیں۔

" میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ اب تو وہ کافی نزدیک آ گئے ہیں اوور" ۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" اوہ اوہ۔ تم ایسا کرو کہ ان کی مکمل نگرانی کرو۔ اس طرح کہ انہیں ذرہ برابر بھی شک نہ ہو سکے۔ یہ بدوس یقیناً کریگ ہی ہے۔ اس لئے یہ منجھے ہوئے ایجنٹ ہیں۔ یہ جہاں جائیں وہاں سے مجھے فوری طرح ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینا۔ انتہائی محتاط رہنا اوور اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ ٹیلی فون کی طرف لپکا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تک گھنٹی کی آواز بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے ریسیور اٹھا لیا گیا۔

" یس" ۔۔۔ صفدر کی نیند کے خمار سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

" صفدر۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ کیپٹن شکیل اور تنویر کو ساتھ لے کر تم جس قدر ممکن ہو سکے سوراجیا کے ٹیلے پر پہنچ جاؤ۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ پوری طرح مسلح ہو کر آنا۔ میں وہیں جا

رہا ہوں۔ دشمن ایجنٹوں کے بارے میں انتہائی اہم اطلاع ملی ہے"۔
عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ابھی تو ہم اس ٹیلے کو اچھی طرح چیک کر کے آئے ہیں"۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وقت مت ضائع کرو۔ جلدی پہنچو"۔۔۔ عمران نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔ اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔ جولیا کی آواز بھی نیند کے خمار میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ جولیا اس طرح چونک کر بولی جیسے اب نیند سے پوری طرح بیدار ہوئی ہو۔

"صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے علاوہ سیکرٹ سروس کے باقی تمام ممبروں کو الرٹ کر دو کہ وہ پوری طرح مسلح ہو کر اپنے اپنے فلیٹس میں تیار رہیں۔ میں نے عمران کو صفدر اور کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ ایک اہم مشن پر بھیجا ہے۔ اور شاید مجھے ساری سیکرٹ سروس کو فوری طور پر حرکت میں لانا پڑے۔ اس لئے یہ سب لوگ پوری طرح الرٹ رہیں۔ میں نے عمران کو حکم دے دیا ہے۔ اُسے جیسے ہی ایک اہم اطلاع ملے گی وہ تمہیں ٹرانسمیٹر پر کال کر کے مزید ہدایات دے دے گا۔ تم سب نے فوری طور پر اس کی

ہدایات پر عمل کرنا ہے"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور عمران نے کریڈل دبا کر بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کئے۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو سے رابطہ قائم ہو گیا۔ عمران نے اُسے جولیا کو دی گئی ہدایات بتا دیں۔ تاکہ اگر جولیا لنک کرے تو بلیک زیرو اُسے سنبھال سکے۔

اور پھر رسیور رکھ کر وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے دل پر چھائی ہوئی تمام اضطرابی کیفیت کا مکمل خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور وہ لباس بدلنے کے ساتھ ساتھ بار بار دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ کہ اس نے اس کی دعا قبول کر لی ہے۔ اور ایک اہم کلیو سامنے آ گیا ہے۔ اگر ٹائیگر بروس کا نام نہ لیتا تو شاید عمران یہی سمجھتا کہ ہو سکتا ہے کوئی مجرم گروپ جو پہاڑوں میں چھپا ہوا ہو۔ رات کے وقت کہیں کوئی جرم کرنے شہر آ رہا ہو۔ لیکن بروس کے نام نے یہ واضح کر دیا تھا کہ یہ لوگ کسی خاص منصوبے پر عمل کرنے سوراجیا ٹیلے یا اس کے ساتھ پہاڑ پر چھپے رہے ہیں۔ اور اب فارغ ہو کر واپس آ رہے ہیں۔ لیکن چونکہ پہلے وہ سوراجیا ٹیلے کی کھدائی میں بھی مصروف تھے۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ یقیناً اس قدیم شہر کے نیچے کوئی تہہ خانے انہوں نے ڈھونڈھ نکالے ہیں۔ اور یہ لوگ وہاں چھپے ہوئے تھے۔ ان تہہ خانوں میں رہ کر وہ کوئی ایسا منصوبہ تو بروئے کار نہ لا سکتے تھے۔ جس کا سیلاب سے کوئی تعلق ہوتا۔ لیکن پھر بھی اس نے ان تہہ خانوں کو چیک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سوراجیا کی

طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ پل تک پہنچ گیا لیکن وہاں نہ ٹائیگر تھا اور نہ وہ بیس بائیس افراد بہرحال عمران نے کار پل کراس کر کے سوراجیا ٹیلے کی طرف بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ ٹیلے کے پاس پہنچ چکا تھا۔ وہاں اسی طرح ہر طرف اندھیرا اور ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ اسی لمحے تیز بارش شروع ہو گئی۔ لیکن عمران پہلے سے اس کا انتظام کر کے آیا تھا۔ اس لئے اس نے کار میں رکھی ہوئی برساتی اٹھا کر پہنی اور پھر کار کی فرنٹ سیٹ اٹھا کر اس نے نیچے موجود باکس میں سے ایک طاقتور ٹارچ چند ڈائنامیٹ سٹکس اور ایک لوڈڈ مشین گن اٹھائی۔ ڈائنامیٹ سٹکس اس نے کوٹ کی جیبوں میں ڈالیں۔ مشین گن کو برساتی کے اندر بغل میں لٹکایا اور ٹارچ لے کر وہ کار سے نکلا اور تیزی سے ٹیلے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹارچ کی تیز روشنی میں اچانک اسے کافی افراد کے قدموں کے نشانات ایک طرف جاتے دکھائی دیئے۔ نشانات تیز بارش کی وجہ سے مٹتے جا رہے تھے۔ لیکن عمران نے کسی حد تک ان کے رخ کا اندازہ کر لیا اور پھر وہ ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں وہ سپاٹ چٹان تھی۔ سپاٹ چٹان ویسے ہی ایک طرف پڑی ہوئی تھی۔ جہاں صفدر اور تنویر نے اسے اٹھا کر پھینکا تھا۔ اور عمران اس چٹان کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کا تو یہی مطلب تھا کہ اس طرف ان کے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ لیکن قدموں کے نشانات کا رخ اس طرف کو آتا محسوس ہو رہا تھا۔ عمران نے سوچا کہ شاید اس جگہ سے آگے کہیں سے یہ لوگ آئے ہوں چنانچہ وہ ٹارچ لئے آگے بڑھتا گیا لیکن جیسے ہی اس نے تیزی سے اس جگہ کو کراس کیا جہاں سے انہوں نے چٹان اٹھا

کر ایک طرف پھینکی تھی۔ وہ بے اختیار اچھل کر مڑا۔ کیونکہ اس جگہ تیزی سے گزرتے ہوئے اسے یوں احساس ہوا تھا۔ جیسے اس جگہ کے نیچے خلا ہو۔ اس کے تیز اٹھتے ہوئے قدموں کی وجہ سے ایسی ہی آواز آئی تھی۔ وہ تیزی سے مڑا اور ایک بار پھر اس جگہ کے اوپر سے گزرا۔ اور اس بار اس نے جان بوجھ کر زور سے قدم مارے اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ واقعی اس جگہ کے نیچے خلا تھا۔ مخصوص آواز اس بار صاف سنائی دی تھی۔ اس نے پوری طرح یقین کرنے کے لئے دو تین بار وہاں مختلف جگہوں پر ادھر ادھر قدم مارے اور اسے معلوم ہو گیا کہ جتنی جگہ وہ چٹان موجود تھی جو انہوں نے اٹھا کر ایک طرف پھینکی تھی اتنی جگہ کے نیچے خلا تھا۔

اسی لمحے اسے دور سے ایک کار کی ہیڈ لائٹس چمکتی ہوئیں دکھائی دیں اور وہ رک گیا۔ کیونکہ دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں۔ یا تو ایجنٹ دوبارہ وہاں آ رہے تھے یا پھر صفدر اپنے ساتھیوں سمیت آ رہا تھا۔ ابھی عمران انہیں دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس نے جلدی سے ڈائل کو دیکھا۔ تو ڈائل پر ایک ہندسہ تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ ہندسہ دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ ٹائیگر کی طرف سے کال ہو گی۔ اس نے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں کھینچ کر گھمایا اور گھڑی کو کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ہیلو ـــ ٹائیگر کالنگ اوور" ـــ ٹائیگر کی آواز عمران کے کان میں پڑی۔

"یس۔ عمران سپیکنگ۔ کیا رپورٹ ہے اوور"۔۔۔ عمران نے گھڑی کو منہ کے قریب لاتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ وہ بائیس افراد ہیں۔ وہ پل پار کر کے قریبی ویران سے زرعی فارم گئے۔ وہاں دو بڑی جیپیں موجود تھیں۔ جن پر بیٹھ کر وہ دارالحکومت کی طرف بڑھ گئے۔ میں نے ان کا تعاقب کیا۔ یہ لوگ دارالحکومت کی ڈیفنس کالونی سے ملحقہ ٹیکنو کریٹس کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ اے بلاک میں گئے ہیں۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کوٹھی کے باہر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ بھی موجود ہے اور گیٹ پر بڑا سا تالہ بھی لگا ہوا تھا۔ جسے کھول کر وہ جیپیں اندر لے گئے ہیں، اور ابھی تک اندر ہیں اوور"۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم وہاں نگرانی کرو۔ میں چیف کو کہہ کر سیکرٹ سروس کے ممبروں کو بھجواتا ہوں۔ وہ تم سے کنٹیکٹ کر لیں گے۔ کہاں ہو گے تم اوور"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"یہاں تیز بارش ہو رہی ہے۔ میں اس کوٹھی سے ذرا ہٹ کر ایک بڑے درخت کے نیچے کار میں موجود ہوں اوور"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ اور سیکرٹ سروس کے ممبران وہاں پہنچیں گے۔ جولیا ان کے ساتھ ہو گی۔ جولیا تمہاری قیادت کرے گی اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس نے ونڈ بٹن کو اور زیادہ کھینچ کر گھمایا اور ڈائل پر موجود چمکدار سوئیوں کو اس نے

جب ایک مخصوص ہندسے پر اکٹھا کیا۔ تو وہ ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ عمران نے ونڈ بٹن کو دبا دیا۔

"ہیلو۔ عمران کالنگ اوور"۔۔۔ عمران نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس۔ جولیا اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کو لے کر فوراً ڈیفنس کالونی سے ملحقہ کالونی ٹیکنو کریٹس کالونی کے بلاک اے کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ پر پہنچ جاؤ۔ شدید بارش کی وجہ سے کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے کے رخ ذرا ہٹ کر ایک درخت کے نیچے ٹائیگر اپنی کار میں موجود ہے۔ اس کوٹھی کے اندر گریٹ لینڈ کے کریگر سیکشن کے بائیس افراد موجود ہیں۔ کوٹھی کے گیٹ پر "کرائے کے لئے خالی ہے" کا بورڈ بھی موجود ہے۔ تم نے ان کی چاروں طرف سے نگرانی کرنی ہے صرف نگرانی۔ لیکن اگر یہ لوگ کہیں جائیں تب بھی تم نے انہیں نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا۔ ٹائیگر کو میں نے کہہ دیا ہے وہ تمہاری ماتحتی میں کام کرے گا۔ باقی تفصیلات ان سے حاصل کر لینا لیکن جب تک میں مزید ہدایات نہ دوں۔ تم لوگوں نے کوئی مداخلت نہیں کرنی اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے پوری تفصیل سے ہدایات دینے کے ساتھ ہی کال ختم کر کے ونڈ بٹن پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ شدید بارش میں جگنوؤں کی طرح چمکتی ہوئی کار کی ہیڈ لائٹس اس دوران ٹیلے کے بالکل قریب پہنچ چکی تھیں۔ لیکن

اب عمران اطمینان سے کھڑا تھا۔ کیونکہ ٹائیگر کی کال سے اُسے یہ
بہرحال اطمینان ہو گیا تھا کہ کو بیگر یا اس کے ساتھی واپس نہیں
آرہے۔ اس لئے یقیناً آنے والے صفدر اور اس کے ساتھی ہی
ہوں گے۔ عمران نے ٹارچ جلا کر انہیں اپنی موجودگی کی جگہ بتائی۔ اور
کار ٹیلے کے قریب آکر رکی اور پھر کار میں سے برساتیاں پہنے ہوئے
تین افراد نکلے اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھنے لگے۔ یہ صفدر
کیپٹن شکیل اور تنویر تھے۔

"عمران صاحب۔ دوبارہ یہاں آنے کا کیا مقصد ہوا۔ یہاں
تو ہر طرف ویرانی ہی ویرانی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے قریب آتے ہوئے
کہا۔

"ذرا اس جگہ جہاں سے ہم نے چٹان ہٹائی تھی پیر مارو"۔۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پیر ماروں۔ کیا مطلب۔ یہاں پہلے بھی چیکنگ کر لی گئی تھی۔
یہ جگہ ٹھوس ہے"۔۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یار کہیں بارش کے ساتھ ضد تو نہیں اتر رہی۔ خواہ مخواہ
ضد اور حجت کئے جا رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے
تلخ لہجے میں کہا۔ اور صفدر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس جگہ پیر
مارا تو دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ بارش اور
اندھیرے کے باوجود ٹارچ کی روشنی میں اس کے چہرے پر حیرت
کے تاثرات نمایاں نظر آرہے تھے۔

"اوہ اوہ۔۔۔ یہاں نیچے تو خلا ہے۔ حالانکہ پہلے۔۔۔۔۔۔۔"

صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے کی بات چھوڑو۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میرے پاس ڈائنامیٹ
سٹکس تو ہیں لیکن بارش کی وجہ سے وہ استعمال نہیں ہو سکتیں۔
اور میرا آئیڈیا ہے کہ یہ کسی بڑے اور قدیم تہہ خانے کا راستہ ہے
اور یقیناً اندر کوئی خاص منصوبہ بندی کی گئی ہے"۔۔۔۔ عمران
نے کہا۔

"کار میں سیلوفین کا ایک بڑا لفافہ موجود ہے۔ میں نے اس میں
برساتی رکھی ہوئی تھی۔ اُسے ڈائنامیٹ سٹکس پر چڑھا لیتے ہیں"
صفدر نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا تیزی سے صفدر کی کار کی
طرف بڑھتا گیا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔ عمران دروازہ کھول کر
عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ صفدر نے آگے والی سیٹ پر بیٹھ کر ڈیش
بورڈ کے اندر سے سیلوفین کا ایک بڑا سا لفافہ نکال کر عمران
کو دیا۔ عمران نے برساتی کی زپ کھولی اور پھر اندر لباس کی جیب
سے اس نے ڈائنامیٹ سٹکس باہر نکالیں۔ سیلوفین کو ان کے
اوپر چڑھا کر اس نے صرف فلیتہ باہر رکھا۔ اندرونی جیب سے
ایک لائیٹر نکال کر بھی اس نے جیب میں ڈالا اور پھر دروازہ
کھول کر باہر آگیا۔ اور پھر دوڑتا ہوا اس جگہ گیا جہاں تنویر اور
کیپٹن شکیل موجود تھے۔

"دو تین بڑے پتھر اٹھا لاؤ۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
اور تنویر اور کیپٹن شکیل نے دوڑ کر ادھر ادھر پھیلے ہوئے تین چار
بڑے پتھر اٹھائے۔ اور عمران نے انہیں اس خلا والے حصے

کے عین درمیان میں ایک دوسرے سے جوڑ کر اس طرح رکھ دیا - کہ
درمیان میں ایسا خلا سا بن گیا جس پر بارش براہِ راست نہ پڑ سکتی تھی۔
عمران نے ڈائنامیٹ سٹکس ان کے نیچے رکھیں۔ گو سٹکس پر
سیلوفین چڑھا ہوا تھا۔ لیکن بارش اس قدر زوردار ہو رہی تھی کہ
سیلوفین کے باوجود نمی سٹکس کے اندر تک پہنچ سکتی تھی - اور
سٹکس کا فلیتہ چونکہ خاصا لمبا رکھا جاتا تھا تاکہ سٹکس تک آگ
پہنچنے تک اُسے لگانے والے دور پہنچ سکیں - اس لئے عمران کو خطرہ
تھا کہ کہیں آگ پہنچنے تک سٹکس شدید بارش کی وجہ سے ناکارہ
نہ ہو جائیں - یہی وجہ تھی کہ اس نے انہیں پتھروں کی آڑ میں رکھا تھا
فلیتے کے بارش میں بھیگنے کا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ کیونکہ ایک بار
آگ لگنے کے بعد آگ بھیگے ہوئے فلیتے کے اندر
دوڑتی ہوئی سٹکس تک پہنچ جاتی تھی - اور سرے پر باقاعدہ
حفاظتی کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ سٹکس اندر رکھ کر اس نے تیزی سے
فلیتے کو دور تک پھیلایا اور پھر ان سب کو دور ہٹ جانے کا
اشارہ کرتے ہوئے اس نے لائیٹر جیب سے نکالا اور فلیتے کی
کیپ ہٹا کر اس نے ہتھیلی کی آڑ میں گیس لائیٹر جلایا اور اسی
آڑ میں اس نے سرے کو آگ لگانی شروع کر دی - چند لمحوں بعد
فلیتہ سلگ اٹھا - اور آگ تیزی سے سٹکس کی طرف بڑھنے
لگی - عمران نے لائیٹر بجھایا اور دوڑتا ہوا دور چلا گیا - چند
لمحوں بعد خوفناک دھماکہ ہوا اور جس جگہ سٹکس موجود تھیں۔
وہاں سے اس طرح پتھر اوپر کی طرف اٹھے جیسے کوئی چھوٹا سا

آتش فشاں پھٹ پڑا ہو - لیکن چند لمحوں بعد وہاں ایک بار پھر
خاموشی طاری ہو گئی۔
صرف تیز بارش کی آواز کے علاوہ دور سے دریائے کانڈس
کی طوفانی لہروں کا شور سنائی دے رہا تھا - خاموشی ہوتے
ہی عمران سمیت ادھر ادھر بکھرے ہوئے سب افراد تیزی سے
اس جگہ پہنچے اور پھر ٹارچوں کی روشنی میں ایک بڑا خلا اور انسانی
ہاتھوں کی بنائی ہوئی سرنگ انہیں صاف دکھائی دی۔
" اوہ - یہ تو کوئی قدیم سرنگ ہے " ـــــ عمران نے کہا اور
دوسرے لمحے اس نے نیچے چھلانگ لگا دی - اس کے پیچھے
صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی نیچے اترے اور پھر ٹارچوں
کی روشنی میں وہ آگے بڑھتے چلے گئے - ذرا سا آگے بڑھتے
ہی وہ یک لخت ٹھٹھک کر رک گئے، کیونکہ ٹارچ کی تیز روشنی
میں سرنگ کی چھت پر نصب فلوراسینٹ ٹیوب انہیں صاف
دکھائی دے رہی تھی - اور ظاہر ہے یہ ٹیوب قدیم زمانے کے
افراد کی لگائی ہوئی تو نہ تھی۔
" ہوں - تو یہاں کافی کچھ ہوتا رہا ہے " ـــــ عمران نے کہا -
اور تیزی سے آگے بڑھتا گیا -
" عمران صاحب - یہ سرنگ دریا کی طرف جا رہی ہے " ـــــ
صفدر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد
وہ سب اس طرح حیرت سے بت بنے کھڑے تھے - جیسے
انہوں نے دنیا کا نواں عجوبہ دیکھ لیا ہو - نہ صرف ان کے جسم

ساکت تھے۔ بلکہ ان کی آنکھیں بھی حیرت کی شدت سے اس طرح ساکت ہو گئی تھیں جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں مجسموں میں تبدیل کر دیا ہو۔

" اوہ اوہ خدایا۔ ہم لوگ اوپر گھومتے رہے اور یہ مجرم یہاں اس قدر پیچیدہ کام کرتے رہے" ۔۔۔ عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

" یہ یہاں کیا کیا گیا ہے۔ یہ تو یوں لگتا ہے جیسے سرنگ کی چھت کو کسی خاص مصلحت سے نیچے پشتہ دیا گیا ہو۔ تاکہ طوفان کی وجہ سے سرنگ کی چھت بیٹھ نہ جائے لیکن یہ مشینیں وغیرہ" ۔۔۔ تنویر کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

" یہ تو جسیم پتھر سے دیوار بنائی گئی ہے۔ وہ پانچ سو ٹرک اور یہ آخری ٹرک کا پتھر یہاں استعمال ہوا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ دیوار کے ساتھ عجیب و غریب قسم کی مشینیں فٹ تھیں لیکن وہ سب ساکت کھڑی تھیں۔ عمران نے دیوار پر ہاتھ پھیرا اور ٹارچ کی روشنی میں اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اسے خود سمجھ نہ آ رہی تھی۔ کہ آخر یہ کیسی دیوار ہے۔ بظاہر تو تنویر کی بات درست نظر آ رہی تھی۔ کہ سرنگ کی چھت کو بیٹھنے سے روکنے کے لئے پشتہ بندی کی گئی ہے۔ اور فاصلے سے یہ بات بھی واضح تھی کہ جس جگہ یہ دیوار بنائی گئی ہے اس کے عین اوپر دریا کا بیڈ ہے۔ اور دیوار بے حد طویل تھی۔ کیونکہ اس کا دوسرا سرا نظر نہ آ رہا

تھا۔ دیوار درمیان میں تھی۔ جب کہ اس کے دونوں اطراف میں مشینیں فٹ تھیں۔ اور باقاعدہ دیوار تھی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر آگے بڑھتا ہی گیا۔

" اوہ۔ اس قدر طویل دیوار" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ تو دریا کے پورے بیڈ کے نیچے ہے۔ کم از کم تین کلومیٹر تو ہوگی" ۔۔۔ دوسرے سرے تک پہنچتے پہنچتے صفدر نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ عمران نے اب ان مشینوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ لیکن یہ مشینیں زمین اور دیوار کے ساتھ جگہ جگہ پیوست تھیں۔ اور ایک مخصوص فاصلے پر موجود تھیں اور دیوار کے دونوں اطراف میں ایسا ہی تھا۔

" اوہ۔ یہ تو مخصوص قسم کی پریشر مشینیں ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

" پریشر مشینیں۔ کیا مطلب۔ یہاں پریشر کا کیا مطلب" ۔۔۔ صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران اب دیوار کی جڑ کے ساتھ اکڑوں بیٹھا ہوا ٹارچ کی مدد سے اس کے اس حصے کا جائزہ لے رہا تھا جو زمین کے اندر جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

" اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ریئلی ویری بیڈ۔ اوہ اس قدر خوفناک منصوبہ" ۔۔۔ یک لخت عمران جیسا شخص بھی خوف کی شدت سے چیخ پڑا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا عمران صاحب۔ کیسا منصوبہ ۔۔۔۔" صفدر
کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں نے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑے۔ کیونکہ عمران کے
چہرے پر یک لخت جو دہشت سی ابھر آئی تھی اس نے انہیں
چونکا دیا تھا۔

"اوہ اوہ۔ کاش کچھ وقت مل جائے۔ تم سب دونوں طرف
سرنگ کی دیواروں کا جائزہ لو۔ جلدی کرو۔ اس کا آپریٹنگ
پینل یقیناً دیوار کے اندر چھپایا گیا ہے۔ جلدی کرو۔ میں اس
کی لنکنگ تار ڈھونڈھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جلدی کرو۔
اگر یہ منصوبہ آپریٹ کر دیا گیا تو پاکیشیا کے کروڑوں افراد
موت کے گھاٹ اتر جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے وحشیانہ
انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹارچ
کو دیوار کی جڑ سے لگا کر انتہائی تیز رفتاری سے دیوار کے
ساتھ ساتھ دوڑنا شروع کر دیا۔ جب کہ صفدر اور کیپٹن شکیل
ٹارچیں لے کر سرنگ کی دیوار کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھنے
لگے۔ جب کہ تنویر دوڑ کر اس مصنوعی دیوار کی دوسری طرف
موجود سرنگ کی دیوار کا جائزہ لینے پہنچ گیا۔ تین کلومیٹر لمبی دیوار
ختم ہونے میں ہی نہ آ رہی تھی۔ لیکن عمران کے پیروں میں تو جیسے
مشینیں فٹ ہو گئی تھیں۔ وہ بجلی کی سی تیز رفتاری سے دیوار کی
جڑ میں ٹارچ کی روشنی ڈالتا ہوا دوڑا چلا جا رہا تھا۔ حالانکہ زمین
ناہموار تھی۔ اور وہاں مختلف سائزوں کے پتھر بھی تھے۔ لیکن عمران

کو کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ اس کے نہ صرف چہرے پر بلکہ
دوڑنے کے انداز میں بھی وحشت تھی۔ دوڑتے دوڑتے یکلخت
عمران نے رکنے کی کوشش کی اور اچانک رکنے کی وجہ سے
اس کے قدم لڑکھڑائے اور دوسرے لمحے وہ پہلو کے بل
پتھروں پر ایک دھماکے سے گرا۔ اس نے نیچے گر کر اٹھنے
کی کوشش کی۔ لیکن اس کے ذہن میں ایک لمحے کے لئے
جیسے سورج اتر آیا ہو۔ اور دوسرے لمحے تاریکی سی چھا گئی۔
لیکن پھر جیسے دور کسی گہرے کنوئیں کی تہہ سے آوازیں سنائی
دیتی ہیں۔ اس طرح اس کے ذہن نے آوازوں کو قبول کیا اور
اس کے ساتھ ہی گہرا اندھیرا تیزی سے چھٹنے لگا۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب"۔۔۔۔ یہ آواز صفدر کی
تھی۔ جو اُسے بُری طرح جھنجھوڑ رہا تھا۔

"اوہ اوہ۔ وہ تار کا سرا۔ وہ تار کا سرا"۔۔۔۔ عمران نے
ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے وحشت بھرے انداز میں
ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اچانک گرنے کی وجہ سے ٹارچ
اس کے ہاتھوں سے نکل گئی تھی۔

"آپ کی کنپٹی سے اوپر گہرا زخم ہے۔ آپ ادھر دیوار
کے ساتھ بیٹھ جائیں اور ہمیں بتائیں کیا کرنا ہے"۔۔۔۔ صفدر
نے اُسے سنبھالتے ہوئے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"لعنت بھیجو میرے زخم پر۔ اس وقت کروڑوں بے گناہ
افراد موت کی سولی پر لٹکے ہوئے ہیں۔ مجھے ٹارچ دو"۔۔۔۔ عمران

نے ساتھ کھڑے کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے ٹارچ جھپٹی اور اٹھ
کر اس طرف کو دوڑ پڑا جہاں اُسے دیوار کی جڑ کے ساتھ موٹی
سی تار کا ایک سرا نظر آیا تھا۔ اور جسے دیکھ کر اس نے بے تحاشا
دوڑنے کے دوران رکنے کی کوشش کی تھی۔ عمران نے ٹارچ
ایک طرف رکھی۔ اور وحشیانہ انداز میں وہاں سے مٹی اور
پتھر ہٹانے شروع کر دیئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اس
کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور ان کی مشترکہ کوششوں سے انہوں
نے سیاہ رنگ کی ایک موٹی سی تار جو تقریباً ایک انچ سے
بھی زیادہ موٹائی کی تھی۔ باہر نکل آئی۔ یہ تار سرنگ کی دیوار کی
طرف جا رہی تھی۔ وہ تار کو باہر نکالتے نکالتے سرنگ کی دیوار
تک پہنچ گئے۔ لیکن تار سرنگ کی ٹھوس پتھروں کی دیوار کے
اندر جا کر غائب ہو گئی تھی۔ عمران نے وحشیانہ انداز میں دیوار
کے اس حصے پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ لیکن یہ سارے
حصے ٹھوس تھے۔

"اوہ اوہ۔ یقیناً یہاں آپریشن پینل ہو گا"۔۔۔ عمران نے
چیخ کر کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اس حصے کو تھپتھپا کر
دیکھنے لگے۔ لیکن کوئی پتھر بھی ڈھیلا یا خالی نہ تھا۔ اتنی دیر میں
تنویر بھی دوڑتا ہوا وہاں آ گیا۔

"کہیں یہ تار دیوار پار کر کے دوسری طرف نہ چلی گئی ہو"۔۔۔
صفدر نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ بجلی کی تار ہو گی۔ باہر سے اندر آ رہی ہو گی۔

ہٹ جاؤ۔ میں اسے فائرنگ سے توڑتا ہوں اور کوئی صورت نہیں"۔۔۔
عمران نے کہا اور اسی لمحے صفدر نے اس کے ہاتھ میں مشین گن پکڑا
دی۔ عمران تیزی سے پیچھے ہٹا۔ باقی ساتھی بھی پیچھے ہٹ گئے۔ اور
دوسرے لمحے سرنگ مشین گن کی تیز فائرنگ سے گونج اٹھی۔ گولیاں
پورے تواتر سے سیاہ رنگ کی اسی تار پر پڑ رہی تھیں لیکن دوسرے
لمحے ان سب کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔
جب فائرنگ رکنے پر انہوں نے تار کو اُسی طرح درست حالت
میں دیکھا مشین گن کی گولیوں کی بارش نے بھی تار کا کچھ نہ بگاڑا تھا۔
ایسے لگتا تھا جیسے تار کے اوپر کوئی فائر پروف مواد چڑھا ہوا ہو۔

"اوہ۔ یہ تو اینٹی سافٹنگ تار ہے۔ اس پر تو نہ گولیاں اثر کریں
گی اور نہ ہی یہ کٹر سے کاٹی جا سکتی ہے۔ انتہائی جدید سامان استعمال
کیا گیا ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔ بھاگ کر جاؤ۔ اور میری کار کی فرنٹ سیٹ کے نیچے
باکس میں سے ڈائنامیٹ سٹکس اٹھا لاؤ۔ ہمیں اب اس دیوار کے
حصے کو جگہ جگہ سے توڑنا پڑے گا۔ تب ہی آپریشنل پینل مل سکے گا۔
ورنہ نہیں۔ اور بغیر آپریشنل پینل ملے ہم اس خوفناک منصوبے کو
ختم نہیں کر سکتے۔ جاؤ۔ جلدی کرو۔ کہیں وہ لوگ اسے آپریٹ نہ کر
دیں"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں جاتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے کہا اور تیزی سے واپس دہانے
کی طرف دوڑ پڑا۔

"بینڈ سیج کا سامان بھی لے آنا تنویر"۔۔۔ صفدر نے چیخ کر کہا۔

اور تنویر نے دوڑتے دوڑتے سر ہلا دیا۔

"یہ کیسا منصوبہ ہے۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"کیا بتاؤں صفدر۔ یہ منصوبہ جس کے ذہن کی بھی تخلیق ہے اُسے تخریب کاری کا شیطانی انعام دیا جانا چاہیئے۔ ترجیسم پتھر کے ساتھ کیمیکلز مکس کر کے انہوں نے دریا کے بیڈ کے نیچے ایک ہالو وال تیار کر دی ہے اور اس کے نیچے پریشر مشینوں کے بیڈ لگا دیئے ہیں۔ یہ جو ایک دیوار نظر آ رہی ہے۔ یہ دراصل دو دیواریں ہیں جن کے درمیان خلا ہے۔ اس کے اوپر نیچے اور سائیڈوں کے حصوں کو جوڑ دیا گیا ہے اور اندر گیس بھری ہوگی یہ دیوار اب انتہائی طاقتور ڈائنامیٹ اور طاقتور بموں سے بھی نہیں ٹوٹ سکتی۔ لیکن ابھی اسے پانی نہیں لگا۔ جس طرح عام سیمنٹ پانی لگنے سے پختہ ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ کیمیکلز کے ساتھ مکس کی ہوئی ترجیسم بھی پانی لگنے سے زیادہ پختہ ہو جائے گی۔ انہوں نے منصوبہ یہ بنایا ہے کہ جب اوپر موجود دریائے کانڈس میں بھرپور سیلاب آئے تو اسے آپریٹ کر دیا جائے۔ پریشر مشینیں اس پوری طویل دیوار کو یک لخت اوپر کو پوری قوت سے اٹھائیں گی۔ اور یہ دیوار سرنگ کی چھت توڑ کر اوپر مٹی سے نکل کر دریا کے عین درمیان میں اوپر کافی بلندی تک قائم ہو جائے گی۔ دریا کی نرم ریتلی مٹی کی تہہ اس پر چڑھ جائے گی اور پھر مسلسل اسے پانی لگتا رہے گا۔ چنانچہ یہ ہالو وال اس قدر مضبوط اور سخت ہو جائے گی کہ شاید ایٹم بم بھی اسے نہ توڑ سکے۔ اب کیا ہوگا۔ دریا کا پانی آگے دریا کے بیڈ میں

بہنے سے رک جائے گا اور پوری قوت سے دریا کی سائیڈوں میں بہنے لگ جائے گا۔ سیلاب چونکہ مسلسل اور خوف ناک رفتار سے آ رہا ہوگا۔ اس لئے یہ وسیع رقبے میں مسلسل تباہیاں پھیلاتا ہوا نئے راستے بناتا آگے بڑھتا جائے گا۔ پہلے دارالحکومت اس کی زد میں آئے گا۔ اور دوسرے شہر۔ اور یہ اس طرح تباہیاں پھیلاتا بڑے چھوٹے شہر۔ قصبے۔ فصلیں۔ زمین مکانات اور انسانوں کا خاتمہ کرتا چلا جائے گا۔ ہزاروں، لاکھوں افراد خوف ناک سیلاب کی زد میں آ کر ہلاک ہو جائیں گے۔ راستے میں آنے والی تمام فصلیں مکانات۔ اہم فوجی سٹور۔ چھاؤنیاں۔ سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ نہ ہی یہ دیوار ٹوٹے گی اور نہ ہی اس وسیع رقبے میں پھیل کر آگے بڑھنے والے سیلاب کو کوئی بند باندھ کر روکا جا سکے گا۔ یہاں سے عقب میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں ڈیم موجود ہو اور دریا کے پانی کا رخ بدلا جا سکے۔ اس لئے سوائے خوف ناک اور مکمل تباہی کے اور پاکیشیا کا کوئی مقدر نہ رہے گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کے چہرے غیظ و غضب سے بُری طرح بگڑتے چلے گئے۔ اب انہیں عمران کی دہشت کا صحیح اندازہ ہو رہا تھا۔ اور اب حقیقت میں انہیں ایک ایک لمحہ شاق گزر رہا تھا۔

"اوہ اوہ۔ اس قدر خوف ناک اور تباہ کن منصوبہ"۔۔۔ ان دونوں کے حلق سے بے اختیار نکلا۔ اُسی لمحے تنویر کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ واقعی پوری رفتار سے دوڑا چلا آ

رہا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ نمودار ہو گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں
میں دو بڑے بڑے تھیلے اٹھائے ہوئے تھے۔
"میں میکینکل فٹنگ بیگ بھی ساتھ لے آیا ہوں"۔۔۔۔ تنویر نے
قریب آ کر کہا۔ عمران ایک تھیلے پر جھپٹا اور پھر اس نے اس میں سے
ڈائنا میٹ سٹکس نکال کر نیچے رکھنی شروع کر دیں۔ ساتھ ہی عمران
نے تھیلے کے اندر سے فلیتے کا ایک بڑا سا گچھا نکال کر صفدر کی
طرف پھینک دیا۔
"دس دس فٹ کے فاصلے سے ایک ایک کر کے باندھ دو۔
جلدی کرو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر
تینوں ان سٹکس کے بنڈلوں کو توڑ کر ایک ایک سٹک علیحدہ علیحدہ
کر کے باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ پھر عمران بھی ان کے ساتھ شامل ہو
گیا۔ ان چاروں کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔
اور تھوڑی دیر بعد سٹکس کا ایک ڈھیر سا بن گیا جو فلیتے کی مدد سے
ایک دوسرے سے بندھی ہوئی تھیں۔ جس جگہ وہ انٹی سافنک تار
دیوار میں غائب ہو رہی تھی اس کو مرکز بنا کر دونوں طرف ڈائنا میٹ
لگایا جا رہا تھا۔

"جہاں جہاں سرنگ کی دیوار میں جگہ نظر آئے اٹکاتے جاؤ۔ جلدی
کرو جلدی"۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے بعد دیوار کے
ابھرے ہوئے پتھروں میں سٹکس اٹکائی جانے لگیں۔ وہ سب
واقعی انتہائی برق رفتاری سے کام میں مصروف تھے۔
"بیگ اٹھالو۔ اور سب ادھر آجاؤ"۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر

کہا۔ وہ اس وقت سوراخیا والے دہانے کی طرف موجود تھا۔ حالانکہ
اس کا پورا چہرہ اور سائیڈ خون سے بھری ہوئی تھی۔ اور اس خون کی
وجہ سے اس کا چہرہ عجیب و غریب لگ رہا تھا۔ لیکن اس وقت
اسے کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔ اور صفدر وغیرہ کو بھی شاید اب سوائے
اس کام کے اور کسی بات کا خیال نہ رہا تھا۔ جب سے عمران نے
اسے ہالو وال کے تباہ کن منصوبے کی تفصیل بتائی تھی۔ ان کے
دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہے تھے جیسے ابھی سینہ توڑ کر باہر
آ جائیں گے۔ ان کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اس دیوار کو گھسیٹتے ہوئے
دریا سے دور لے جائیں یا پھر کسی طرح دریا کو ادھر سے ہٹا دیں۔ لیکن
ظاہر ہے دونوں ہی باتیں ان کے بس میں نہ تھیں۔ بہر حال بیگ
اٹھائے وہ دوڑتے ہوئے عمران کے قریب پہنچے تو عمران نے فلیتے کے
سرے کو لائیٹر سے آگ لگا دی۔ اور پھر وہ سب تیزی سے دوڑتے
ہوئے دہانے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد پہلا دھماکہ ہوا اور جب
وہ دہانے پر پہنچے تو دوسرا دھماکہ ہوا۔ اور پھر تیزی سے دھماکے
ہوتے چلے گئے۔ ان دھماکوں کے ساتھ ہی بڑے بڑے پتھروں کے
گرنے اور ہالو وال سے ٹکرانے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی
تھیں۔ جب کوئی ڈائنا میٹ پھٹتا تو سرنگ میں جیسے بجلی سی چمک
جاتی اور ایک بار پھر گھپ اندھیرا سا چھا جاتا۔ عمران دل ہی دل میں
دھماکوں کی باقاعدہ گنتی کر رہا تھا۔ ڈائنا میٹ سٹکس کی تعداد دو
سو کے قریب تھی۔ اور گو یہ پوری دیوار کی لمبائی تک نہیں آسکتے تھے
عمران نے اسے ہالو وال کے تقریباً درمیانی حصے میں سامنے والی دیوار

میں لگایا تھا۔ کیونکہ اس کا آئیڈیا تھا کہ پرنسپل مشینوں کا آپریٹنگ پینل ہال وال کے تقریباً سائیڈ میں ہی ہو گا۔ جب تمام سٹکس پھٹ گئیں تو عمران اور اس کے ساتھی ٹارچیں جلائے آگے بڑھنے لگے۔ نیچے پتھروں کے ڈھیر تھے۔ وہ ان پتھروں پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے لیکن عمران کی ٹارچ کی روشنی سرنگ کی اس دیوار پر پڑ رہی تھی جس میں ڈائنامیٹ سٹکس لگائی گئی تھیں اور پھر جیسے ہی روشنی کا دائرہ ایک فولاد کے بڑے سے چوکھٹے پر پڑا۔

"یہ ہے پینل" ---- عمران نے چیخ کر کہا۔ اور باقی ساتھیوں کی ٹارچیں بھی اس پر پڑنے لگیں۔ واقعی دیوار کے اندر کافی گہرائی میں سیاہ رنگ کے فولاد کا ایک بڑا سا باکس جو باہر سے بالکل بند تھا۔ فٹ نظر آ رہا تھا۔ اور وہ سیاہ رنگ کی تار باکس کے نیچے سے اس کے اندر جا رہی تھی۔

"اوہ۔ یہ بجلی کی تار نہیں ہے بلکہ آپریشنل وائر ہے۔ اس لئے اسے انٹی سائنٹک انداز میں تیار کیا گیا ہے۔ تاکہ انتہائی ٹوٹ پھوٹ برداشت کر سکے" ---- عمران نے کہا۔ اور باقی ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

"وہ مکینکل فٹنگ بیگ کہاں ہے۔ مجھے دو۔ تنویر نے واقعی عقلمندی کی ہے۔ کہ اسے بھی ساتھ اٹھا لایا ہے۔ ورنہ اسے کھولنے کے لئے پھر اسے لینے جانا پڑتا" ---- عمران نے کہا۔ اور تنویر کے چہرے پر عمران کے تعریفی الفاظ سن کر مسکراہٹ سی رینگنے لگی۔ ویسے بھی اس نے منصوبے کی تباہ کاریوں کی تفصیلات

نہ سنی تھیں۔ اس لئے اس کے چہرے پر وہ دہشت نہ تھی جو صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہروں پر تھی۔ عمران نے بیگ لے کر رکھا اور پھر ٹارچ کی مدد سے اس نے اس باکس پر لگے ہوئے سکرو تلاش کرنے شروع کر دیئے۔ تاکہ انہیں کھول کر اس باکس کو کھولا جا سکے۔ لیکن غور سے دیکھنے کے بعد اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ باکس پر کوئی سکرو نہ تھا۔ اُسے شاید چاروں طرف سے ویلڈ کر دیا گیا تھا۔ تاکہ کوئی اسے کھول ہی نہ سکے۔ باکس کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی مضبوط ترین فولاد سے بنا ہوا ہے اور اس پر بھی انٹی سائنٹک میٹریل چڑھا ہوا ہے۔ اب یہ باکس بھی بم پروف ہو چکا تھا۔

"اسے ویلڈ کر دیا گیا ہے۔ اور اس پر بھی انٹی سائنٹک میٹریل چڑھا ہوا ہے۔ اب اسے نہ ہی تباہ کیا جا سکتا ہے اور نہ کھولا جا سکتا ہے۔ صرف یہی حل ہے کہ ویلڈنگ پلانٹ یہاں لایا جائے اور طاقتور ویلڈنگ فلیم کی مدد سے اس کے جوڑ کاٹے جائیں۔ لیکن فوری طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے" ---- عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے" ---- صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"اس پر گولیاں مار کر تو دیکھو شاید مسئلہ حل ہو ہی جائے۔ آخر اسے اندر گہرائی میں چھپا کر لگانے کا مقصد تو یہی نظر آتا ہے کہ اس کے ٹوٹنے یا کھلنے کا خطرہ ان کے ذہنوں میں بھی موجود تھا" ---- کیپٹن شکیل نے کہا۔

اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے مشین گن کی نال کا رخ اس کی
سائیڈ پر کیا اور فائر کھول دیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح وہ
ویلڈنگ جوڑ توڑ دیئے جائیں۔ لیکن کوشش کا نتیجہ یکسر بے سود رہا۔
گولیاں باکس سے ٹکرا کر چپٹی ہو کر نیچے گرتی جا رہی تھیں۔ لیکن باکس
پر معمولی سا ڈنٹ بھی نہ پڑ رہا تھا۔

" ہٹو۔ میں اس پر بم مارتا ہوں۔ میں بم لے آیا ہوں بم " ـــــ
تنویر نے کہا اور اس نے برساتی ہٹا کر جیب سے ایک چھوٹا مگر طاقتور
بم نکالا۔ اور اس کے ساتھیوں کے ایک طرف ہٹتے ہی اس نے
پوری قوت سے بم کی پن کو انگوٹھے سے دبا کر باکس پر دے مارا۔
ایک خوف ناک سا دھماکہ ہوا۔ اور باکس کے گرد دھواں سا پھیل
گیا۔ لیکن جب دھواں چھٹا تو باکس اسی طرح اپنی جگہ پر موجود تھا۔

" اوہ۔ یہ تو واقعی بم پروف ہے " ـــــ تنویر نے مایوسانہ لہجے
میں کہا۔ اور عمران سمیت سب کے چہرے لٹک گئے۔ اس باکس
کو کھولنے یا توڑنے کی کوئی تجویز کسی کے ذہن میں بھی نہ آ رہی تھی۔
عمران کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ وہ اس باکس کو
کھولنے کی کوئی تجویز سوچنے کے لئے اپنی پوری ذہنی قوت کو
آزما رہا تھا لیکن نتیجہ صفر۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے
ذہن نے سرے سے کام کرنا ہی چھوڑ دیا ہو۔

" اگر باکس کی سائیڈوں پر چاروں طرف بم مارے جائیں تو
شاید وہ کیل اکھڑ جائیں جن سے اس بکس کو دیوار میں لگایا گیا ہے "
اچانک صفدر نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ یہ ترکیب شاید کام کر جائے " ـــــ عمران نے کہا اور
تنویر نے جلدی سے جیب سے یکے بعد دیگرے کئی بم نکالے۔ اور
ایک اس نے اپنے پاس رکھا۔ باقی صفدر، اور کیپٹن شکیل کی
طرف بڑھا دیئے۔ اور پھر وہ مختلف سمتوں میں کھڑے ہو گئے۔ جب کہ
عمران ہونٹ دبائے ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔ باکس کی دونوں
سائیڈوں میں بم خوف ناک دھماکے سے پھٹے اور پتھر اڑ اڑ کر
نیچے گرے اور اسی لمحے تنویر نے باکس کے اوپر والے حصے پر دیوار
پر بم مارا۔ اور اس بار اس کے ساتھ ہی چٹان کا بڑا سا حصہ اکھڑ
کر نیچے ایک دھماکے سے گرا اور باکس بھی اس چٹان کے ساتھ ہی
نیچے پتھروں پر گر گیا۔ عمران تیزی سے باکس کی طرف بڑھا۔ وہ
چٹان کے ساتھ اس طرح چپکا ہوا تھا جیسے لوہا مقناطیس سے
چپکا ہوا ہوتا ہے۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس چٹان
کو سیدھا کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی باکس بھی اوپر آ گیا۔ لیکن وہ
اسی طرح چٹان کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ اسے شاید کسی خاص مصالحے
کے ذریعے اس چٹان کے ساتھ چپکایا گیا تھا۔ اور یہ اس قدر مضبوطی
سے چپکا ہوا تھا کہ چٹان دیوار سے علیحدہ ہو کر نیچے گرنے کے باوجود
وہ علیحدہ نہ ہوا تھا۔ عمران نے تیزی سے چٹان کو دوبارہ پلٹ دیا۔

" اب اس چٹان پر بم مارو " ـــــ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے
تنویر سے کہا۔

" یہ میرے پاس آخری بم ہے " ـــــ تنویر نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ گھما کر پوری قوت سے بم اس چٹان کے

اوپر مار دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور چٹان ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی۔ لیکن
باکس کی اندرونی سطح بھی اُسی طرح کی تھی۔ جیسی اس کی سامنے والی
سطح تھی وہ بالکل بند تھا۔ اسی طرف سے بند۔ عمران نے باکس کو
سیدھا کیا۔ لیکن مسئلہ ویسے کا ویسے ہی تھا۔ باکس بند تھا۔
اور اس کے کھلنے کا کوئی طریقہ بھی ذہن میں نہ آ رہا تھا۔

" اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ یہ ٹی۔ ایکس۔ الیون ٹائپ باکس ہے۔
ایک سپیشل ٹائپ کا باکس۔ نہیں کھل سکے گا۔ لیکن یہ اتنی بڑی
مشینری یقیناً یا تو بجلی سے چل سکتی ہے۔ یا پھر اس کے لئے
کوئی اٹیمک بیٹری استعمال کی گئی ہوگی۔ اب ایک ہی صورت
ہے کہ ہمیں اس کی پاور سپلائی کاٹنی ہوگی۔ صفدر، تم باہر جا کر
بجلی کے کھمبوں کو چیک کرو۔ یقیناً کسی کھمبے کے ساتھ تار نیچے
زمین پر جا رہی ہوگی۔ اُسے مشین گن سے اڑا دو۔ اور کیپٹن شکیل
تم باہر جا کر دریا کی طرف جاؤ۔ سرنگ کے ساتھ ساتھ۔ اگر کوئی
اٹیمک بیٹری ہے تو پھر لازماً اسے دریا کے قریب کسی اونچی جگہ
کسی بند پر فٹ کیا گیا ہوگا۔ کیونکہ پانی لگنے سے وہ بے کار
ہو سکتی ہے۔ اور اگر مل جائے تو اس کو فوراً ہی پوائنٹ آف کر دینا۔
جلدی کرو "۔۔۔۔ عمران نے چیخ چیخ کر انہیں ہدایات دیتے ہوئے
کہا اور وہ دونوں تیزی سے واپس دہانے کی طرف دوڑ پڑے۔
جب کہ عمران اس باکس پر ایک بار پھر جھک گیا۔ ہاتھ میں پکڑی
ہوئی ٹارچ کی روشنی میں اس نے اس باکس کو اب چاروں طرف
سے غور سے چیک کرنا شروع کر دیا۔ پھر اچانک ٹارچ کی روشنی

ایک جگہ پر رک گئی۔ یہ باکس کی سائیڈ تھی۔

" کیا ہوا۔ کوئی خاص بات "۔۔۔۔ تنویر نے روشنی کو کچھ دیر ایک
جگہ پر رکتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

" ایک چھوٹا سا سوراخ موجود ہے۔ ٹارچ پکڑو۔ میں دیکھتا ہوں۔
شاید فلٹنگ بیگ میں کوئی ایسی چیز نکل آئے جس سے اس باریک
سے سوراخ کو استعمال میں لایا جا سکے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور
تنویر نے سر ہلاتے ہوئے ٹارچ پکڑ لی۔ عمران مڑ کر بیگ کی طرف متوجہ
ہو گیا۔ اس نے بیگ کی زپ کھولی اور اُسے ایک ذرا خالی جگہ پر
الٹ دیا۔ بیگ میں سے مختلف قسم کے چھوٹے بڑے اوزار نکل کر
ڈھیر ہو گئے۔ عمران نے تیزی سے اس ڈھیر کو ہٹانا شروع کر دیا۔
اور پھر اس کی نظریں ایک باریک سی سوئی والے آلے پر پڑ گئیں۔
جس کے پیچھے ایک سرنج جیسی سرخ رنگ کی لمبی سی نلکی فٹ تھی۔
اور نلکی کے اینڈ میں ایک بٹن سا لگا ہوا تھا۔ عمران نے جھپٹ کر
اُسے اٹھایا۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار چمک سی ابھر آئی۔
کیونکہ یہ انتہائی جدید قسم کا گیس کٹر تھا۔ اس نلکی کے اندر سرخ
رنگ کی ایسی گیس بھری ہوئی تھی جو فولاد کو بھی اس طرح کاٹ دیتی
تھی۔ جیسے تار صابن کو کاٹ دیتی ہے۔ ابھی عمران نے یہ گیس کٹر
اٹھایا ہی تھا کہ یک لخت پوری سرنگ میں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز
سنائی دینے لگی۔ اور اس کے ساتھ ہی باکس کے اندر سے
سائیں سائیں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

" دیوار اوپر کو اٹھ رہی ہے عمران "۔۔۔۔ تنویر نے بری طرح

چیختے ہوئے کہا۔ واقعی دیوار آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھ رہی تھی۔ اور
سرنگ کا وہ حصہ جس کے نیچے دیوار موجود تھی سے پتھر اور چٹانیں
ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گر رہی تھیں۔

"باہر۔ باہر نکلو عمران۔ ابھی یہ ساری سرنگ بیٹھ جائے گی"۔
تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم جاؤ" ——— عمران نے وحشت زدہ انداز میں کہا۔ اُسی
لمحے اس کے اوپر اور ارد گرد بھی پتھر تیزی سے گرنے لگے لیکن
عمران کو کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ وہ سوئی کی کیپ ہٹا کر نلکی کے
آگے لگی ہوئی سوئی کو اس باریک سوراخ میں داخل کرنے کی
کوشش میں مصروف تھا لیکن تیز گڑگڑاہٹ اور مشینوں
کے چلنے کی وجہ سے پوری سرنگ اس طرح لرز رہی تھی جیسے شدید
زلزلے کی زد میں آگئی ہو۔ اور پھر اوپر سے مسلسل پتھر اور پتھریلی
مٹی بھی اس پر گر رہی تھی۔ لیکن عمران ہر چیز سے بے نیاز اپنے
کام میں مصروف تھا۔ ٹارچ اس نے اس طرح پھنسا کر رکھی ہوئی
تھی کہ اس کی روشنی مسلسل باکس پر پڑتی رہے۔

"تم اطمینان سے کام کرو عمران۔ میں اوپر سے آنے والی ہر
بلا سے تمہاری حفاظت کروں گا" ——— اُسی لمحے تنویر نے کہا۔
لیکن عمران ذہنی طور پر اس سٹیج پر پہنچ چکا تھا کہ اس کے کان میں
تو شاید تنویر کی آواز پڑی ہو گی۔ لیکن اس کے ذہن نے اُسے
قبول نہ کیا تھا۔ مشینیں مسلسل چل رہی تھیں۔ دیوار آہستہ آہستہ
اوپر کو اٹھ رہی تھی۔ اور سرنگ کی چھت سے اب بڑے بڑے

پتھر۔ پتھریلی چٹانیں اور ملبہ تیزی سے نیچے گرنے لگا تھا۔ اور یقیناً چند
لمحوں بعد کوئی چٹان عمران پر گر کر اس کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ بھی کر
سکتی تھی۔ لیکن عمران ان سب باتوں سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ اس
کے ذہن میں صرف کروڑوں بے گناہ شہریوں کی موت اور پاکیشیا
کی عبرت ناک تباہی کا منظر بھی اس طرح ساکت ہو گیا تھا جیسے سکرین
پر کسی فلم کا سین آگے بڑھنے کی بجائے ساکت ہو جاتا ہے۔ سوراخ
بے حد باریک تھا۔ چونکہ زمینی دیواریں مسلسل ہل رہی تھیں۔ اس لئے
باوجود کوشش کے گیس کنٹر کی باریک سوئی اس سوراخ میں نہ
جا رہی تھی۔ لیکن عمران جنونی انداز میں جدوجہد میں مصروف تھا اور
پھر اچانک سوئی سوراخ سے ٹکرائی اور باریک سوئی آدھے سے
زیادہ ٹوٹ گئی۔ عمران کے پہلے سے بھنچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ
شدت سے بھنچ گئے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا چہرہ کھل اٹھا۔
کیونکہ سوئی ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس کا باقی حصہ ایک جھٹکے
سے سوراخ کے اندر داخل ہو گیا۔ اور دوسرے لمحے عمران نے
پوری قوت سے نلکی کے پیچھے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر دیا۔ نلکی
ایک لمحے کے لئے اس کے ہاتھ میں لرزی۔ دوسرے لمحے وہ سرخ
کی جگہ سفید رنگ اختیار کر گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی باکس میں
سے نکلنے والی مخصوص آواز اور مشینوں کی تیز گڑگڑاہٹ بھی یکلخت
بند ہو گئی۔ اب صرف پتھر گرنے کی آوازیں سنائی دے رہی
تھیں۔

"ہرا۔ آخر کار اللہ نے ہمیں بچا لیا" ——— عمران نے ایک جھٹکے

سے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا اٹھتا ہوا
جسم اپنے اوپر جھکے ہوئے تنویر سے ٹکرایا اور تنویر ایک دھماکے
سے الٹ کر پہلو کے بل پتھروں پر جا گرا۔ تنویر کا جسم بے حس و حرکت
تھا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا تمہیں"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے
انداز میں تنویر پر جھکتے ہوئے کہا۔ لیکن تنویر کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ
بے ہوش تھا۔

"اوہ اوہ۔ تم نے مجھ پر آڑ کر کے اوپر سے گرنے والے سارے
پتھروں کی ضرب خود کھائی ہے۔ اوہ۔ تم عظیم ہو تنویر"۔۔۔ عمران
نے بے اختیار چیخنے کے سے انداز میں کہا اور دوسرے لمحے
اس نے جھپٹ کر فرش پر پڑے تنویر کو اٹھا کر کاندھے پر لادا۔
پتھروں میں دبی پڑی ٹارچ اٹھائی جو ابھی تک جل رہی تھی۔ اور
دھانے کی طرف دوڑنے لگا۔ دیوار اب اوپر کو اٹھنی بند ہو چکی
تھی۔ مشینیں ساکت کھڑی تھیں۔ اور چھت پر سے گرنے والے
پتھر اور چٹانوں میں بھی اب خاصی کمی آ گئی تھی۔ سرنگ کی چھت کا
وہ حصہ زیادہ متاثر ہوا تھا جہاں سے دیوار اوپر کو اٹھی تھی۔ باقی
چھت سے چھوٹے بڑے پتھر گرے ضرور تھے لیکن بہرحال وہ اپنی
جگہ قائم تھی۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب۔ تنویر۔ تنویر"۔۔۔ اسی لمحے
دور سے ٹارچوں کی روشنی اور صفدر اور کیپٹن شکیل کی تیز آوازیں
سنائی دیں اور چند لمحوں بعد وہ دوڑتے ہوئے قریب آ گئے۔

"تنویر کو سنبھالو صفدر۔ میرا اپنا سر بری طرح چکرا رہا ہے"۔۔۔
عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ صفدر نے تیزی سے جھپٹ کر تنویر
کو عمران کے کاندھے سے کھینچ کر اپنے کاندھے پر لاد لیا۔ جب
کہ کیپٹن شکیل نے عمران کو سنبھالا۔ اور پھر وہ سب واپس
دھانے کی طرف بڑھ گئے۔ باہر اسی طرح بارش پورے زور و شور
سے جاری تھی۔ اس لئے وہ ان عمارتوں کی طرف بڑھ گئے جو خالی
پڑی تھیں۔

"خدا کا شکر ہے۔ پاکیشیا اپنی تاریخ کی سب سے بڑی تباہی
سے دوچار ہونے سے بچ گیا ہے"۔۔۔ عمران نے کمرے میں جا
کر ایک دیوار سے پشت لگا کر بیٹھتے ہوئے طویل سانس لے
کر کہا۔

"تنویر تو شدید زخمی ہے عمران صاحب۔ اس کی پوری پشت۔
سر کا پچھلا حصہ اور گردن زخموں سے اٹی پڑی ہے"۔۔۔ صفدر
نے سینے کے بل تنویر کو فرش پر لٹا کر پہلی بار ٹارچ کی روشنی میں
اس کی پشت اور سر کے پچھلے حصے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اور
عمران کی آنکھیں بھی تنویر کی حالت دیکھ کر حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ
گئیں۔ اس کے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ تنویر اس قدر شدید زخمی
بھی ہو سکتا ہے۔

"اوہ اوہ۔ وہ میڈیکل بیگ وہیں سرنگ میں رہ گیا ہے۔
جاؤ اٹھا لاؤ۔ جلدی کرو تنویر کی حالت بے حد خراب ہے"۔۔۔
عمران نے اپنی تکلیف بھول کر چیختے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن

شکیل دونوں ہی مڑ کر دوڑتے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل گئے۔

" اوہ اوہ تنویر۔ تم نے پاکیشیا کے کروڑوں افراد کی موت اور پورے ملک کی عبرت ناک تباہی کو اپنی پشت پر روکا ہے۔ اوہ۔ تم عظیم ہو تنویر۔ میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے بے اختیار ہو کر عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل واپس آ گئے۔ اور عمران نے بیگ کھول کر سب سے پہلے تنویر کو دو انجکشن لگائے۔ اور پھر اس نے صفدر کو اس کے زخم صاف کر کے بینڈیج کرنے کے لئے کہا۔ کیونکہ اب اس کی اپنی حالت بھی کافی سے زیادہ خراب ہو چکی تھی۔ تنویر یہ میڈیکل باکس سرنگ میں لایا تو اس کے زخموں کی بینڈیج کے لئے تھا۔ لیکن پھر حالات اس قدر تیزی سے آگے بڑھتے رہے کہ اس بیگ کو کھولنے کا ہی کسی کو موقع نہ ملا۔

" آپ لیٹ جائیں عمران صاحب۔ میں آپ کی بینڈیج کر دیتا ہوں "۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے عمران کو بازوؤں سے پکڑ کر تنویر کے ساتھ فرش پر لٹاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بھی عمران کو یکے بعد دیگرے تین مختلف قسموں کے انجکشن لگائے اور پھر اس کے سر اور جسم کے زخموں پر بینڈیج میں مصروف ہو گیا۔ انجکشن لگنے سے عمران کا ڈوبتا ہوا دل اور دماغ کی کیفیت تیزی سے سنبھل گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد تنویر کو بھی ہوش آ گیا اور پھر عمران کی

ہدایت پر صفدر نے تنویر کو ہوش آنے کے بعد بھی دو انجکشن لگا دیئے۔ ان انجکشنوں کے لگنے کے بعد تنویر کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل حتیٰ کہ عمران کے چہرے پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

" وہ۔ وہ دیوار۔ کیا ہوا اس "۔۔۔۔ تنویر نے ہوش میں آتے ہی اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" تنویر۔ تم نے پاکیشیا کی تاریخ کا وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ کہ اگر اس کی تفصیلات پاکیشیا کے عوام کو بتا دی جائیں تو یقیناً پاکیشیا کا ایک ایک بچہ تمہارے پیر دھو کر پینے کو اپنے لئے سعادت سمجھے گا "
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں نے۔ میں نے کیا کیا ہے۔ تم پر پتھر برس رہے تھے اور تم زخمی ہو سکتے تھے۔ جب کہ تم کسی اہم کام میں مصروف تھے۔ اس لئے میں نے تو صرف اتنا کیا ہے کہ دیوار پر دونوں ہاتھ جما کر تمہارے اوپر اپنے جسم کی آڑ کر دی تھی تاکہ اوپر سے گرتے ہوئے پتھر تم تک نہ پہنچ سکیں اور تم جو کام کر رہے ہو۔ وہ کر ڈالو۔ اس کے بعد بس مجھے یہی احساس ہوتا رہا ہے جیسے میری پشت پر مسلسل برچھیاں ماری جا رہی ہوں۔ پھر کیا ہوا۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ اب میں یہاں ہوں۔ مجھے بتاؤ۔ وہ کام ہو گیا یا نہیں "۔۔۔۔ تنویر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔۔۔ تمہاری اس آڑ کی وجہ سے تو مجھے موقع مل گیا۔ کہ اس سوراخ میں گیس کٹر کی سوئی داخل کر کے مخصوص گیس اس باکس کے اندر انجکٹ کر سکوں۔ جیسے ہی گیس انجکٹ ہوئی۔ اس نے اندر موجود نازک اور پیچیدہ سسٹم کی سب تاروں کو

کاٹ کر رکھ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پروسس آف ہو گیا۔ اور
دیوار اوپر چڑھنی بند ہو گئی۔ میرا خیال ہے زیادہ سے زیادہ
ایک فٹ دیوار اوپر گئی ہو گی اور اس سیلابی پانی میں ایک فٹ
کی رکاوٹ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ پروسس
آف نہ ہو سکتا تو یقیناً ہالووال دس بارہ فٹ دریا کے بیڈ سے
باہر بلند ہو جاتی اور پھر کروڑوں افراد کی ہلاکت اور اربوں،
کھربوں کے مالی نقصانات بلکہ پاکیشیا کی ہر لحاظ سے عبرتناک
تباہی کا آغاز ہو جاتا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور تنویر کی آنکھیں
پہلی بار حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ اس کے ذہن میں تو
اس منصوبے کے اس ہولناک نتائج کا تصور ہی نہ تھا۔ جس
وقت عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو تفصیل بتائی تھی اس
وقت تنویر کمرے سے باہر گیا ہوا تھا۔

"کروڑوں افراد کی ہلاکت اور پاکیشیا کی تباہی اسی دیوار
سے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے یقین نہ آنے والے
لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم نہیں تنویر۔ عمران صاحب درست کہہ رہے
ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے
تنویر کو تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔ اور تنویر کا چہرہ ان
تفصیلات کو سنتے ہی بری طرح بگڑتا چلا گیا۔

"اوہ اوہ۔ اس قدر ہولناک اور تباہ کن منصوبہ تھا ان لوگوں
کا۔ عمران۔ تم نے یہ منصوبہ ناکام کر کے نہ صرف پاکیشیا پر احسان

کیا ہے بلکہ تم نے میری نظروں میں بھی اپنی عظمت پہلے سے کہیں
زیادہ بڑھا لی ہے۔ تم جیسا آدمی شاید صدیوں میں دوبارہ پیدا
نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے
میں کہا۔

"پیدا کیسے ہو سکتا ہے۔ رقیب رقابت سے باز آئیں گے،
تو بات آگے بڑھے گی اور کوئی پیدا بھی ہو سکے گا"۔۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور دوسرے لمحے کمرہ کیپٹن شکیل
اور صفدر دونوں کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے
گونج اٹھا۔ تنویر بھی بے اختیار ہنس دیا۔

"بس یہی تم میں بکواس کرنے والا عیب نہ ہوتا تو لاکھوں کے
تھے"۔۔۔۔ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لاکھوں۔ لاحول ولاقوۃ۔ بھائی۔ اتنے پیدا نہیں ہو سکتے۔ مجھے
معاف رکھو"۔۔۔۔ عمران نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اور اس بار
اس قدر زوردار قہقہے پڑے کہ جیسے کمرے کی چھت ہی اڑ جائے
گی۔ اور ان قہقہوں میں تنویر کا قہقہہ بھی شامل تھا۔

"اب ذرا ان کا حال بھی معلوم کر لیں جو صاحبان اس خوفناک
ہالووال منصوبے کے پلانر ہیں۔ پاکیشیا کے قومی مجرم"۔۔۔۔
عمران نے کہا اور اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اتار لی۔ اور
اس کا ونڈ بٹن کھینچ کر سوئیوں کو ایک مخصوص ہندسے پر جمع کرنے
میں مصروف ہو گیا۔ تاکہ جولیا کو کال کر سکے۔ اور صفدر اور
دوسرے ساتھی خاموش ہو کر اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھنے لگے۔

عمران کے چہرے پر ایک بار پھر گہری سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔

ایک بڑے سے کمرے میں سر ہنری فریڈ اور کریگ صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کریگ کے ساتھ اس کا نمبر ٹو جیمز کے علاوہ بلیو لائن کا چیف انجینئر رابرٹ بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ان سب کے چہرے کامیابی کی اندرونی مسرت سے چمک رہے تھے۔ وہ اس طرح ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ ان کے کندھوں سے اتر گیا ہو۔ البتہ سر ہنری فریڈ کے چہرے پر قدرے پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آپ بے فکر رہیں سر ہنری فریڈ۔ اول تو اب وہاں کسی کے جلنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ باہر انتہائی زوردار بارش ہو رہی ہے۔ اور وہ تو ویسے بھی میدانی علاقہ ہے۔

وہاں تو ہر طرف پانی ہی پانی پھیلا ہوا ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ کوئی اس سرنگ کے اندر پہنچ بھی جائے تو اُسے صرف دیوار اور اس سے چمٹی ہوئی مشینیں ہی نظر آئیں گی۔ مشینیں مکمل طور پر فول پروف ہیں انہیں نہ توڑا جا سکتا ہے نہ ان کی کارکردگی کو روکا جا سکتا ہے۔ دیوار بھی اس وقت تک اس پوزیشن میں پہنچ چکی ہے کہ اُسے طاقتور ڈائنامیٹ سے بھی معمولی سا نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔ پھر آپریشنل پینل میں نے کریگ صاحب کی ہدایت پر دیوار کے اندر چھپا کر چسپاں کیا ہے۔ اور یہ آپریشنل پینل اور اس سے ملحقہ آپریشنل دائرہیٹ فول پروف ہیں۔ ان پر آگ، پانی۔ فائرنگ کسی چیز کا بھی کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ آپریشنل پینل باکس کے اوپر چٹانیں ایک مخصوص مصالحے سے چپکا دی گئی ہیں۔ اس لئے اُسے تو کسی صورت چیک بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر چیک بھی کر لیا جائے تو اُسے نہ بموں سے توڑا جا سکتا ہے نہ کاٹا جا سکتا ہے"۔۔۔۔

رابرٹ نے پوری تفصیل سر ہنری فریڈ کو بتلاتے ہوئے کہا کیونکہ سر ہنری فریڈ کو مسلسل یہی فکر کھائے جا رہا تھا کہ اگر ان کی عدم موجودگی میں سرنگ کو چیک کر لیا گیا تو پھر ان کی پوزیشن بین الاقوامی طور پر انتہائی خراب ہو جائے گی اور مشن بھی۔ جس کی خاطر انہوں نے اپنا پورا کیریئر داؤ پر لگا دیا ہے۔ وہ بھی معلوم نہیں مکمل بھی ہو سکے گا یا نہیں۔ اور رابرٹ ان کے انہی سوالات کی وجہ سے انہیں تفصیل بتا رہا تھا۔

"لیکن آخر یہ نظام کسی انرجی سے ہی چلے گا۔ اس شدید بارش میں بجلی بھی تو فیل ہو سکتی ہے۔ پھر کیا ہو گا" ۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"بجلی فیل ہو سکتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بجلی کیوں فیل ہو جائے گی۔ جب سب تارس درست ہوں تو کیسے بجلی فیل ہو جائے گی" رابرٹ نے ایسے انداز میں کہا جیسے اس کے ذہن میں بجلی فیل ہو جانے کا کوئی تصور تک نہ ہو۔ کریگر کے چہرے پر بھی ایسے ہی تاثرات تھے۔

"تم شاید گریٹ لینڈ سے باہر کبھی نہیں گئے یا پھر پاکیشیا جیسے ملک میں نہیں گئے بھائی۔ یہاں تو بجلی فیل ہوتی ہے۔ جب سے میں یہاں کام کر رہا ہوں اکثر بجلی فیل ہو جاتی تھی۔ پھر پتہ چلتا تھا کہ فلاں ٹرانسفارمر جل گیا ہے یا فلاں جگہ سے تار ٹوٹ گئی ہے۔ یا پورا گرڈ اسٹیشن کا نظام ہی فیل ہو گیا ہے اور گھنٹوں بجلی نہ آتی تھی۔ اس لئے تو ہنگامی طور پر میں نے اپنے دفتر میں جنریٹر رکھا ہوا تھا" ۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ واقعی انتہائی تشویش انگیز بات ہے۔ یہ نظام تو بجلی کی سپلائی سے ہی چلے گا۔ اگر بجلی فیل ہو گئی تو ہمارا تو سارا کیا دھرا ہی ختم ہو کر رہ جائے گا۔ آپ یہ بات پہلے بتاتے تو میں گریٹ لینڈ سے ایٹمی بیٹریاں منگوا کر متبادل ذریعے کے طور پر نصب کر دیتا" ۔۔۔۔ رابرٹ کے چہرے پر پہلی بار انتہائی تشویش انگیز تاثرات ابھر آئے۔ کریگر بھی جواب سن کر ڈھیلے ڈھالے

انداز میں بیٹھا ہوا تھا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"اوہ پھر ہمیں انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ فوری طور پر مشن کو مکمل کر دینا چاہئے" ۔۔۔۔ کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا باکس باہر نکال لیا۔ جو ایک مخصوص دھات کا بنا ہوا تھا۔

"لیکن ہماری پروازیں تو کل گیارہ بجے دوپہر کو جائیں گی۔ اور اس وقت مشن مکمل کرنے کا مطلب ہے کہ یہ سارا علاقہ بھی شدید ترین سیلاب اور طوفان کی زد میں آجائے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہماری واپسی کا راستہ بھی بند ہو جائے" ۔۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے سر ہنری فریڈ۔ ایئرپورٹ اور یہ ہمارا علاقہ سوراجیا ٹیلے والی طرف ہے یہ محفوظ علاقہ ہے۔ جبکہ اہم فوجی چھاؤنیاں اور دارالحکومت کا اصل علاقہ دریا کی دوسری طرف باکش کے کھنڈرات والے حصے کی طرف ہے۔ اور میں نے یہ بھی چیک کر لیا تھا کہ اگر سیلابی پانی کا زیادہ زور دوسری طرف ہو تو ادھر جب دریا اپنا راستہ بنائے گا۔ تو پاکیشیا کے سب بڑے بڑے شہر اور اہم علاقے تباہ ہوں گے۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر ہالو وال کو اس طرح بنایا ہے کہ وہ سوراجیا ٹیلے کی طرف سے دو فٹ زیادہ بلند اور باکش کے کھنڈرات کی طرف دو فٹ نیچی ہو گی۔ اس طرح جب ہالو وال سے پانی ٹکرائے گا تو لازماً اس کا پورا زور

باکث کے کھنڈرات والے حصے کی طرف زیادہ پڑے گا اور ادھر
پانی کم آئے گا۔ اس لئے اگر پورا دارالحکومت تباہ بھی ہو جائے تب
بھی ایئر پورٹ بچ جائے گا۔ اور ہم بھی۔ اور پھر ویسے بھی ہم سرکاری
مہمان ہیں۔ اس لئے ہماری ہنگامی حالات میں بھی خصوصی حفاظت
کی جائے گی"۔۔۔ رابرٹ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ پھر ہمیں یہ مشن مکمل کر لینا چاہیئے۔ ویسے بھی
ہالوڈال سے دارالحکومت اتنا دور ہے کہ یہاں مکمل تباہی میں
کافی وقت لگ جائے گا۔ اس لئے ہم محفوظ رہیں گے۔ لیکن اگر
واقعی عین وقت پر بجلی فیل ہو گئی تو پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا"۔۔۔
سرہنری فریڈ نے کہا۔

"اوکے۔ پھر مشن کی تکمیل کر ہی دی جائے"۔۔۔ کریگر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے
ہوئے باکس کی سائیڈ پر اپنا انگوٹھا رکھ کر اسے دبایا تو باکس
کا ڈھکن ایک جھٹکے سے کھل گیا اس کے اندر ایک اور سیاہ
رنگ کا ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ موجود تھا۔ جس پر تین بڑے
بڑے بٹن ایک قطار کی صورت میں موجود تھے اور ان کے اوپر
تین مختلف رنگوں کے چھوٹے چھوٹے بلب بھی لگے ہوئے تھے۔

"سرہنری۔ ان بٹنوں کے اندر پاکیشیا کے کروڑوں افراد
کی موت چھپی ہوئی ہے۔ پورے پاکیشیا کی مکمل تباہی ان
بٹنوں کے اندر ہے۔ یہ یقینی موت اور یقینی تباہی کا آلہ ہے
اس وقت ایک ایشیائی ملک کی تقدیر اس آلے میں موجود

ہے"۔۔۔ کریگر نے انتہائی پرجوش اور جذباتی لہجے میں کہا۔

"ہماری محنت اور ہماری کارکردگی بھی اس آلے میں چھپی ہوئی
ہے۔ مسٹر کریگر۔ یہ ایک تاریخی لمحہ ہے جب ہم چند افراد ایک
ملک کو موت کی اندھی دلدل میں دھکیل رہے ہیں۔ ملک کے
کروڑوں افراد جو اس وقت عیش کی نیند سو رہے ہوں گے۔ ہمارے
رحم و کرم پر ہیں۔ دباؤ بٹن"۔۔۔ رابرٹ نے انتہائی جذباتی اور
فخریہ لہجے میں کہا۔ جیسے وہ کروڑوں بے گناہ افراد کی موت کی
بجائے ان کی زندگی بچانے کی بات کر رہا ہو۔

اور کریگر نے سر ہلاتے ہوئے پہلے زرد رنگ کا بٹن پریس کر
دیا۔ دوسرے لمحے اس کے اوپر لگا ہوا زرد رنگ کا بلب تیزی
سے جل اٹھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ آلہ صحیح کام کر رہا ہے۔
اور اس کا رابطہ اصل مشن سے قائم ہے۔ کریگر نے دوسرا بٹن
دبا دیا تو اس کے اوپر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور اس کے
ساتھ ہی سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔ کیونکہ اس
بلب کے جلنے کا مطلب تھا کہ مشن کی مشینری اور اس کا
آپریشنل پینل بالکل درست حالت میں ہے اور بجلی کی رو بھی
موجود ہے۔

"اب میں مشن کی تکمیل اور پاکیشیا کی مکمل تباہی کا بٹن دبانے
والا ہوں"۔۔۔ کریگر نے تیز لہجے میں کہا اور کمرے میں موجود
ہر شخص کی نگاہیں اس آلے پر موجود سرخ رنگ کے بٹن پر جم
گئیں اور پھر کریگر کی انگلی ایک جھٹکے سے حرکت میں آئی اور

سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے اوپر موجود سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"ہرا۔ ہم کامیاب ہو گئے" ——— بیک آواز سب نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ان سب کے چہرے کامیابی کی بے پناہ مسرت سے جگمگا اٹھے۔ چند لمحوں بعد یک لخت تینوں بلب ایک جھماکے سے خود بخود بجھ گئے۔

"ارے۔ یہ کیا ہوا" ——— سر ہنری فریڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"گھبرائیں نہیں سر ہنری فریڈ۔ اس آلے کا کام ختم ہو گیا ہے۔ اور وہاں آپریشنل پینل خود کار انداز میں کام شروع کر چکا ہے۔ اب جب تک ہالوڈال سرنگ کی چھت پھاڑ کر اوپر اپنی پوری بلندی تک نہ پہنچ جائے گی اس وقت تک یہ پراسس دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی" ——— رابرٹ نے مسرت بھرے انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور سر ہنری فریڈ کا چہرہ جو قدرے سکڑ سا گیا تھا۔ رابرٹ کی بات سن کر ایک بار پھر کھل اٹھا۔

"ٹی وی لگا دیں سر ہنری فریڈ۔ سیلاب کی خطرناک صورتحال کی بنا پر آج ساری رات بلیٹن نشر ہو رہے ہیں۔ اور ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ کس طرح بوکھلاتے ہیں کس طرح مرتے ہیں" ——— کریگر نے کہا۔ اور سر ہنری فریڈ نے اٹھ کر ایک طرف میز پر رکھا ہوا ٹی۔ وی آن کر دیا۔ ٹی۔ وی پر نیوز ریڈر

مطمئن انداز میں بلیٹن نشر کر رہا تھا۔ اور اس کے مطابق دریاؤں کی صورت حال قابو میں تھی۔ اور تمام بند صحیح حالت میں ہیں۔ کسی قسم کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

"ابھی تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ ابھی دیکھنا صورت حال کیسے تمہارے قابو سے نکلتی ہے۔ ہا، ہا ——— نادان، جاہل لوگ" ——— کریگر نے بلیٹن ختم ہوتے ہی زور سے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اور باقی سب افراد بھی اس کی اس بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"وہ سیکرٹ سروس جس سے میٹنگ کے دوران لارڈ اوسٹل ڈرا رہے تھے۔ وہ بھی اپنے بستروں میں پڑی سو رہی ہو گی اور وہ مسخرہ بھی جو پروفیسر راشد حسین بن کر جائزہ لینے آیا تھا۔ نانسنس" ——— چند لمحوں بعد کریگر نے کہا۔ اور سر ہنری فریڈ بھی ہنس پڑے۔

ٹی۔ وی پر کوئی مزاحیہ پروگرام دکھایا جا رہا تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ انہیں اس لمحے کا شدت سے انتظار تھا۔ جب ان کے خیال کے مطابق پروگرام کو فوری طور پر بند کر کے دارالحکومت کے بچاؤ کے لئے ہنگامی حالات کا اعلان کیا جائے گا۔ لیکن پروگرام مسلسل چل رہا تھا۔

"یہ کیسے غافل لوگ ہیں۔ خوفناک موت جبڑے پھاڑے ان پر لپک رہی ہے اور انہیں ابھی تک خبر بھی نہیں ہوئی"

کریگر نے ہونٹ چباتے ہوتے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا۔ کہ یہ پروگرام ختم ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر خصوصی سیلاب بلیٹن کا ٹیلپ نظر آنے لگا۔

"ہونہہ ___ اب بتائیں گے یہ اپنی مکمل تباہی کے متعلق پہلی خبر" ___ کریگر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے نیوز ریڈر سکرین پر نظر آیا۔ لیکن اس کے چہرے پر کسی قسم کے خوف وہراس کے تاثرات موجود نہ تھے۔ وہ پوری طرح مطمئن نظر آرہا تھا۔

" ملک کے تمام شہریوں کو انتہائی مسرت سے بتایا جاتا ہے کہ دریاؤں میں پانی سیلابی درجے تک چڑھ آنے کے باوجود سیلاب کی صورت حال مکمل طور پر قابو میں ہے۔ تمام حفاظتی بند اور سپر بند محفوظ ہیں۔ کسی قسم کی پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ اعلان ختم ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک نغمہ دکھایا جانے لگا۔

" اوہ اوہ۔ یہ لوگ یقیناً عوام سے اس صورت حال کو چھپا رہے ہیں۔ یہ دھوکہ دے رہے ہیں پبلک کو۔ یہ یقیناً دھوکہ دے رہے ہیں۔ لیکن یہ کب تک دھوکہ دیں گے۔ آخر کب تک آخر کار انہیں بتانا پڑے گا۔ کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے" کریگر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"آپ کو کس بات کی فکر ہے۔ اب ان کی موت اور تباہی مقدر ہو چکی ہے" ___ رابرٹ نے کہا اور کریگر نے سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر ٹی وی آف کر دیا۔

"میں اس صریحاً دھوکے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ ایشیائی واقعی دھوکے باز ہیں" ___ کریگر نے کہا اور اس کی اس بے چینی اور حالت پر سب مسکرا دیئے۔ ان سب کے دلوں کی بھی یہی کیفیت تھی وہ سب اپنی انا کی تسکین کے لئے وہ اعلان سننا چاہتے تھے جس کی انہیں سو فیصد توقع تھی۔

"اب صبح تک نیند تو بہرحال نہیں آئے گی۔ لیکن آرام تو کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں ہمیں اپنے اپنے کمروں میں چلے جانا چاہیئے" ___ کریگر نے کہا۔ اور باقی سب افراد نے سر ہلا دیئے۔

شدید بارش میں دو کاریں خاصی تیز رفتاری سے
دوڑتی ہوئیں ٹیکنو کمرشل کالونی میں داخل ہوئیں۔ ایک کار کی
ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر اور دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ
پر کیپٹن شکیل تھا جب کہ تنویر، کیپٹن شکیل کے ساتھ اور
عمران صفدر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کے سر اور گردن
پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ جب کہ تنویر کی ساری پشت پٹیوں
سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس کے سر اور گردن کا عقبی حصہ بھی چونکہ
شدید زخمی تھا۔ اس لئے ان دونوں حصوں پر بھی پٹیاں بندھی
ہوئی تھیں۔ لیکن عمران اور تنویر کے چہروں پر گہرا اطمینان اور
قلبی مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ کاریں کالونی میں داخل ہو کر
آہستہ آہستہ آگے بڑھتی گئیں۔ آگے صفدر کی کار تھی۔ اس
نے عمران کی ہدایت پر تین بار ہیڈ لائٹس کو جلا بجھا کر مخصوص

کاشن دیا تو دور ایک گھنے درخت کے نیچے سے بھی ایک کار کی
ہیڈ لائٹس جلیں اور پھر اسی طرح تین بار جل بجھ کر تاریک ہو گئیں۔
صفدر کار اس درخت کی طرف لے گیا۔ اور چند لمحوں بعد دونوں
کاریں اس گھنے اور تناور درخت کے نیچے پہنچ گئیں۔ برگد کا یہ درخت
خاصا پرانا تھا اور اس کی شاخیں چاروں طرف دور دور تک پھیلی
ہوئی تھیں۔ پہلے ہی اس کے نیچے جولیا کی کار موجود تھی۔ عمران
نے سوراجیا ٹیلے سے روانگی سے پہلے وائرلیس ٹرانسمیٹر پر جولیا
سے رپورٹ لے لی تھی۔ اور جولیا کی رپورٹ کے مطابق کوئی
شخص اس کوٹھی سے باہر نہ آیا تھا۔

"ارے۔ تم لوگ زخمی ہو۔ کیا ہوا" ــــ کار سے باہر کھڑی
جولیا نے عمران اور تنویر کے کار سے باہر آتے ہی چونک کر کہا۔
اس کے چہرے پر انتہائی تشویش کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔
خاص طور پر وہ عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"رقابت رنگ لائی ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل آہستہ سے ہنس پڑے۔
اور تنویر کے لبوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔ جب کہ جولیا
کے چہرے پر شرم کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات بھی
ابھر آئے۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا ہوا ہے۔ پھر
تنویر تو بہت زیادہ زخمی لگتا ہے۔ کیا ہوا تنویر۔ تم بتاؤ" ــــ
جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ مشن کے دوران چوٹیں آئی ہیں اور کیا ہونا ہے"۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اس سے پوچھو کہ مشن کہاں تھا۔ مشن تو یہاں کھڑا بارش کے نظارے سے لطف اندوز ہو رہا تھا اور تنویر بیچارہ وہاں مشن کی خاطر چوٹیں کھا رہا تھا"۔۔۔ عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر کی کار رینگتی ہوئی درخت کے نیچے آ گئی۔

"یہ ٹائیگر اس بارش میں کہاں گیا تھا"۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"کہہ رہا تھا ذرا راؤنڈ لگا آؤں۔ میں نے کہا جاؤ"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"باس۔ آپ زخمی ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی تشویش بھرے انداز میں کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے چھوڑو۔ اپنی بات کرو۔ کیا پوزیشن ہے"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں یہ جائزہ لینے گیا تھا کہ اگر اس کوٹھی کے اندر جانا پڑے تو کون سا پوائنٹ زیادہ مناسب رہے گا۔ کیونکہ بہرحال اندر موجود افراد تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پھر کون سا پوائنٹ پسند آیا"۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ کوٹھی کی عقبی سمت اسی طرح کا ایک بڑا درخت ہے۔ جس کی مضبوط شاخیں عمارت کی چھت تک چلی گئی ہیں۔ اس درخت کے ذریعے ہم آسانی سے براہِ راست عمارت کی چھت تک پہنچ سکتے ہیں دو منزلہ کوٹھی ہے۔ اس لئے ہمارے چھت پر چلنے پھرنے سے نیچے آوازیں بھی نہ جا سکیں گی"۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے چلو۔ کاروں سے اسلحہ لے لو۔ تاکہ ان قومی مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔ تنویر۔ تم خاصے زخمی ہو۔ اس لئے یہیں جولیا کے ساتھ رکو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں ساتھ جاؤں گی"۔۔۔ جولیا نے فوراً ہی کہا۔

"میں خود انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے انجام تک پہنچتا دیکھنا چاہتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ خواہش ضرور پوری ہو گی۔ لیکن یہاں نہیں۔ ابھی تم دونوں یہیں رکو گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے کہا نہیں۔ کہ......" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ جو میں کہہ رہا ہوں تمہیں ویسے ہی کرنا ہو گا سمجھیں" عمران نے یک لخت انتہائی سخت لہجے میں جولیا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اور جولیا ہونٹ چباتے خاموش ہو گئی۔

"صفدر، کیپٹن شکیل اور ٹائیگر میرے ساتھ چلیں گے۔ تم دونوں یہیں رکو گے اور تمہارا رابطہ عقب میں موجود ساتھیوں سے مسلسل رہے گا۔ اگر یہ لوگ سامنے یا عقب یا کسی طرف سے بھی

فرار ہونے کی کوشش کریں تو تم نے انہیں ہر صورت میں روکنا ہے۔ میں ہر صورت کے الفاظ کہہ رہا ہوں" ——— عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی" ——— جولیا نے اس طرح دانت پیستے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔ جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو۔ کہ دانتوں سے عمران کی گردن ادھیڑ ڈالے۔

"مس جولیا۔ تمہیں نہیں معلوم کہ ہم کس قدر خوفناک مرحلوں سے گزر کر یہاں آئے ہیں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کسی قسم کی جذباتیت کی وجہ سے یہ خوفناک قومی مجرم ہاتھوں سے نکل جائیں اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ پورے ہوش وحواس کے ساتھ یہاں رہنا۔ اگر تم نے کسی قسم کی کمزوری دکھائی تو گولیوں سے اڑا دوں گا" ——— عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ جولیا کا پورا جسم بے اختیار کانپ اٹھا۔

"کس قسم کا اسلحہ چاہیئے باس" ——— ٹائیگر نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول پسٹل۔ اور سائیلنسر لگے مشین پسٹل نکال لاؤ" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر جس کے جسم پر بھی برساتی تھی تیزی سے اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا۔ تو اس نے ایک ایک سائیلنسر لگا مشین پسٹل اور ایک ایک بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل سب کو دے دیا۔ عمران نے

دونوں پسٹل برساتی کی جیب میں ڈال کر اس کی زپ بند کی۔ اور سر پر برساتی سے منسلکہ کیپ اچھی طرح چڑھا کر وہ درخت سے باہر آ گیا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور ٹائیگر بھی اس کے عقب میں چلتے ہوئے باہر بارش میں آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کی سائیڈ سے گھوم کر اس کے عقب میں پہنچ گئے۔

"عمران صاحب آپ" ——— ایک درخت کی اوٹ سے نعمانی نے باہر آتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس بارش میں مجھے کیسے پہچان لیا" ——— عمران کے چہرے پر حیرت تھی۔

"آپ جب کوٹھی کی سائیڈ سے گھومے تھے تو بجلی کی چمک میں آپ کا چہرہ مجھے نظر آگیا تھا" ——— نعمانی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔کے۔ ہم اندر جا رہے ہیں۔ تم نے پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ اگر کوئی ادھر سے نکل کر فرار ہونے کی کوشش کرے تو گولیوں سے اڑا دینا" ——— عمران نے کہا اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔ اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس درخت کی طرف بڑھ گیا۔ جس کی نشاندہی ٹائیگر نے کی تھی اور پھر وہ چاروں انتہائی محتاط انداز میں درخت پر چڑھے اور اس کی ایک موٹی اور مضبوط شاخ پر آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے چھت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تیز بارش کی وجہ سے درخت اور شاخیں گیلی ہو رہی تھیں۔ اور ان کے ہاتھ بار بار پھسل جاتے تھے۔

لیکن وہ سب چونکہ انتہائی حد تک محتاط تھے۔ اس لئے درمیان
میں کوئی خلاف معمول بات نہ ہوئی اور ایک ایک کر کے وہ شاخ
سے چھت پر اتر گئے۔ ایک طرف سیڑھیوں کا دروازہ نظر آرہا
تھا۔ وہ چھت کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اس
دروازے تک پہنچے اور پھر آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے
لگے۔ کوٹھی میں مکمل خاموشی طاری تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے
کوٹھی خالی پڑی ہو۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ اپنے طور
پر مشن مکمل کر کے اطمینان سے سوئے ہوئے ہیں۔ سب سے
آگے عمران تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نچلی منزل کے برآمدے
میں پہنچ گئے۔ عمران کے ایک ہاتھ میں چھوٹی نال والا پسٹل
اور دوسرے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ درمیانی گیلری میں گھستے ہی
وہ یک لخت رک گئے۔ کیونکہ انہیں گیلری کے اختتام پر موجود
دروازے میں نکلتی ہوئی روشنی کے ساتھ باتیں کرنے کی آواز
بھی آرہی تھی۔ وہ سب دیوار کے ساتھ پشت لگائے انتہائی
احتیاط سے قدم اٹھائے دروازے کی طرف رینگتے رہے۔

"میرا خیال ہے جوزف۔ سب ساتھیوں کو اٹھا لیا جائے ایسا
نہ ہو کہ یہاں اچانک سیلاب آجائے اور یہ لوگ سوتے ہی رہ
جائیں"۔۔۔۔ ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔

"باس۔ یہاں سے مشن سپاٹ کا فاصلہ کافی سے زیادہ ہے۔
اور صبح اب قریب ہے۔ اس لئے خطرہ صبح کے قریب ہی پیدا
ہوگا۔ اس وقت تک اگر سوتے رہیں تو کوئی حرج نہیں۔ سب

نے دن رات انتہائی محنت سے کام کیا ہے"۔۔۔۔ دوسری آواز
سنائی دی۔

"ہاں۔ واقعی۔ چلو ٹھیک ہے۔ مجھے تو نیند نہ آرہی تھی اس
لئے میں، کریگر اور سرہنری فریڈ کو چھوڑ کر یہاں آگیا ہوں"۔۔۔۔
پہلی آواز نے کہا۔

"باس۔ مشن کا فائنل بٹن کریگر نے دبایا ہوگا"۔۔۔۔ جوزف
نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"۔۔۔۔ دوسری آواز نے کہا۔

"باس۔ اصل مشن تو ہم نے مکمل کیا ہے۔ اس لئے یہ فائنل
ٹچ بھی آپ کے ہاتھوں سے مکمل ہونا چاہیے تھا۔ کریگر اور اس
کے ساتھی تو خواہ مخواہ کریڈٹ لے گئے ہیں"۔۔۔۔ جوزف نے
کہا۔

"ارے چھوڑو جوزف۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہمیں نہیں سوچنی
چاہئیں۔ مقصد مشن کی کامیابی تھی وہ پورا ہوگیا"۔۔۔۔ دوسری
آواز نے کہا۔

"آپ چیف انجینئر تھے۔ بہرحال حق تو آپ کا ہی تھا"۔۔۔۔
جوزف اپنی بات پر مصر تھا۔

"اچھا۔ اب جو ہونا تھا سو ہوگیا۔ چھوڑو ان باتوں کو"۔۔۔۔
دوسری آواز سنائی دی۔ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو دیکھا
اور ہاتھ اٹھا کر اس نے مخصوص اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے وہ
آہستہ سے آگے بڑھا اور اس نے چھوٹی نال والے پسٹل کا رخ

ہاتھ بڑھا کر اندر کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ چٹ کی آواز سنائی دی۔
"ارے۔ یہ کیا" ـــــ جوزف کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور
عمران اچھل کر دروازے کے سامنے آ گیا۔ کمرے میں آمنے سامنے
رکھے ہوئے صوفوں پر دو غیر ملکی ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ باقی کمرہ خالی
تھا۔ عمران نے سانس بند کر رکھا تھا پھر بھی وہ ایک طرف ہٹ
گیا۔ اور پھر تقریباً دو منٹ بعد وہ دوبارہ آگے بڑھا اور کمرے
میں داخل ہو گیا۔ گیس انتہائی زود اثر ہونے کے ساتھ ساتھ دو منٹ
تک ہی فضا میں رہتی تھی۔ پھر اس کے اثرات ختم ہو جاتے تھے۔ اس
لئے عمران نے دو منٹ تک انتظار کیا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس
کے پیچھے اندر آ گئے۔

"ساری کوٹھی میں پھیل جاؤ۔ اور یہاں جتنے افراد ہوں سب کو
بے ہوش کر دو" ـــــ عمران نے مڑ کر آہستہ سے اپنے ساتھیوں
سے کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے مڑے اور کمرے سے باہر نکل گئے۔
عمران خاموش کھڑا صوفوں پر پڑے ان دونوں غیر ملکیوں کو دیکھتا رہا۔
ان میں سے ایک تو جوزف تھا۔ جب کہ دوسرا چیف انجینئر تھا اور
ظاہر ہے ان میں سے جو بھی چیف انجینئر تھا اس کی سرکردگی میں
یہ ہالو وال تعمیر ہوئی تھی۔ اس لئے عمران انہیں مارنے سے پہلے ان
کی مکمل شناخت چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سب کو
بے ہوش کر دینے کے احکامات دیئے تھے۔ تقریباً دس منٹ
بعد اس کے ساتھی واپس کمرے میں آئے۔

"نو افراد مختلف کمروں میں سوئے پڑے تھے انہیں بے ہوش کر

دیا گیا ہے اور کوئی آدمی کوٹھی میں نہیں ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔
"نو افراد۔ مگر ٹائیگر تم نے تو کہا تھا کہ بائیس افراد اندر گئے ہیں"۔
عمران نے حیرت بھرے انداز میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یس باس۔ میں نے خود گنے تھے" ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے
ہوئے جواب دیا۔

"لیکن نو وہ اور دو یہ۔ یہ کل گیارہ ہوئے۔ باقی گیارہ کہاں گئے۔
باہر بھی کوئی نہیں نکلا۔ کہیں نیچے تہہ خانے نہ ہوں۔ وہاں وہ ہوں"
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ان نو میں برونس بھی موجود نہیں ہے" ـــــ ٹائیگر نے
کہا اور عمران نے سر ہلایا اور پھر جیب سے ایک پتلی دھار کا خنجر
نکال لیا۔ کیونکہ اس گیس کے اثرات باقی آٹھ گھنٹوں بعد خود بخود
ختم ہو جاتے تھے۔ یا پھر اگر جسم میں سے خون کے چند قطرات باہر
نکال دیئے جائیں تو گیس کا ذہن اور اعصاب پر چھایا ہوا اثر کل ختم
ہو جاتا تھا۔ اس کیلئے کسی انٹی انجکشن لگانے کی ضرورت نہ تھی۔
عمران نے یہ گیس سردار سے کہہ کر خصوصی طور پر تیار کرائی تھی اس
لئے اس میں تین اہم خصوصیات اکٹھی کی گئی تھیں۔ فوری اثر اور
دو منٹ کے اندر فضا میں اثرات کا خاتمہ اور صرف خون کے
چند قطرات کی جسم سے برآمدگی کے ساتھ اس کے جسم پر بھی اثرات
ختم ہو جاتے تھے۔ ویسے اس کا سائنسی نام تو کچھ اور تھا۔ لیکن
عمران اسے داوری گیس کہتا تھا۔ عمران نے صوفے پر پڑے ہوئے
ایک غیر ملکی کے بازو میں خنجر گھونپ دیا۔ اور خنجر باہر کھینچ کر اس

نے اس پر لگا ہوا خون اس کے لباس سے ہی صاف کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ غیر ملکی ہلکی سی چیخ مار کر ہوش میں آیا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ عمران ہاتھ میں خنجر لئے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"کک ۔ کک ۔ کون ہو تم" ــــ اس غیر ملکی نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ جوزف ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ دوسرا آدمی چیف انجینئر تھا۔

"تمہارا نام جوزف ہے" ــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔ میرا نام جوزف ہے۔ مم ــــ مم ــــ مگر تم کون ہو" ــــ جوزف نے خوف زدہ اور بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے بازو پہ آنے والے زخم پہ رکھ کر اُسے بھینچ رکھا تھا۔

"یہ چیف انجینئر ہے۔ کیا نام ہے اس کا" ــــ عمران نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ چیف انجینئر ہیں رابرٹ۔ بلیو لائن کے چیف انجینئر" جوزف نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ چونکہ مکینکل کام کرنے والا آدمی تھا۔ اس کا تعلق فیلڈ سے نہ تھا۔ اس لئے وہ صرف عمران کے سرد لہجے اور بازو پہ زخم کھا کر سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔

"بلیو لائن۔ اوہ سمجھ گیا۔ تم لوگوں نے یہ ہالو دال کا منصوبہ مکمل کیا ہے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ مگر تم کون ہو" ــــ اب جوزف قدرے سنبھل گیا تھا۔

"کریگر کہاں ہے" ــــ عمران نے اُسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم۔ پہلے تم بتاؤ۔ تم کون ہو" ــــ اس بار جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تھا اور اس کا ایک کان کٹ کر دور جا گرا تھا۔

"بولو۔ کہاں ہے کریگر" ــــ عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"وہ ــــ وہ سر ہنری فریڈ کے ساتھ ہے" ــــ جوزف نے انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔ اب اس نے زخم سے ہاتھ اٹھا کر کان پہ رکھ لیا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بُری طرح مسخ ہو رہا تھا۔

"اس بار آنکھ نکال دوں گا۔ سمجھے۔ بتاؤ کہاں ہے" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ ــــ وہ ساتھ والی کوٹھی میں ہیں۔ سر ہنری فریڈ کے پاس" جوزف نے تکلیف کی شدت سے قدرے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران چونک پڑا۔

"ساتھ والی کوٹھی میں کتنے افراد ہیں۔ بولو" ــــ عمران نے خون آلود خنجر آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کریگر کے ساتھی اور سر ہنری فریڈ ہیں۔ باقی کا مجھے علم نہیں

ہے"۔۔۔۔ جوزف نے کہا اور عمران نے جیب سے سائیلنسر لگا
ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے پٹک کی آواز کے ساتھ ہی جوزف
کی کھوپڑی بے شمار ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔

سوائے اس رابرٹ کے باقی یہاں موجود سب افراد کو ختم
کر دو۔ یہ سب گریٹ لینڈ کے مشین شعبے بلیولائن کے لوگ
ہیں۔ رابرٹ بڑا مجرم ہے۔ اس لئے اس کا فیصلہ الگ ہوگا"
عمران نے کہا۔ اور اپنے ساتھیوں کے باہر مڑتے ہی اس
نے خنجر کو مُردہ جوزف کے لباس سے اچھی طرح صاف کیا۔
اور پھر اُسے جیب میں رکھ کر اس نے جیب سے داوری پسٹل نکالا۔
اور اس کے پچھلے حصے میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے وہ کمرے
سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا گیلری سے ہوتا ہوا برآمدے
میں آیا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا دوسری منزل پر آگیا۔ ٹائیگر
نے بائیس افراد بتائے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ کریگر کے
ساتھ دس اور افراد ہوں گے۔ اور ظاہر ہے وہ سب تربیت
یافتہ ایجنٹ تھے۔ اور ہو سکتا ہے وہ جاگ رہے ہوں اس لئے
عمران نے اس کوٹھی میں جانے سے پہلے انہیں داوری گیس
سے بے ہوش کرنے کا پروگرام بنالیا۔ دوسری منزل کے
ایک کمرے کی کھڑکی ساتھ والی کوٹھی کے برآمدے کے بالکل
سامنے پڑتی تھی۔ کیونکہ دوسری کوٹھی کی تعمیر اس کوٹھی کی تعمیر سے
مختلف انداز کی تھی۔ عمران نے پستول کا مخصوص بٹن اس لئے
دبایا تھا کہ اب ایک فائر کے ساتھ ہی چار کیپسول بیک وقت

نکل کر پھٹتے اور چار کیپسولوں کے بیک وقت پھٹنے سے بہرحال
اتنی گیس نکلتی تھی۔ کہ پوری کوٹھی میں آناً فاناً پھیل جاتی۔ کوٹھی
کا فرنٹ کا حصہ خالی تھا۔ اب بارش بھی رک گئی تھی۔ سامنے
برآمدے اور اس کے اندر جاتی ہوئی گیلری صاف نظر آرہی
تھی۔ عمران نے پستول کا رخ اس گیلری کی طرف کیا اور ٹریگر
دبا دیا۔ جٹ کی آواز کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے چار سرخ
رنگ کے کیپسول نال سے نکلے اور ایک قطار کی صورت میں
ایک دوسرے کے پیچھے اڑتے ہوئے ٹھیک گیلری کے اندر
جا گرے۔ عمران واپس مڑا اور پھر پستول جیب میں رکھ کر وہ
سیڑھیاں اترتا نیچے آگیا۔ اس کے تینوں ساتھی برآمدے میں
کھڑے تھے۔

"سب کو ختم کر دیا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور عمران نے
سر ہلا دیا۔ اور پھر ساتھ والی کوٹھی کی درمیانی دیوار کی طرف بڑھ
گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے پیچھے تھے۔ ٹائیگر کو عمران
نے رابرٹ اور اس عمارت کی نگرانی کے لئے وہیں رکنے کا کہہ
دیا تھا۔

شدید بے چینی کی وجہ سے کریگر کو قطعی نیند نہ
آرہی تھی۔ پہلے تو وہ بستر پر پڑا پہلو بدلتا رہا۔ لیکن جب اس
طرح بے چینی اور بڑھ گئی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے کمرے
میں بھی ٹی۔وی موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر ٹی۔وی کا
سوئچ آن کر دیا۔ وہ اپنی اس شدید بے چینی کی وجہ اچھی طرح
سمجھتا تھا۔ کہ وہ اپنے مشن کی کامیابی کی خبر کھلے عام سننا
چاہتا تھا۔ لیکن سوائے ٹی۔وی سے خصوصی نیوز بلیٹن چیک
کرنے کے اور کوئی صورت نہ تھی۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا
کہ وہ ٹیلی فون کر کے براہِ راست کسی بڑے افسر سے بات
کرے۔ لیکن پھر یہ سوچ کر اس نے یہ ارادہ بدل دیا کہ وہ
لوگ اس خبر کو اگر دانستہ چھپا رہے ہیں تو اس کی بات سن کر
چونک پڑیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس ٹیلی فون کی جائے وقوع

معلوم کر کے فوج لے کر اس پر چڑھ دوڑیں۔ چونکہ یہ براہِ راست اپنے آپ
کو مشکوک کرنے والی بات تھی۔ اس لئے اس نے یہ ارادہ ختم کر دیا تھا
ٹی۔وی کے بلیٹن میں چونکہ سب خیریت ہے اور صورت حال قابو میں
ہے کو بار بار دہرایا جا رہا تھا۔ جب کہ مشن مکمل ہو چکا تھا۔ اور اب تک
ہالووال نے دریائے کانڈرس کا راستہ بدل دیا ہو گا اور یقیناً خوفناک
سیلاب اب پوری قوت سے دارالحکومت کی طرف بڑھا آرہا ہو
گا۔ بلکہ سیلاب کی قوت اور پانی کی بے پناہ رفتار کی وجہ سے اُسے
یقین تھا کہ سیلاب اب تک یقیناً دارالحکومت کے نواحی علاقے
کو تباہ و برباد کر چکا ہو گا اور دارالحکومت کے اعلیٰ حکام اور عوام
میں اس وقت شدید بھگدڑ مچی ہوئی ہو گی۔ اس لئے اس نے سوچا
کہ شاید اب وہ ٹی۔وی پر مزید اس خبر کو نہ چھپا سکیں لیکن ٹی۔وی
پر نشر ہونے والے نیوز بلیٹن جس میں نیوز ریڈر انتہائی اطمینان بھرے
انداز میں سیلاب کی صورت حال پوری طرح قابو میں ہے کا فقرہ
کہہ رہا تھا۔ کریگر کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔
"تم دھوکے باز۔ میں دیکھتا ہوں تم کب تک لوگوں کو دھوکہ
دے سکو گے"۔۔۔۔ کریگر نے غصے کی شدت سے دانت پیستے
ہوئے کہا۔ اور ٹی۔وی بند کر کے وہ کمرے سے باہر نکل آیا پھر
راہداری میں سے گزرتا ہوا وہ جب برآمدے میں آیا تو بارش
رک چکی تھی۔ وہ فرنٹ سے ہو کر عمارت کی عقبی سائیڈ میں آ گیا۔
وہ اس طرح کان لگا کر متوجہ تھا جیسے اس کو یقین واثق ہو کہ
دور سے سیلابی پانی کی گرجدار آوازیں اور مرتے ہوئے لوگوں

کہ چیخ وپکار اُسے واضح سنائی دے جائے گی۔ لیکن جب ہر طرف چھایا ہوا سکوت اُسے محسوس ہوتا تو اس کے دل میں موجود غصہ لاوے کی طرح ابلنے لگتا۔

"یہ ــــ یہ آخر ہو کیا رہا ہے۔ مشن بھی مکمل ہو گیا۔ لیکن یہ سب کچھ اس طرح خاموشی کیوں ہے آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیوں اب تک تباہی نہیں آئی" ــــ کریگر نے عقبی باغ میں ٹہلتے ہوئے کہا۔

"مجھے خود باہر جانا چاہیئے۔ ورنہ اس طرح یہاں کھڑے کھڑے تو میں پاگل ہو جاؤں گا" ــــ کریگر نے کہا اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا سامنے کے رخ آیا۔ کریگر برآمدے میں گیا اور پھر سیدھا سر ہنری فریڈ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا بات ہے۔ خیریت" ــــ سر ہنری فریڈ نے جو بستر پر بیٹھے ہوئے تھے چونک کر پوچھا۔ کمرے میں ہلکی لائٹ جل رہی تھی۔

"جیپ کی چابیاں دیں۔ میں باہر جا کر خود حالات کا جائزہ لینا چاہتا ہوں" ــــ کریگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور سر ہنری فریڈ نے شاید کریگر کے چہرے پر موجود کیفیات دیکھتے ہوئے خاموشی سے چابی سرہانے سے اٹھا کر اُسے دے دی۔ کریگر چابی لے کر واپس پورچ میں آیا۔ اور اچھل کر جیپ میں بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد جیپ کا انجن جاگ اٹھا۔ اُسی لمحے جیمز برآمدے میں نمودار ہوا۔ شاید اس کے کانوں میں جیپ کے انجن کی آواز پڑ گئی تھی۔

"باس۔ آپ کہاں جا رہے ہیں" ــــ جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اُسی لمحے تیز بارش پھر برسنے لگ گئی تھی۔

"میں باہر جا رہا ہوں۔ تاکہ اپنے مشن کی تکمیل اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں۔ یہ لوگ خبریں چھپا رہے ہیں۔ اور اب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔ پھاٹک کھولو اور میرے ساتھ آجاؤ" ــــ کریگر نے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔ اور جیمز سر ہلاتا ہوا تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا تو کریگر جیپ باہر لے آیا۔ جیمز نے پھاٹک دوبارہ بند کیا۔ اور پھر چھوٹی کھڑکی سے باہر نکل کر اس نے کھڑکی بند کی اور دوڑ کر جیپ پر سوار ہو گیا۔ اتنی دیر میں ہی اس کا لباس خاصا بھیگ گیا تھا۔

"یہ سامنے درخت کے نیچے کس کی کار کھڑی ہے" ــــ کریگر نے حیرت بھرے انداز میں ایک بڑے سے درخت کے نیچے کھڑی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جیمز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بارش کی وجہ سے روک لی گئی ہو گی" ــــ جیمز نے کہا اور کریگر نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی۔ بارش کی وجہ سے سڑکوں پر خاصا پانی موجود تھا اور سڑکیں سنسان پڑی ہوئی تھیں۔ بس پولیس کی جیپیں یا کوئی اکا دکا کاریں گزرتی نظر آ رہی تھیں۔ کریگر تیزی سے جیپ آگے بڑھائے لئے گیا۔

"یہاں تو واقعی حالات نارمل لگتے ہیں" ــــ کریگر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مگر یہ کیسے ممکن ہے باس۔ یہاں تو قیامت برپا ہو جانی چاہیئے" ــــ جیمز کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔ کریگر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور جیپ آگے بڑھائے لئے گیا۔ حالات

واقعی نارمل تھے۔ بس بارش مسلسل ہو رہی تھی اور کاریں اور جیپیں
کبھی کبھار سڑک پر نظر آتیں اور پھر کراس کرتی ہوئیں گزر جاتیں۔
سڑکوں پر صرف بارش کا پانی تھا۔ سیلابی ریلے کا کہیں نام و
نشان بھی نہ تھا۔ وہ دونوں جیپ دوڑاتے آگے بڑھتے چلے گئے۔
اور پھر اسی طرح آگے بڑھتے بڑھتے آخر کار وہ پل تک پہنچ گئے۔ یہاں
انہوں نے جیپ روکی اور نیچے اتر آئے۔ حالانکہ بارش ہو رہی تھی۔
لیکن وہ دونوں بارش سے بے نیاز ایک اونچے ٹیلے کی طرف بڑھتے
گئے۔ جس کے اوپر ایک درخت بھی موجود تھا۔ ٹیلے پر چڑھ کر بار
بار چمکتی ہوئی بجلی میں جب انہوں نے دور سے دریائے کانڈس کو
دیکھا تو ان دونوں کے چہروں پر شدید حیرت اور بے یقینی کے آثار
نمودار ہو گئے۔ دریائے کانڈس اسی طرح اپنے مخصوص راستے پر
پورے زور و شور سے بہہ رہا تھا۔

" اس کا کیا مطلب ہوا۔ یہ راستہ تو خشک ہونا چاہیئے تھا۔ یا
اس میں تھوڑا سا پانی ہوتا۔ لیکن یہ تو دریا اس طرح بہہ رہا ہے۔ کہ
جیسے ہمارا مشن مکمل ہی نہ ہوا ہو" ——— کوبیگر نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے باس۔ کوئی گڑ بڑ ہو گئی ہو" ——— جیمز نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

" احمق ہو گئے ہو۔ آلے نے درست طور پر مشینوں کی کارکردگی کا
کاشن دیا۔ پھر تمام مشینیں درست طور پر چل پڑیں اور یہ سسٹم
اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ ایک بار چل پڑنے کے بعد یہ بجلی کی

سپلائی سے بھی بے نیاز ہو جاتا تھا۔ اس کا کنٹرولنگ پینل باکس ان
مشینوں کو اپنے اندر موجود انتہائی طاقتور بیٹریوں کی مدد سے مکمل کرتا۔
بجلی کی رو تو اسے صرف پہلے طاقتور جھٹکے کے لئے چاہیئے تھی۔ جس
طرح کار کی بیٹری کے جھٹکے سے انجن چلتا ہے" ——— کوبیگر نے اس
انداز میں بات شروع کر دی جیسے وہ جیمز کی بجائے ساری بات اپنے
آپ کو سنوا رہا ہو۔ جیمز خاموش ہو گیا۔ بارش ایک بار پھر رک
گئی تھی۔

" چلو۔ سپاٹ پر چلتے ہیں۔ مجھے تو یہ ساری بات ہی ناممکن لگ
رہی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میری آنکھیں مجھے دھوکہ
دے رہی ہوں" ——— کوبیگر نے ٹیلے سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔
ظاہر ہے جیمز اب کیا جواب دیتا۔ خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا
ہوا ٹیلے سے اترا اور چند لمحوں بعد جیپ خاصی تیز رفتاری سے جمع شدہ
پانی میں دوڑتی ہوئی سوراجیا ٹیلے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ہر
طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ صرف آسمانی بجلی چمکنے سے ماحول
واضح ہو جاتا تھا۔ یا جیپ کے ہیڈ لائٹس کی روشنی دو لکیروں کی
صورت میں سامنے والے حصے کو روشن کر رہی تھی۔ جیپ مسلسل
دوڑتی رہی۔ آخر کار وہ سوراجیا ٹیلے کے قریب پہنچ گئے۔ کوبیگر نے
جیپ روکی اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔ جیمز نے اس کی پیروی کی۔ اور
پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے سرنگ کے دہانے کی طرف بڑھ
گئے۔ اور دہانے کے قریب پہنچ کر وہ دونوں اس طرح ٹھٹھک
کر رک گئے۔ جیسے چابی سے چلنے والے کھلونے چابی ختم ہو جانے

کی وجہ سے اچانک رک جاتے ہیں۔ جیمز جیپ سے اترتے وقت اس کے ڈیش بورڈ میں موجود ایک طاقتور ٹارچ بھی ساتھ لے آیا تھا۔ اور اب ٹارچ کی تیز روشنی میں صاف دکھائی دے رہا تھا کہ دہانے کو باقاعدہ کسی طاقتور بم کی مدد سے توڑا گیا ہے۔ کریگر نے جیمز کے ہاتھ سے ٹارچ لی اور پھر اچھل کر دہانے کے اندر اتر گیا۔ سرنگ کے اندر موجود پتھروں کے ڈھیر تو یہ بتا رہے تھے کہ سرنگ کی چھت ٹوٹ گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود چھت قائم تھی۔ وہ ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتے رہے۔ اور پھر سرنگ میں موجود دیوار کو دیکھ کر وہ ایک بار پھر رک گئے۔

" اوہ۔ دیوار صرف فٹ ڈیڑھ فٹ اوپر گئی ہے۔ پھر رک گئی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا پھر کیسے رک سکتی ہے "۔۔۔ کریگر نے اس طرح چیختے ہوئے کہا جیسے وہ نہ چاہنے کے باوجود بھی لاشعوری طور پر چیخ پڑا ہو۔

" ظاہر ہے باس۔ میکنزم کی کسی خامی کی وجہ سے ایسا ہوا ہوگا "۔۔۔ آخرکار جیمز نے کہا۔

" نہیں۔ میں نے خود ساتھ کھڑے ہو کر فائنل چیکنگ کمپیوٹر مشینری سے کرائی تھی۔ ہر چیز او۔ کے تھی۔ کوئی خامی نہ تھی "۔۔۔ جیمز نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹارچ ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے اس کی ٹارچ کی روشنی زمین پر موجود پتھروں پر پڑی اور وہ بری طرح چونک پڑا۔ پتھروں پر خون کے بڑے بڑے دھبے موجود تھے۔

" ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے یہاں کچھ لوگ موجود رہے ہیں۔ جو زخمی بھی ہوئے ہیں "۔۔۔ کریگر نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں پتھروں پر ہالو وال کا کنٹرولنگ پینل باکس پڑا ہوا تھا۔

" اوہ۔ ڈائنا میٹ کی مدد سے پوری دیوار کو توڑ کر پینل باکس نکالا گیا ہے "۔۔۔ کریگر نے ٹارچ کی روشنی میں دیوار کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کنٹرولنگ باکس پر جھک گیا۔ اس نے اسے اٹھا کر دونوں بلکہ چاروں طرف سے دیکھا۔ لیکن وہ اسی طرح ہر طرف سے بند تھا۔

" یہ تو اسی طرح بند ہے۔ نہ ٹوٹا ہے اور نہ کھولا جا سکا ہے۔ پھر اس کی کارکردگی کیسے ختم ہو گئی "۔۔۔ کریگر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" باس۔ اب یہ دیوار دوبارہ حرکت کر سکتی ہے "۔۔۔ جیمز نے پوچھا۔

" یہ تو رابرٹ ہی بتا سکتا ہے۔ اوہ اوہ۔ تمہاری بات بالکل درست ہے۔ ویری گڈ۔ یہ لوگ اپنی طرف سے مشن ناکام کر کے واپس جا چکے ہیں۔ اب یہ یقیناً ہماری تلاش میں ہوں گے۔ اور صبح سے پہلے انہیں کسی طرح ہمارا پتہ نہیں چل سکتا۔ جب کہ اس دوران ہم رابرٹ اور اس کے ساتھیوں کو مع مشینری ساتھ لے آ کر اس مشن کو دوبارہ مکمل کر سکتے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔ ابھی مشن مکمل کرنے کا ایک چانس

باقی ہے" ——— کریگر نے کہا۔ اور باکس واپس پتھروں پر رکھ کر
وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر
ہے۔ جیمز اس کے پیچھے تھا۔ کریگر کے مایوس چہرے پر ایک
بار پھر امید کی روشنی ابھر آئی تھی۔

عمارت میں موجود ہر شخص مختلف کمروں میں بے ہوش پڑا ہوا
تھا۔ عمران نے خود سارے کمروں کا راؤنڈ لگایا تھا۔ لیکن اُسے
کہیں بھی کریگر نظر نہ آیا تھا۔ جب کہ سر ہنری فریڈ ایک کمرے میں
بستر پر اس طرح پڑا ہوا تھا جیسے بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو کر گرا ہو۔
"میں سر ہنری فریڈ سے پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ تم باہر جا کر دیکھو
شاید کہیں ادھر ادھر کوئی اور کمرہ ہو" ——— عمران نے صفدر اور
کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ دونوں تیزی سے مڑ
کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

عمران نے جیب سے وہی خنجر دوبارہ نکالا اور آگے بڑھ کر اس
نے سر ہنری فریڈ کے ایک ہاتھ پر خنجر کی ضرب لگائی۔ اور زخم
میں سے تیزی سے خون باہر نکلنے لگا۔ چند لمحوں بعد سر ہنری فریڈ
ہلکی سی چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ اور ہوش میں آتے ہی وہ لاشعوری

طور پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ عمران نے ہاتھ سے اُسے دھکا دیا اور جیسے ہی
اس کا جسم سیدھا بیڈ پر گرا۔ عمران نے ایک ٹانگ اٹھا کر
گھٹنا موڑ کر اس کی ناف پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے
سر ہنری کا سر پکڑ کر خنجر کی نوک اس کی گردن پر لگا دی۔ سر ہنری
فریڈ کی حالت خوف کی شدت کی وجہ سے تیزی سے مسخ ہوتی گئی۔

" بتاؤ ــــ کریگر کہاں ہے " ــــ عمران نے انتہائی سرد
لہجے میں کہا۔

" وہ ــــ وہ باہر گیا ہے۔ میری جیپ لے کر۔ حالات دیکھنے "
سر ہنری فریڈ کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔ اس کی حالت
واقعی بے حد خراب ہوتی جا رہی تھی۔

" کیوں " ــــ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

" وہ ــــ وہ ٹی۔ وی پر تباہی کی خبر نہ آ رہی تھی اور وہ بے چین
تھا۔ جیمز بھی اس کے ساتھ گیا ہے۔ میں نے اس کی بھی آواز سنی
تھی " ــــ سر ہنری فریڈ لاشعوری انداز میں بولے چلے جا رہے
تھے۔

" کتنی دیر ہوئی ہے " ــــ عمران نے پوچھا۔

" ابھی گئے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے " ــــ سر ہنری فریڈ نے
جواب دیا۔ اور عمران نے گھٹنا تو ہٹا لیا۔ لیکن خنجر اُس نے
سر ہنری فریڈ کی گردن پر رکھے رکھا۔

" کون سی جیپ تھی تمہاری۔ آٹوم تھی " ــــ عمران نے ہونٹ
چباتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ جب وہ کالونی میں داخل ہو رہا تھا۔

تو اس نے ایک خصوصی ساخت کی بڑی سی جیپ آٹوم کو آہستہ
آہستہ چلتے ہوئے کالونی سے باہر جاتے دیکھا تھا۔

" ہاں۔ آٹوم جیپ۔ مگر تم کون ہو " ــــ اب سر ہنری فریڈ
نے سنبھل کر پوچھا۔ لیکن عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے
خنجر جیب میں ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو پوری قوت
سے گھوما اور سر ہنری فریڈ کی بائیں کنپٹی پر اس کی مڑی ہوئی
انگلی کا ہک خاصی قوت سے پڑا اور سر ہنری فریڈ کا جسم ایک
ہی ضرب سے یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔
اُسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔

" عمران صاحب۔ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی باہر سے بند ہے "
صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ اصل آدمی اپنے ایک ساتھی سمیت باہر گیا ہے۔
تم کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر یہاں جتنے بھی افراد ہیں سب
کو گولیاں مار دو۔ میں اس سر ہنری فریڈ کو باہر لے جا رہا ہوں۔
ٹائیگر کو بھی آواز دے کر کہہ دو کہ وہ رابرٹ کو اٹھا کر باہر لے
آئے۔ جلدی کرو " ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور صفدر تو
اس کی بات سنتے ہی باہر کو نکل گیا۔ جب کہ عمران نے سر ہنری
فریڈ کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر وہ کمرے سے نکلا اور تیزی
سے چلتا ہوا عمارت کے بیرونی رخ کی طرف بڑھ گیا۔ لان کراس
کر کے وہ پھاٹک پر پہنچا اور اس نے پھاٹک کا بڑا کنڈہ کھول کر
پھاٹک کا ایک پٹ کھولا اور باہر آ کر وہ تیزی سے اس

درخت کی طرف بڑھتا گیا جس کے نیچے ان کی کاریں موجود تھیں۔

"یہ کون ہے" ـــــ جولیا نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"یہ سر ہنری فریڈ ہے ـــــ آثار قدیمہ کا بین الاقوامی ماہر۔ اور اس ہالو دال کے بڑے مجرموں میں سے ایک" ـــــ عمران نے کہا اور اپنی کار کی عقبی سیٹوں کے نیچے اُسے لٹا دیا۔ اُسی لمحے ٹائیگر بھی رابرٹ کو کاندھے پہ اٹھائے واپس آگیا۔

"اسے بھی میری کار کی عقبی سیٹ پر ڈال دو۔ اور سنو تم نے ابھی یہیں رہنا ہے۔ کریگر اپنے ایک ساتھی کے ساتھ آرمی جیپ میں بیٹھ کر باہر کے حالات دیکھنے گیا ہے۔ ہم اس کے پیچھے جائیں گے" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ آرمی جیپ تو واقعی تمہارے آنے سے کچھ دیر پہلے ساتھ والی کوٹھی سے نکلی تھی۔ ٹائیگر اس وقت راؤنڈ پر چلا گیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ کوٹھی ہماری نگرانی میں نہ تھی اس لئے میں نے خیال نہیں کیا" ـــــ جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ ہمیں اس کوٹھی کے بارے میں تو علم ہی نہ تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دونوں لازماً چیکنگ کے لئے مشن سپاٹ پر جائیں گے۔ ہم نے ان کے پیچھے جانا ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے وہاں پہنچنے تک یہ واپس آجائیں۔ اس لئے صرف ٹائیگر یہاں رہے گا جو ان کی نگرانی کرے گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"تو میں تمہارے ساتھ چلوں گی" ـــــ جولیا نے یک لخت خوش ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ واپس آئیں تو یہاں زیادہ کاریں دیکھ کر چونک پڑیں۔ انہوں نے لازماً جاتے ہوئے یہاں ایک کار دیکھی ہو گی۔ اس لئے یہاں ایک ہی کار رہنی چاہیئے۔ لیکن تم نے ہماری دونوں کاروں سے فاصلہ رکھ کر ہماری نگرانی کرنی ہے۔ تنویر تمہارے ساتھ رہے گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور جلدی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ رابرٹ کو بھی اس کی کار کی عقبی سیٹ پر لٹا دیا گیا تھا۔ صفدر نے پہلے کی طرح ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ اور عمران ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جب کہ پچھلی کار میں کیپٹن شکیل اکیلا تھا۔ تنویر جو اس کی کار میں بیٹھا ہوا تھا اتر کر جولیا کی کار میں چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں تیزی سے آگے بڑھیں اور پھر موڑ کاٹ کر وہ کالونی سے باہر کی طرف تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگیں۔ بارش ایک بار پھر پورے زور و شور سے برسنے لگ گئی تھی ۔ اس لئے سڑک پر ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ البتہ کبھی کبھار کوئی کار یا کوئی ویگن انہیں کراس کر جاتی تھی۔

"فاصلہ کافی ہے عمران صاحب۔ میرے خیال میں تو ہمیں وہیں کوٹھی کے گرد ہی رک کر ان کا انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ ورنہ وہ دونوں اپنے ساتھیوں کو مردہ دیکھ کر فرار ہونے کی کوشش ضرور کریں گے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ٹائیگر وہاں موجود ہے۔ وہ انہیں فرار نہیں ہونے دے گا۔ میں اس لئے وہاں سپاٹ پر جا رہا ہوں کہ کہیں وہ وہاں پہنچ کر کوئی ایسا طریقہ نہ جانتے ہوں کہ جس سے وہ اس ہالو دال کو

دوبارہ آپریٹ کرلیں۔ اور ہم یہاں کھڑے ان کا انتظار ہی کرتے رہ جائیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیونکہ اب عمران کے کہنے پر واقعی یہ خطرہ اس کے ذہن میں بھی پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ یہ مشینری اور اس کا مکمل نظام ان کا ہی قائم کردہ تھا۔ اس لئے امکان ہو سکتا تھا کہ کوئی اور متبادل یا خفیہ سسٹم بھی انہوں نے بنا رکھا ہو۔ وہ عمران کی دور اندیشی کا واقعی قائل ہو گیا تھا۔

عمران کے کہنے پر صفدر نے بارش کا پانی سڑکوں پر موجود ہونے کے باوجود کار کی رفتار انتہائی تیز رکھی ہوئی تھی۔ اور کار واقعی پانی کے چھینٹے دور دور تک اڑاتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ عمران کی نظریں ہر آنے والی سواری کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ لیکن ابھی تک آرٹم جیپ انہیں نظر نہ آئی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پل کے قریب پہنچ کر اس طرف کو مڑ گئے جدھر سوراجیا ٹیلے کو راستہ جاتا تھا۔ یہاں وسیع و عریض میدان میں جمع ہوئے پانی کی مقدار خاصی تھی۔ اور مٹی ہونے کی وجہ سے خاصی دلدل سی بن گئی تھی۔ اس لئے جیسے ہی کار کچھ آگے بڑھی۔ صفدر کو رفتار آہستہ کرنی پڑ گئی۔ کیونکہ شدید پھسلن کی وجہ سے کار مسلسل سلپ ہو رہی تھی۔ صفدر گو بڑی مہارت سے کار کو کنٹرول میں کئے ہوئے تھا۔ لیکن پھر بھی کار کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے اسے خاصی جدوجہد کرنی پڑ رہی تھی۔ لیکن بہرحال کار آگے بڑھتی ہی گئی۔ تیز بارش کی وجہ سے کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی بھی

محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ ابھی وہ ٹیلے سے کافی دور تھے کہ آسمانی بجلی کی تیز روشنی میں عمران کو دور ٹیلے کے پاس کھڑی بڑی سی آرٹم جیپ کا سایہ نظر آ گیا۔

"لائٹس آف کر دو صفدر۔ جیپ وہاں موجود ہے۔ اور سنو۔ براہ راست ادھر نہ جانا۔ بلکہ دائیں طرف سے گھوم کر ٹیلے کی عقبی طرف کو کار لے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ باہر ہوں اور ہماری کاریں دیکھ کر ہم پر فائر کھول دیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ اس نے ہیڈ لائٹس کے ساتھ ساتھ چھوٹی بتیاں بھی آف کر دیں اور کار اب اندھیرے میں پانی کے اندر سلپ ہوتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیلے کی سائیڈ سے گھوم کر عقبی طرف کو آ گئے۔ اور عمران کے اشارے پر اس نے کار روک دی۔ کیپٹن شکیل کی کار بھی عقب میں آ کر رک گئی۔

"سیٹ کے نیچے سے مشین گن اٹھا لینا۔ میں باہر جا رہا ہوں۔ تم اس طرف کا خیال رکھو گے"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر دروازہ آہستہ سے کھول کر وہ باہر اندھیرے میں رینگ گیا۔ اسی لمحے عقبی کار میں سے کیپٹن شکیل نکلا اور اس کے ساتھ ہی ریوالور چلنے کے دھماکے کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل بے اختیار چیختا ہوا اچھلا اور منہ کے بل پانی اور کیچڑ کے اندر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر کی مشین گن سے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی ٹیلے پر ذرا فاصلے سے ایک اور آدمی کی کربناک چیخ سنائی دی۔ اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے ٹیلے کے پتھروں

کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ ایک اونچے سے پتھر کی اوٹ سے گھوم کر آگے بڑھا۔ اچانک اُسے فضا میں بجلی سی چمکتی دکھائی دی اور دوسرے لمحے درد کی ایک تیز لہر اس کی پورے جسم میں بہتی رو کی طرح دوڑتی چلی گئی۔ اور عمران پلٹ کر سائیڈ کے بل گرا اور پھر پانی اور کیچڑ میں لڑھکتا ہوا نیچے پانی میں ایک جھپاکے سے جا گرا۔ نیچے گرتے ہوئے اس نے اپنے عقب میں ایک انسانی چیخ سنی اور پھر اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے اپنے سینے میں کسی گرم سلاخ کے گھس آنے کا احساس صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔

سرنگ سے نکل کر کریگر اور جیمز دونوں تیزی سے کچھ فاصلے پر کھڑی اپنی جیپ کی طرف بڑھنے لگے۔ کیونکہ بارش ایک بار پھر موسلا دار انداز میں برسنے لگی تھی کہ یک لخت کریگر ٹھٹھک کر رک گیا۔

" ارے۔ یہ کون لوگ آ رہے ہیں " ـــــ کریگر نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا۔ اور جیمز کی نظریں بھی دور پانی سے ذرا بلندی پر نظر آنے والے جگنوؤں پر جم سی گئیں۔ یہ یقیناً کار کے ہیڈ لیمپس تھے۔ جو شدید بارش کی وجہ سے دیئے کی طرح ٹمٹماتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

" دو کاریں ہیں باس " ـــــ جیمز نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں شدید بارش کی وجہ سے سر سے پیر تک بُری طرح بھیگ گئے تھے۔

" ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ ان کی اس طرف اس موسم میں

آمد بتا رہی ہے کہ یہ کوئی عام لوگ نہیں ہیں۔

"جیمز۔ کسی چٹان کی اوٹ لے لو۔ تمہارے پاس ریوالور تو ہوگا" کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہے۔ اور اندرونی جیب میں محفوظ ہے۔ کام دے جائے گا"۔۔۔ جیمز نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ انہوں نے شاید ہماری جیپ دیکھ لی ہے۔ اس لئے لائٹس آف کر دی ہیں۔ یقیناً یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے مشن کو جاہو ہو جانے کے بعد کسی پراسرار طریقہ پر بے کار کر دیا ہے"۔۔۔ کریگر نے کہا۔ اور جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ ٹیلے کی عقبی طرف آ رہے ہیں۔ جیمز تم دوسری طرف اونچی چٹان کے پیچھے چھپ جاؤ۔ میں ادھر چھپتا ہوں۔ جو نظر آئے گولی سے اڑا دینا"۔۔۔ کریگر نے تیز لہجے میں کہا اور جیمز کیچڑ میں پیر بڑھاتا تیزی سے ٹیلے کے اوپر چڑھ کر اس کے عقبی طرف کو بڑھتا گیا۔ کریگر بھی تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اور پھر کچھ فاصلے پر اس نے ایک بڑے سے پتھر کی اوٹ لے لی۔ بارش اس کے اوپر مسلسل برس رہی تھی۔ لیکن اب اسے کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ اس وقت اس کے ٹارگٹ میں اس کا وہ دشمن تھا جس نے ان کا یہ خوفناک مشن اس انداز میں ناکام کیا تھا اور وہ ہر صورت میں اس سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ البتہ ساتھ ساتھ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ واپس کیوں آ رہے ہیں۔ اور پھر اس کے ذہن میں ایک خیال جھماکے سے کوندا کہ یہ لوگ یقیناً ماہر انجنیئروں کو ساتھ لے کر آ

رہے ہوں گے۔ تاکہ عارضی طور پر اس مشن کو ناکام بنا دینے کے بعد اسے ہمیشہ کے لئے تباہ کر سکیں۔ کیونکہ کریگر نے دیکھا تھا۔ کہ کنٹرولنگ پینل باکس ویسے ہی بند تھا۔ اُسے توڑا نہ جا سکا تھا۔

"میں ان کے خواب یہیں ختم کر دوں گا۔ اور اس کے بعد ابرٹ کو لے آ کر اس مشن کو ہر صورت میں مکمل کر دوں گا"۔۔۔ کریگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے اس نے دونوں کاروں کو ٹیلے کے عقبی طرف رکتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کی تیز نظروں نے سامنے والی کار کا دوسری طرف کا دروازہ کھلتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ کوئی آدمی یقیناً رینگ کر نیچے اترا ہوگا۔ اندھیرے اور شدید بارش کی وجہ سے اُسے بے حد کم نظر آ رہا تھا۔ لیکن بہرحال وہ دیکھ ضرور رہا تھا۔

اُسی لمحے بیک وقت دو واقعات ہوئے۔ ذرا اوپر اس نے جیمز کی طرف ریوالور چلنے کا دھماکہ سنا اور اس کے ساتھ ہی دوسری کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترنے والے سائے کو اس نے چیخ مار کر منہ کے بل نیچے پانی میں گرتے دیکھا۔ لیکن ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں اس نے پہلی کار کی کھڑکی میں سے مشین گن کے شعلے لپکتے دیکھے اور پھر تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس نے جیمز کو چیخ کر پیچھے الٹتے ہوئے دیکھا اور اس کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ کیونکہ جیمز خود اپنی حماقت کی وجہ سے مارا گیا تھا۔ وہ احمق اس سائے کے نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس لئے مشین گن والے کی زد میں آ گیا تھا۔ لیکن کریگر

احمق نہ تھا۔ وہ چاہتا تو مشین گن سے فائرنگ کرنے والے پر فائر
کھول سکتا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ اس طرح وہ کار سے اترنے
والے کو نظر آجائے گا۔ اس لئے وہ چٹان کی اوٹ میں خاموش
بیٹھا رہا۔ اور اُسی لمحے اس نے نیچے ایک سائے کو تیزی سے جھکے
جھکے انداز میں اوپر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ وہی شخص ہو
گا جو پہلے کار سے اترا ہو گا۔ اب وہ واقعی مشکل میں پھنس گیا تھا۔
کیونکہ اگر وہ اس پر فائر کھولتا تو مشین گن بردار اُسے گھیر سکتا تھا۔
اور اگر نہ فائر کھولتا تو یہ شخص ٹھیک اُسی طرف کو اوپر آرہا تھا جہاں
کریگر خود موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خیال آنے سے اس
کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔ اس نے جلدی سے کوٹ
کے اندرونی استر میں چھپا ہوا ایک پتلا سا خنجر کھینچا اور دوسرے
لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ہوا میں اڑتا ہوا خنجر
بجلی کی سی تیزی سے اوپر چڑھتے ہوئے آدمی کی طرف لپکا۔ اور
دوسرے لمحے وہ ٹھیک اس کی گردن میں پیوست ہو گیا وہ آدمی
پلٹ کر گرا اور لڑھکتا ہوا نیچے گرنے لگا۔ اُسی لمحے اس نے پہلی
کار میں سے ایک آدمی کو نکل کر پیچھے کی طرف جاتے دیکھا تو اس
نے دوسرا ہاتھ اندرونی جیب سے باہر نکالا۔ وہ اندرونی جیب
میں موجود سائیلنسر لگے پستول کا دستہ پہلے سے ہی پکڑے ہوئے
تھا۔ لیکن وہ اُسے اس لئے باہر نہ نکال رہا تھا کہ کچھ دیر تیز بارش
میں رہنے کی وجہ سے وہ کہیں ناکارہ نہ ہو جائے۔ لیکن اب بہرحال
اس کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ اس نے ہاتھ باہر نکلتے ہی فائر کیا اور

پچھلی کار کی طرف بڑھتا ہوا آدمی بھی چیخ مار کر اچھلا اور منہ کے بل
پانی میں جا گرا۔ اُسی لمحے اس نے اس آدمی کو جو خنجر کھا کر لڑھکتا ہوا
پانی میں گرا تھا۔ تیزی سے اٹھتے ہوئے دیکھا تو اس نے اس پر
فائر کھول دیا۔ اور وہ آدمی ایک بار پھر جھٹکے سے نیچے گرا۔ اور پھر
ساکت ہو گیا۔ کریگر کچھ دیر تک رک کر کاروں کی طرف دیکھتا رہا۔
لیکن اب وہاں مسلسل خاموشی تھی۔
"یہ تین ہی تھے شاید" ——— کریگر نے کہا اور تیزی سے اٹھا۔
مگر دوسرے لمحے اُسے اپنے عقب میں ایسی آواز سنائی دی
جیسے کوئی ٹیلے کی دوسری طرف سے اوپر آرہا ہو۔ وہ تیزی کا سے
مڑا اور اس طرف کو بڑھا اور پھر اس نے واقعی ایک سائے کو
تیزی سے اوپر آتے دیکھا تو اس نے ہاتھ آگے کر کے فائر کر
دیا۔ لیکن اس بار گولی چلنے کی مخصوص آواز کی بجائے ٹھس کی آواز
سنائی دی۔ اور کریگر سمجھ گیا کہ شدید بارش کے پانی نے پسٹل
کو ناکارہ کر دیا ہے۔ اس نے پوری قوت سے پسٹل اوپر
آنے والے کی طرف پھینک کر مارا۔ کریگر چونکہ ایک پتھر کی
اوٹ میں تھا۔ اس لئے آنے والا سایہ اُسے نہ دیکھ سکا تھا۔
بھاری پسٹل فضا میں اڑتا ہوا اوپر آنے والے سائے
کے سر سے پوری قوت سے ٹکرایا۔ اور آنے والا بے اختیار
چیختا ہوا پلٹ کر گرا۔ اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے لڑھکتا ہوا
نیچے گرنے لگا۔ کریگر کے چہرے پر فتح مندی کے آثار نمودار ہوئے
اور وہ پتھر کی اوٹ سے نکل کر تیزی سے نیچے لڑھک کر جاتے

ہوئے سائے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک سائیڈ میں موجود
ایک بڑے پتھر کی اوٹ سے ایک سایہ اس پر لپکا اور دوسرے
لمحے کریگر بھی الٹ کر پہلو کے بل گرا اور پھر ٹیلے کی تیز دھار جیسی
ڈھلوان پر وہ بالکل پہلے سائے کی طرح لڑھکتا ہوا نیچے جانے لگا۔
اس پر چھلانگ لگانے والا سایہ بھی اس کے ساتھ ہی نیچے لڑھک
رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں اکٹھے ہی ایک چھپاک کے سے نیچے
پانی اور مٹی میں جا کر گرے۔ لیکن کریگر چونکہ اس دوران اپنے آپ
کو کسی حد تک سنبھال چکا تھا۔ اس لئے نیچے گرتے ہی وہ بجلی
کی سی تیزی سے اٹھا۔ اُسی لمحے دوسرا سایہ بھی اس جیسی تیزی
سے اٹھا مگر کریگر نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر ہاتھ سے مٹی
ملا ہوا پانی اچھال کر اس سائے کی آنکھوں پر مارا اور وہ سایہ
اس سے بچنے کی کوشش میں بے اختیار پشت کے بل نیچے گرا
ہی تھا کہ کریگر نے اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ عین اس کے
جسم کے اوپر گرا۔ اس نے اپنے جسم سے دبا کر اس سائے
کو پانی کے اندر ڈبو دینے کی پوری کوشش کی۔ مگر چھلانگ
لگتے ہی اُسے احساس ہوا کہ اس نے جس سائے پر چھلانگ لگائی
وہ مرد کی بجائے عورت ہے تو ایک لمحے کے لئے حیرت کی وجہ
سے اس کے ذہن کو جھٹکا لگا۔ اور اس حیرت کے جھٹکے کی وجہ سے
اس کا دباؤ ایک لمحے کے لئے کم ہوا تھا کہ نیچے موجود سائے نے
انتہائی مہارت سے اپنے دونوں گھٹنوں کی مدد سے اُسے اپنے
سر سے دوسری طرف کیچڑ میں اچھال دینے میں کامیاب ہو

گیا۔ اور کریگر قلابازی کھا کر پشت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ وہ
سایہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔ اور دوسرے لمحے اس نے کریگر کے
جسم پر چھلانگ لگا دی۔ کریگر نے بھی وہی داؤ استعمال کرنے کی
کوشش کی جو اس عورت نے انتہائی ماہرانہ انداز میں استعمال
کیا تھا۔ لیکن وہ عورت اس کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلی اور
ہوشیار ثابت ہوئی اور اس کے جسم پر گرتے ہی اس نے یکلخت
حیرت انگیز انداز میں اپنے جسم کو فضا میں اوپر کی طرف اچھالا اور
دوسرے لمحے اس کے دونوں جڑے ہوئے گھٹنے پوری قوت سے
کریگر کے منہ کو رگڑتے چلے گئے۔ کریگر نے تڑپ کر اٹھنا چاہا۔ لیکن
دوسرے لمحے اس کی گردن میں اس عورت کی ٹانگیں قینچی کی طرح
پھنسیں اور پھر کریگر کا جسم بھاری بھر کم ہونے کے باوجود انتہائی
تیزی سے پانی اور کیچڑ کے اندر ہی قلابازیاں کھاتا گیا۔ کریگر نے
دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کی پنڈلیاں پکڑنی چاہیں۔ لیکن وہ عورت شاید
پارے کی بنی ہوئی تھی کہ وہ خود بھی کیچڑ اور پانی کے اندر اسی تیز
رفتاری سے پلٹنیاں کھاتی چلی جا رہی تھی کہ کریگر کو ہاتھ اٹھا کر اس کی
پنڈلیاں پکڑنے کی حسرت ہی رہ گئی۔ بار بار پانی اور کیچڑ کے اندر چہرے
کے رگڑ کھانے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں جیسے تیز مرچیں اور
منہ اور ناک میں کیچڑ بھرتا چلا گیا اور چند لمحوں کے بعد اس کے ذہن
نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

جولیا کی کار عمران اور کیپٹن شکیل کی کاروں سے خاصے فاصلے پر پیچھے آ رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جولیا تھی جب کہ ساتھ والی سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ عمران خواہ مخواہ ادھر ادھر دوڑا رہا ہے۔ وہ لوگ اب وہاں کیا کرنے گئے ہوں گے۔ اسے وہیں کوٹھی کا ہی پہرہ دینا چاہیے تھا" تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران ہم سب سے زیادہ دور اندیش ہے"۔۔۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خاک دور اندیش ہے۔ بس خالی رعب جھاڑتا رہتا ہے۔ اب دیکھو تمہیں اس نے کتنی سختی سے جھاڑ دیا تھا۔ میرا تو دل چاہ رہا تھا کہ دانتوں سے اس کی گردن بھنبھوڑ دوں"۔۔۔ تنویر نے شاید موقع غنیمت سمجھتے ہوئے جولیا کو عمران کے خلاف اکسانے

کا سوچا تھا۔

"ہاں واقعی کبھی کبھی اس کا لہجہ ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح بات کرتا ہے جیسے ہم سب اس کے ذاتی ملازم ہوں"۔۔۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اندھیرے کے باوجود تنویر کا چہرہ مسرت کی شدت سے روشن ہو گیا۔

"تم خود خاموش ہو جاتی ہو۔ اگر تم کہو تو کسی روز اس کے سارے دانت باہر نکال دوں"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم ہنس رہی ہو۔ میں صرف تمہاری وجہ سے خاموش ہو جاتا ہوں ورنہ......" تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ کیونکہ جولیا کی طنزیہ ہنسی کو وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"تنویر۔ کیا تم واقعی احمق ہو یا جان بوجھ کر احمق بننے کی کوشش کر رہے ہو"۔۔۔ جولیا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔۔۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"وہ آدمی جس کا نام عمران ہے۔ تم جیسے دس تنویر بھی اگر مل کر اس کے مقابلے پر آ جائیں تو شاید چند لمحے ہی زندہ اپنے پیروں پر نہ کھڑے رہ سکیں۔ وہ مافوق الفطرت انداز کا لڑاکا ہے۔ کبھی ایسی حماقت کرنے کا سوچنا بھی ناں۔ ایسا نہ ہو کہ میں تم جیسے بہادر اور عقلمند دوست کا ساتھ ہمیشہ کے لئے کھو بیٹھوں"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کا چہرہ جو جولیا کے ابتدائی فقروں سے تیزی سے بگڑتا جا رہا تھا۔ اس کے آخری فقرے پر ایک

بار پھر پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"اوہ اوہ۔ شکریہ مس جولیا۔ تم نے میرے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں اس کے لئے مشکور ہوں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ تمہیں اس عمران کے متعلق خواہ مخواہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے"۔۔۔ تنویر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جذبات کا لفظ تم نے غلط استعمال کیا ہے۔ خیالات کہو"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کا کھلا ہوا چہرہ قدرے سکڑ سا گیا۔

"ارے۔ یہ لائٹیں کیوں بند کر دی ہیں انہوں نے کاروں کی"۔۔۔ جولیا نے موڑ مڑتے ہی کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے کار کی ساری لائٹیں بند کر دیں۔

"ہاں واقعی عقبی لائٹیں بند ہو گئی ہیں۔ صرف بریک لائٹ ہی نظر آتی ہے"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ جولیا نے اس بار صرف سر ہلا دیا۔ کیونکہ کار اب بُری طرح سلپ ہونے لگ گئی تھی۔ اور جولیا کو اُسے کنٹرول کرنے کے لئے خاصی جدوجہد کرنی پڑ رہی تھی۔

"روک دو۔ میں ڈرائیو کرتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ لیکن جولیا نے انکار میں سر ہلا دیا۔ کار بہرحال کسی نہ کسی طرح آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ لیکن اب آگے جانے والی کاریں اُسے صرف اس وقت نظر آتی تھیں جب ان کی بریک لائٹیں جلتی تھیں۔ اور پھر اچانک بریک لائٹیں بھی نظر آنی بند ہو گئیں۔ گھپ اندھیرے اور تیز بارش کی وجہ سے اُسے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن بہرحال وہ

کار آگے بڑھائے لئے جا رہی تھی۔ تنویر چونکہ پہلے اس طرف آ چکا تھا۔ اس لئے وہ اس کا رخ متعین کر رہا تھا۔ اور پھر ایک بار بجلی چمکنے پر وہ دونوں یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آگے جانے والی دونوں کاریں غائب ہو گئی تھیں اور اب انہیں ٹیلے کے قریب کھڑی ایک اونچی اور بڑی سی جیپ ہی نظر آ رہی تھی۔

"یہ لوگ کہاں چلے گئے ہیں"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ جولیا۔ میں نے پستول چلنے کی آواز سنی ہے"۔۔۔ اُسی لمحے تنویر نے چونک کر کہا اور جولیا نے پوری قوت سے بریک لگا دی۔ وہ اس وقت اس جیپ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اُسی لمحے ٹیلے کی دوسری طرف سے مشین گن چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ بھی سنائی دی۔ اور وہ دونوں بے اختیار دروازے کھول کر کار سے نیچے اتر آئے۔ ان دونوں نے بھی لاشعوری طور پر جیبوں سے ریوالور نکال لئے تھے۔ ابھی انہوں نے دو تین قدم ہی اٹھائے تھے کہ یکے بعد دیگرے ریوالور چلنے کے دو دھماکے سنائی دیئے۔

"تم ذرا فاصلے سے ہو کر اوپر جاؤ۔ میں ادھر سے جاتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اور جولیا پانی میں دوڑتی ہوئی کافی ہٹ کر تیزی سے اوپر چڑھنے لگی۔ جب کہ تنویر اُسی جگہ سے اوپر چڑھنے لگا۔ بارش اور کیچڑ کی وجہ سے وہ پوری رفتار سے اوپر نہ چڑھ پا رہے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ اپنی پوری قوت سے اوپر چڑھتے جا رہے تھے اچانک

جولیانے تنویر کو چیخ مار کر پلٹ کر نیچے گرتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ایک بلمے تڑنگے سائے کو تیزی سے تنویر کے
پیچھے لپکتے دیکھا۔ تو وہ بے اختیار کھڑی ہوئی اور دوسرے لمحے
اس نے اس سائے پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن شدید کیچڑ اور تیز
ڈھلوان کی وجہ سے وہ بروقت اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور
اس آدمی کے ساتھ ہی قلابازی کھاتی ہوئی نیچے پانی اور کیچڑ میں
ایک چھپاکے سے جا گری۔ نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے
اٹھی ہی تھی کہ اس آدمی نے اس کی آنکھوں میں زور سے پانی کا چھپاکا
مارا اور جولیا اس سے بچنے کے لئے جیسے ہی لاشعوری طور پر پیچھے
ہٹنے لگی۔ اس کا پیر پھسلا اور وہ دھڑام سے پشت کے بل پانی
کے اندر جا گری۔ اسی لمحے اس کے جسم کے اوپر اس آدمی کا
جسم آ گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس آدمی نے اپنے جسم کے
دباؤ سے اسے پانی کے اندر دھکیلنے کی کوشش کی۔ جولیا کا
سانس رکنے لگا۔ کہ ایک لمحے کے لئے اسے احساس ہوا کہ
اس کے جسم پر پڑنے والا دباؤ خاصا کم ہو گیا ہے۔ دباؤ کم
ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن نے کام کیا اور دوسرے لمحے
اس نے پوری قوت سے گھٹنے موڑ کر اپنے جسم پر موجود آدمی کو
زوردار ضرب لگائی اور وہ آدمی قلابازی کھاتا ہوا اس کے سر
کے اوپر سے ہوتا ہوا ایک دھماکے سے پانی میں گرا۔ اس کے
ساتھ ہی جولیا اپنی پوری قوت لگا کر تڑپ کر سیدھی ہوئی۔ اور
اس کے ساتھ ہی اس نے پانی میں گرے ہوئے اس آدمی پر چھلانگ

لگا دی۔ لیکن وہ سمجھتی تھی کہ یہ آدمی اس سے زیادہ طاقتور ہے۔ اور
اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ماہر لڑاکا بھی ہے۔ اس لئے اگر جولیا
اس کے انداز میں اس کے جسم پر جا کر گری تو یقیناً وہ وہی داؤ اس
پر بھی لگائے گا۔ اور اس کے مڑے ہوئے گھٹنوں کی ضرب بہر حال
جولیا کی نسبت زیادہ طاقت سے اسے دور اچھال دے گی۔ اس
لئے اس نے نیا داؤ استعمال کیا اور اس کا جسم آگے کی طرف
گیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے مڑے ہوئے گھٹنوں کی مدد سے
اس آدمی کے چہرے کو پوری قوت سے رگڑ دیا۔ ظاہر ہے اس کے
گھٹنوں نے جب اس کے چہرے کو رگڑا تھا تو اس کا سارا جسم
اس آدمی کے سر سے آگے جا گرا تھا۔ جیسے ہی اس کا جسم آگے پانی
میں گرا۔ جولیانے کہنیاں موڑ کر اپنے چہرے کو پانی میں ڈوبنے سے
بچایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں تیز رفتاری سے
گھومیں۔ اور اس نے پہلے سے سوچے ہوئے منصوبے کے تحت
اس آدمی کی گردن میں قینچی ڈالی اور اس کے ساتھ ہی اس نے
اپنے جسم کو کیچڑ اور پانی میں تیزی سے پلٹنا شروع کر دیا۔ گو اس
آدمی کا جسم خاصا بھاری تھا۔ لیکن جولیا اس وقت اپنی پوری
قوت سے کام لے رہی تھی۔ وہ مسلسل پلٹنیاں کھاتی چلی گئی۔ اسے
معلوم تھا۔ اگر وہ ایک لمحے کے لئے بھی سست ہوئی۔ تو یہ
آدمی اس کی پنڈلیوں پر ضرب لگا کر انہیں توڑ بھی سکتا ہے۔
اس لئے وہ اس وقت واقعی برق رفتار بنی ہوئی تھی۔ اور چند
لمحوں بعد جب اسے احساس ہوا کہ اس آدمی کا جسم دو تین

پلٹنیوں کے دوران بالکل ڈھیلا پڑ چکا ہے تو اس نے تیزی سے اپنے
پیر کھولے اور انہیں سمیٹ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ آدمی اوندھے
منہ اُسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ جولیا کا اپنا جسم کیچڑ سے
تر بتر ہو رہا تھا۔ وہ تیزی سے اس آدمی کی طرف بڑھی اور اس
نے اُسے سیدھا کیا۔ اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ بیہوش
تھا۔ لیکن اس کا سانس بتا رہا تھا کہ یہ آدمی گھوڑے کی طرح
طاقتور ہے۔ اس لئے جلد ہی اُسے ہوش آجائے گا۔ اُسی لمحے
اُسے کچھ فاصلے سے تنویر کی آواز سنائی دی۔ اور جولیا نے
چونک کر اس کی طرف دیکھا تو تنویر اٹھ کر لڑکھڑاتا ہوا اس کی
طرف آرہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام
رکھا تھا۔

" تنویر۔ ہوش میں آؤ۔ ہم انتہائی خطرناک حالات میں گھرے
ہوئے ہیں " ——— جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ اور جولیا کا یہ فقرہ
سنتے ہی تنویر ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اور پھر دوڑتا ہوا آگے
بڑھنے لگا۔ جیسے اس کا چکراتا ہوا سر جولیا کے ایک ہی فقرے سے
یک لخت درست ہو گیا ہو۔

" یہ بے ہوش ہے۔ اس کے ہاتھ پیر باندھ دو۔ رسی کا گچھا کار
میں ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں کار میں دوسری طرف جا کر عمران
اور دوسرے ساتھیوں کو چیک کرتی ہوں۔ جولیا نے آگے بڑھ کر
تنویر کا بازو پکڑا اور اُسے دوڑاتی ہوئی کار کی طرف بڑھنے لگی۔
وہ دونوں کیچڑ اور پانی میں بُری طرح لت پت تھے۔ بارش اب بند

ہو چکی تھی۔ اس لئے ان کے منہ، چہرے اور جسم پر موجود کیچڑ اُسی
طرح موجود تھا۔

" اسے ختم نہ کر دیں۔ خواہ مخواہ کا جھگڑا بڑھانے کا فائدہ " ——
تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ ابھی نہیں۔ پہلے میں ساتھیوں کو دیکھ لوں پھر سوچیں
گے " ——— جولیا نے کہا۔ اور کار کا دروازہ کھول کر اس نے
فرنٹ سائیڈ سیٹ اٹھا کر نیچے موجود باکس میں سے نائیلون کی
باریک رسی کا گچھا نکال کر تنویر کو دیا اور پھر دروازہ بند کر کے
وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی کار کے دوسرے دروازے کی طرف
بڑھی۔ دروازہ کھول کر وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔
اور اس نے کار سٹارٹ کرنی شروع کر دی۔ چند لمحوں کی
کوششوں کے بعد آخر کار کا انجن جھرجھری لے کر بیدار ہو ہی
گیا۔ اور جولیا نے کار بیک کر کے موڑی اور پھر اُسے ٹیلے کی
سائیڈ سے گھما کر دوڑاتی ہوئی اس کے عقبی طرف لے آئی۔ یہاں
دو کاریں موجود تھیں۔ اور اُسی لمحے اس کی نظریں ایک سائے پر
پڑیں جو ایک سائے کو کاندھے پر لادے دوسرے کو بازو سے
پکڑ کر گھسیٹتا ہوا پانی سے اوپر لے جانے کی شدید کوشش
میں مصروف تھا۔ جولیا اُسے دیکھتے ہی پہچان گئی۔ وہ صفدر
تھا۔ اس کے کاندھے پر عمران لدا ہوا تھا جب کہ وہ کیپٹن
شکیل کا بازو پکڑے اُسے اوپر گھسیٹ کر لے جانے کی
کوشش میں مصروف تھا۔

"صفدر۔ صفدر" ۔۔۔ جولیا نے کار رُک کر نیچے اترتے ہوئے چیخ کر کہا۔

" اوہ مس جولیا۔ جلدی آئیں۔ ان دونوں کی حالت خراب ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور جولیا پانی میں دوڑتی ہوئی اس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

" اوہ اوہ۔ تم بھی زخمی ہو۔ صفدر۔ کیا ہوا ہے یہاں" ۔۔۔ جولیا نے قریب جا کر صفدر کے کاندھے کے قریب خون کے بڑے سے سیاہی مائل دھبے کو بجلی کی چمک کی وجہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب کی گردن میں خنجر اور پہلو میں گولی لگی ہے۔ جب کہ کیپٹن شکیل کے سینے میں گولی لگی ہے۔ مجھے گولی کاندھے کے قریب لگی تھی۔ ان دونوں کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ تم کیپٹن شکیل کو گھسیٹ کر اوپر لے آؤ" ۔۔۔ صفدر نے رک رک کر اور قدرے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور جولیا نے واضح طور پر دیکھ لیا کہ صفدر کی اپنی حالت بھی ان دونوں سے بہتر نہ تھی۔ اس کا جسم لڑکھڑا رہا تھا۔ لیکن نجانے کس جذبے نے اُسے سنبھال رکھا تھا۔

" ایک منٹ۔ میں تنویر کو بلاتی ہوں" ۔۔۔ جولیا نے کہا اور پھر اس نے پوری قوت سے چیخ کر تنویر کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

" آ رہا ہوں" ۔۔۔ دور سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ بڑی جیپ تیزی سے ٹیلے کی سائیڈ سے مڑ کر ادھر آئی اور تنویر نیچے اتر آیا۔ وہ مجرموں کی جیپ ہی لے آیا تھا۔

" یہ تینوں شدید زخمی ہیں۔ انہیں فوری میڈیکل ایڈ چاہیے۔ تم کیپٹن شکیل کو سنبھالو۔ میں صفدر کے ساتھ مل کر عمران کو سنبھالتی ہوں۔ میڈیکل باکس تو میری کار میں ہے۔ لیکن بارش پھر آہستہ آہستہ تیز ہونے لگ گئی ہے۔ ہمارا کسی محفوظ جگہ پر پہنچنا ضروری ہے" ۔۔۔ جولیا نے تنویر کے دوڑ کر اوپر آنے تک ساری صورت حال اُسے بتا دی۔

" اوہ۔ پھر سرنگ میں جانا ہو گا۔ وہ محفوظ جگہ ہے" ۔۔۔ تنویر نے کیپٹن شکیل کو گھسیٹ کر کاندھے پر لادتے ہوئے کہا۔

" سرنگ ۔۔۔ وہ کہاں ہے" ۔۔۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

" یہیں قریب ہے۔ آؤ" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر جولیا نے آگے بڑھ کر عمران کے جسم کو ساتھ سہارا دیا اور وہ سب کیچڑ میں احتیاط سے پیر جماتے آگے بڑھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سرنگ میں پہنچ چکے تھے۔

" میری کار میں میڈیکل باکس ہے۔ میں لے آتی ہوں۔ ارے ہاں تنویر۔ وہ آدمی کہاں ہے۔ اُسے چھوڑ تو نہیں دیا" ۔۔۔ جولیا نے دہانے کی طرف مڑتے ہوئے تنویر سے پوچھا۔

" نہیں۔ اُسے باندھ کر جیپ میں رکھ کر لے آیا ہوں" ۔۔۔ تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھ کر دہانے سے باہر نکل آئے۔ جب کہ صفدر عمران اور کیپٹن شکیل کے ساتھ

وہیں اندھیرے میں ہی لیٹ گیا۔ اُسے پانی میں گرنے کے چند لمحے بعد ہی ہوش آ گیا تھا۔ اور شاید اُسی لمحے اس نے عمران کو نیچے گرتے اور گولی کھا کر ساکت ہوتے دیکھا تھا۔ اس لئے وہ کاندھے میں شدید درد ہونے کے باوجود دوڑتا ہوا عمران کے پاس پہنچا۔ عمران کے گلے میں خنجر موجود تھا۔ لیکن خوش قسمتی یہ تھی۔ کہ خنجر شہ رگ میں نہ لگا تھا۔ بلکہ سائیڈ پر لگا تھا۔ صفدر نے خنجر کھینچ کر ایک طرف پھینک دیا۔

پانی میں پڑے ہونے کی وجہ سے زخم سے خون نہ نکل رہا تھا۔ لیکن عمران کی حالت درست نہ تھی۔ اس لئے اس نے عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر کسی نہ کسی طرح کیچڑ میں چلتا ہوا وہ اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں کیپٹن شکیل اب بھی کیچڑ اور پانی میں اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ صفدر نے جھک کر اسے سیدھا کیا۔ اس کے سینے میں گولی لگی ہوئی تھی۔ لیکن یہاں بھی پانی اور کیچڑ کی وجہ سے خون نہ نکلا تھا اور کیپٹن شکیل بہرحال زندہ تھا۔ اب صفدر کے لئے مسئلہ اُسے اوپر لے جانا تھا۔ اُسی لمحے جولیا کی آواز سنائی دی۔ اور نتیجہ یہ کہ اب وہ سرنگ کے دہانے سے ذرا اندر موجود تھے۔ گو صفدر کی اپنی حالت درست نہ تھی۔ لیکن اس کے دل سے اپنی بجائے عمران کی زندگی کے لئے دعائیں نکل رہی تھیں۔ وہ منہ ہی منہ میں انتہائی گڑگڑا کر اللہ تعالٰے سے عمران اور کیپٹن شکیل کی زندگی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔ اور یہ سب کچھ لاشعوری طور پر ہو رہا

تھا۔ اس کے ذہن وقلب پر ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ اور وہ اسی کیفیت کے زیر اثر مسلسل دعا مانگے چلا جا رہا تھا۔ یہ کیفیت اس وقت ٹوٹی جب ٹارچ کی روشنی کا تیز دائرہ دہانے کے اندر پڑا۔ اور صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا کیونکہ ٹارچ کی تیز روشنی کی وجہ سے اس کے عقب میں کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

"کون ہے" ——— صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں جولیا ہوں۔ کیوں" ——— جولیا نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا نجانے کون ہے۔ کیونکہ کوئی اور دشمن بھی تو آ سکتا ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے سر ہلاتے ہوئے ٹارچ صفدر کی طرف بڑھا دی۔ اور پھر اس نے میڈیکل باکس کھولا اور اس میں سے انجکشن نکال کر اس نے پہلے عمران کو پھر کیپٹن شکیل اور آخر میں صفدر کو بھی انجکشن لگا دیا۔ یہ فوری توانائی بحال کرنے کے انجکشن تھے۔ انجکشن لگتے ہی صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند یک لخت صاف ہو گئی ہو۔ اور جسم میں بھی توانائی کی لہر سی دوڑ گئی ہو۔ پھر اس کے مشورے پر جولیا نے عمران اور کیپٹن شکیل کو دو مختلف انجکشن لگائے۔ اُسی لمحے تنویر بندھے ہوئے آدمی کو اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے انتہائی بے دردی سے اُسے ایک طرف پٹخ دیا۔

"ہوش میں آگیا تھا۔ میں نے دوبارہ بے ہوش کر دیا ہے" تنویر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"اب کہاں جا رہے ہو" ——— جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"عمران کی کار میں دو اور بے ہوش پڑے ہیں۔ کہیں وہ ہوش آکر بھاگ نہ جائیں۔ اس لئے انہیں بھی یہاں ہی لے آتا ہوں" تنویر نے کہا۔ اور جولیا نے سر ہلا دیا۔ باکس میں موجود ڈسٹلڈ واٹر کی بوتلوں کی مدد سے اس نے عمران۔ کیپٹن شکیل اور صفدر تینوں کے زخم صاف کئے۔

"کیپٹن شکیل کے جسم میں گولی موجود ہے۔ اس کے زخم کے کنارے نیلے ہو چکے ہیں" ——— جولیا نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اسے فوری طور پر نکالنا ہو گا۔ یہ ٹارچ پکڑو اور نشتر مجھے دو" ——— صفدر نے کہا۔ اور جولیا نے باکس سے تیز نشتر نکال کر صفدر کے ہاتھ میں دیا اور اس کے ہاتھ سے ٹارچ لے لی۔ صفدر نے انگلیوں کی مدد سے زخم کے مختلف حصوں کو دبا کر اندازہ کیا کہ گولی کا رخ کس طرف ہے اور وہ کتنی گہرائی میں ہے۔ پھر اس نے جولیا کو طاقت کا ایک اور انجکشن لگانے کے لئے کہا۔ جب جولیا نے انجکشن لگا دیا تو صفدر نے بسم اللہ پڑھی اور کیپٹن شکیل کے اس نازک ترین آپریشن میں مصروف ہو گیا۔ جولیا ساتھ ساتھ خون صاف کرتی جا رہی تھی۔ تقریباً چھ سات منٹ تک مسلسل اور پوری توجہ سے آپریشن کے بعد

آخر کار صفدر گولی باہر نکال لینے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ اس نے کیپٹن شکیل کی نبض چیک کی اور پھر جلدی سے باکس میں سے دو مختلف قسم کے انجکشن نکال کر اس نے دونوں انجکشن یکے بعد دیگرے رگ میں لگا دیئے۔ دو انجکشن لگانے کے بعد جب اس نے نبض چیک کی تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ آئی۔ کیپٹن شکیل کی حالت شدید خطرے سے نکلتی جا رہی تھی۔ اس دوران جولیا اس کے زخم کی بینڈیج کر چکی تھی۔ صفدر نے کچھ لمحے بعد ایک اور انجکشن لگایا اور پھر نبض چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"خدایا تیرا شکر ہے۔ تو نے اسے دوبارہ زندگی عنایت کر دی ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا کا چہرہ بھی چمک اٹھا۔

اب وہ عمران کی گردن اور اس کے پہلو کے زخموں کی بینڈیج میں مصروف تھی۔ عمران کے پہلو میں صرف زخم تھا۔ گولی سائیڈ سے نکل گئی تھی۔ لیکن پانی کی وجہ سے خون نہ بہہ سکا تھا۔ اس لئے عمران کی حالت زیادہ تشویش ناک نہ تھی۔ سب سے آخر میں اس نے صفدر کے زخم کی بینڈیج کی۔ اس دوران تنویر دو اور آدمیوں کو جو عمران کی کار میں موجود تھے اٹھا کر اندر لا چکا تھا۔

"اب کیا پوزیشن ہے عمران اور کیپٹن شکیل کی" ——— تنویر نے صفدر کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"دونوں خطرے سے باہر ہیں۔ عمران کو تو ابھی ہوش آجائے گا۔ جب کہ کیپٹن شکیل کو ہسپتال داخل کرانا ہو گا" ——— صفدر نے کہا۔

"اور تنویر تمہارے سر پر بھی زخم ہے۔ آؤ میں بینڈیج کر دوں"۔
جولیا نے تنویر کے بیٹھنے کی وجہ سے اس کی پیشانی سے ذرا اوپر خون
کا بڑا سا دھبہ دیکھتے ہوئے کہا۔ حالانکہ اس کے سر پر پہلے سے پٹیاں
بندھی ہوئی تھیں لیکن پیشانی پر زخم نمایاں نظر آ رہا تھا۔
"اس نے اچانک بھاری ریوالور مارا تھا"۔۔۔ تنویر نے بندھے
ہوئے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ یہ سن
کر ہی چمک اٹھا تھا۔ کہ زخم کی بینڈیج جولیا خود اپنے ہاتھوں سے کرے
گی۔ اور صفدر اس کے چہرے اور آنکھوں میں ابھر آنے والی چمک
دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔ اور جولیا نے اس کا زخم صاف کر کے
باقاعدہ بینڈیج کرنی شروع کر دی۔
"ارے ہاں مس جولیا۔ آپ دونوں تو ہمارے عقب میں آ رہے
تھے۔ آپ کے ساتھ کیا ہوا۔ مجھے تو پوچھنے کا خیال ہی نہیں رہا"
صفدر نے اچانک ایک خیال کے تحت چونک کر پوچھا۔
"جولیا نے آج کمال کر دیا ہے۔ اس آدمی سے ایسی خوفناک
لڑائی لڑی ہے کہ بس کیا بتاؤں"۔۔۔ تنویر نے بولنا شروع کر
دیا۔
"تمہیں کیسے پتہ چلا۔ تم تو اس وقت سر پر چوٹ کھا کر بے ہوش
تھے"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور صفدر بے اختیار
ہنس پڑا۔ جب کہ تنویر بھی شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔
"یہ بے ہوشی بھی ہو تو تب بھی تمہاری طرف سے تو غافل نہیں
رہ سکتا"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار جولیا

بھی ہنس پڑی۔ پھر اس نے ہیڈ لائٹس بند کرنے سے لے کر صفدر
تک پہنچنے کے تمام حالات پوری تفصیل سے بتا دیئے۔
"پھر تو واقعی تنویر سچ کہہ رہا ہے۔ اگر تم ہمت نہ کرتیں تو ہم سب
کا خاتمہ یقینی تھا۔ لیکن یہ دونوں تھے کون اور یہاں کیا کر رہے تھے"
صفدر نے کہا۔
"آٹرم جیپ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک
وہ کریگر اور دوسرا اس کا ساتھی تھا۔ اب پتہ نہیں یہ بندھا ہوا آدمی
کریگر ہے یا وہ دوسرا"۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا عمران کے منہ سے ہلکی
سی کراہ نکلی اور جولیا تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے جلدی
سے اس کی کلائی تھام لی۔
"عمران عمران۔ ہوش میں آؤ"۔۔۔ جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا۔
اور عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں پہلے تو چند لمحے وہ حیرت
سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔
"ادھر پشت لگاؤ۔ ادھر تمہارا پہلو اور گردن شدید زخمی ہے"
جولیا نے جلدی سے عمران کو سنبھالتے ہوئے کہا اور پھر اس نے
سہارا دے کر باقاعدہ اُسے سرنگ کی دیوار کے ساتھ پشت
لگا کر بیٹھنے میں مدد دی۔
"جب پہلو خالی ہو تو ظاہر ہے۔ اس نے زخمی تو ہونا ہی ہے۔
لیکن تنویر کے سر پر کئی بینڈیج نظر آ رہی ہیں اور یہ تو پورا ہسپتال بنا
ہوا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے عمران

کے پہلو والا ذومعنی فقرہ سن کر بے اختیار شرماتے ہوئے منہ دوسری
طرف کر لیا۔
"شکر کرو ہسپتال ہے۔ اگر جولیا ہمت نہ کرتی تو یہ ہسپتال
قبرستان میں تبدیل ہو چکا ہوتا" ——— تنویر نے عمران کے ذومعنی
فقرے اور جولیا کے شرمانے پر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"یار۔ کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ دماغی چوٹ گہری تو نہیں
لگ گئی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں نے کون سی بہکی ہوئی بات کی ہے۔ تم تو گولی کھا کر اوندھے
ہو گئے تھے۔ تمہیں تو پتہ ہی نہیں کہ بعد میں کیا ہوتا رہا ہے" ———
تنویر نے اور زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"تم کہہ رہے ہو کہ جولیا ہمت نہ کرتی تو یہ ہسپتال قبرستان
بن چکا ہوتا۔ جب کہ میں کہتا ہوں جس روز جولیا نے واقعی ہمت
کر ڈالی۔ قبرستان میں بہار آجائے گی۔ ہر طرف رنگ ہی رنگ
پھیل جائیں گے۔ کیوں صفدر۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں" ———
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم زیادہ مت بولو۔ سمجھے۔ تمہیں خاصی چوٹیں آئی ہیں" ———
جولیا نے بڑے پیار بھرے لہجے میں عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔
"چوٹوں کی بات چھوڑو۔ چوٹیں تو نجانے کب سے کھا رہے ہیں۔
البتہ یہ بولنے پر پابندی کا کیا مطلب۔ کیا بے ہوشی میں نکاح بھی ہو
گیا ہے" ——— عمران نے چونک کر کہا۔
"تمہارا نکاح۔ نہیں۔ موت ہی آئے گی بے ہوشی کے دوران"

تنویر نہ رہ سکا تو آخر کار بول ہی پڑا۔
"ارے نکاح اور موت میں بس حرفوں کا ہی فرق ہوتا ہے۔ موت
سے بھی آدمی کا بولنا بند اور نکاح میں بھی قبول ہے قبول ہے کے
بعد آدمی کا بولنا ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ اور سابقہ اعمال
کی چھان پھٹک اور پھر زبان کے زہریلے کوڑوں کی مار شروع" ———
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم باز نہیں آؤ گے بولنے سے" ——— جولیا نے اس بار
غصیلے لہجے میں کہا۔
"آجاؤں گا آجاؤں گا۔ لیکن ......" عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا ساتھ ہی اندھیرے
میں پڑے بندھے آدمی کے حلق سے کراہ نکلی اور عمران چونک کر
ادھر دیکھنے لگا۔ ٹارچ ایک طرف اس انداز میں رکھی گئی تھی۔ کہ
اس کی روشنی صرف عمران، صفدر۔ تنویر اور جولیا ہی روشنی میں تھے
باقی سارا ماحول تاریک تھا۔
"اوہ ——— اسے پھر ہوش آگیا" ——— تنویر نے چونکتے
ہوئے کہا۔
"کون ہے یہ" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔ اور صفدر
نے اسے شروع سے لے کر آخر تک سارے حالات تیزی سے
بتانے شروع کر دیئے۔
"اوہ۔ واقعی جولیا نے بے پناہ ہمت کی تھی۔ ورنہ اس بار
تو ہم سب ہٹ ہو ہی گئے تھے۔ اس پر ٹارچ کی روشنی ڈال دو۔

میں دیکھوں یہ کون ہے" ——— عمران نے کہا اور جولیا نے جلدی سے
قریب پڑی ٹارچ اٹھائی اور اس بندھے ہوئے آدمی پر ٹارچ کی روشنی
ڈالی۔ وہ آدمی ہوش میں آ گیا تھا۔ اور اب اٹھنے کی کوشش میں
مصروف تھا۔

" اوہ۔ ویری گڈ۔ تو یہ بو دس عرف کریگر صاحب زندہ بچ گئے
ہیں۔ گڈ شو۔ وہ سر ہنری فریڈ اور وہ چیف انجینئر رابرٹ کہاں
ہیں" ——— عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ بھی موجود ہیں" ——— تنویر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ہالو وال مشن کے یہ تینوں بڑے مجرم یہاں پہنچ
بھی گئے ہیں اور زندہ بھی ہیں۔ گڈ شو۔ ان تینوں کو اٹھا کر سرنگ
کے اندر لے چلو۔ ان کے اس خوفناک جرم کے پاس جس کی
مدد سے انہوں نے کروڑوں بے گناہ پاکیشیائی افراد کی ہلاکت
کا منصوبہ بنایا تھا۔ اور پاکیشیا کو بھی مکمل تباہ کرنا چاہتے تھے۔
لے چلو انہیں اٹھا کر وہاں" ——— عمران کا لہجہ بات کرتے کرتے
انتہائی سخت ہو گیا۔

اور تنویر تیزی سے اٹھ کر کریگر کی طرف بڑھا اور اس نے اُسے
گھسیٹ کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے اندر کی طرف بڑھنے
لگا۔ جولیا ٹارچ لے کر اس کے ساتھ ساتھ چل پڑی۔ تھوڑی دیر
بعد دور سے ایک دھماکے اور کریگر کے چیخنے کی آواز سنائی
دی۔ اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں
واپس آ گئے۔ اور اس بار تنویر نے رابرٹ کو اٹھایا اور اُسے

بھی وہاں چھوڑ کر واپس آئے اور سر ہنری فریڈ کو اٹھا کر اندر لے
گئے۔

" کیپٹن شکیل کو یہیں رہنے دو۔ اس کو زیادہ حرکت دینا
ٹھیک نہ ہو گا۔ ہم دونوں اندر چلتے ہیں" ——— عمران نے اٹھنے
کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور صفدر نے جلدی سے اٹھ کر
عمران کو سہارا دیا۔ اسی لمحے جولیا اور تنویر بھی واپس آ گئے۔
اور پھر ان دونوں کے سہارے سے وہ بھی اندر پہنچ گئے۔ وہ
تینوں اس جگہ پڑے ہوئے تھے۔ جہاں وہ کنٹرولنگ پینل باکس
موجود تھا۔ کریگر اٹھ کر اب دیوار کے ساتھ پشت لگائے بیٹھا تھا۔
اور اس کے بازو حرکت کر رہے تھے۔

" یہ رسیاں کھولنے کی کوشش کر رہا ہے" ——— عمران نے
کہا اور تنویر تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگا۔

" ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ اسے کوشش کر لینے دو" ——— عمران نے
انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور تنویر رک گیا۔ چند لمحوں کی کوشش
کے بعد آخر کار کریگر کے چہرے پر مایوسی کے آثار نمایاں ہو گئے
تھے۔

" ٹارچ اس طرح رکھ دو کہ یہ سارا ماحول روشن رہے" ———
عمران نے کہا اور جولیا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ ایک خاص
زاویے پر رکھ دی۔

" تم کون ہو" ——— کریگر نے پہلی بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میرا نام علی عمران ہے مسٹر کریگر چیف آف کریگر سیکشن اور

یہ تنویر ہے۔ یہ مس جولیا اور یہ ہیں صفدر۔ سعید یہ سب میرے ساتھی
ہیں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سرد سے لہجے میں اپنا اور اپنے ساتھیوں
کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ ان محترمہ نے جس انداز میں مجھے بے ہوش کیا ہے۔
اور اب تمہارا حوالہ سامنے آجانے کے بعد میں سمجھ گیا ہوں کہ
تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ لیکن تم لوگ کسی
شدید غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ میرا نام کریگر نہیں بروس ہے۔ اور میں
سر ہنری فریڈ کا ملازم ہوں۔ ہمارے کاغذات بالکل درست ہیں
اور گریٹ لینڈ کا سفارت خانہ ہمارا مکمل تحفظ کرے گا"۔۔۔۔
کریگر کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔

"سر ہنری فریڈ بھی یہاں موجود ہے اور وہ تمہارے بلیو لائن
سیکشن کا چیف انجینئر رابرٹ بھی۔ تنویر۔ پہلے اس چیف انجینئر
رابرٹ کو ہوش میں لے آؤ۔ اب پہلے وہ بتائے گا کہ اس نے
یہ ہالو وال کس طرح تیار کی ہے"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
اور تنویر تیزی سے رابرٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس کا منہ اور ناک
بند کرنے کے لئے اس پر جھکا ہی تھا کہ عمران بول پڑا۔ اس نے اُسے
بتایا کہ یہ ڈاوری گیس کی وجہ سے بے ہوش ہے۔ اس لئے عام
طریقے سے ہوش میں نہ آئے گا۔ خنجر کی مدد سے زخم لگا کر اس
کا خون نکالنا پڑے گا۔

"خنجر تو نہیں ہے۔ میں اس کی ناک سے خون نکال دیتا
ہوں"۔۔۔۔ تنویر نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت

سے بے ہوش پڑے رابرٹ کے چہرے پر اپنا بوٹ مارا۔ اور
واقعی ایک ہی ضرب سے رابرٹ کی ناک اور منہ سے خون بہہ نکلا۔
چند لمحوں بعد رابرٹ چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔

"اسے اٹھا کر سامنے لے آؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر
نے رابرٹ کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے اُسے
ایک جھٹکے سے اٹھا کر عمران کے سامنے پتھروں پر پھینک دیا۔ رابرٹ
کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ بُری طرح پھڑکنے لگا۔

"اٹھ کر بیٹھ جاؤ چیف انجینئر آف بلیو لائن سیکشن مسٹر رابرٹ
اور مجھے بتاؤ کہ تم نے یہ ہالو مشن کس طرح مکمل کیا ہے"۔۔۔۔ عمران
نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو"۔۔۔۔ رابرٹ نے
بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ پہلو پر ہاتھ رکھے اٹھ کر نہ صرف
بیٹھ گیا تھا بلکہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"تم اُسی جگہ ہو جہاں تم نے ہالو وال مشن مکمل کیا تھا۔ یہ ہالو وال
تمہارے سامنے موجود ہے"۔۔۔۔ عمران نے زہرخند لہجے میں
کہا۔

"اوہ اوہ۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر یہ یہاں سرنگ میں وہ وہ مشن
تو مکمل ہو گیا تھا"۔۔۔۔ رابرٹ نے مڑ کر اپنے عقب میں جیسے
ہی ہالو وال کو دیکھا۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نما لہجے
میں الفاظ نکلنے لگے۔

"تم لوگوں نے شاید یہ سمجھ لیا تھا کہ کروڑوں افراد کی موت

زندگی تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ نہیں۔ تم جیسے انسانیت کے
دشمنوں کی جھولی میں سوائے ذلت اور رسوائی اور عبرت ناک
موت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ بہرحال مجھے تفصیل بتاؤ کہ تم نے یہ
ہالو دال کس طرح تیار کی ہے۔ میں اس فارمولے کی بات کر رہا ہوں۔
ترجیم کا فارمولا۔ سمجھ گئے ہو"۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔
"مجھے کچھ نہیں معلوم اور نہ میں نے کوئی دال تیار کی ہے"۔۔۔
اس بار رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے سپاٹ جواب دے
دیا۔

"تنویر۔ یہ کیا کہہ رہا ہے"۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔
"ابھی سب کچھ بتا دے گا"۔۔۔ تنویر نے بڑے با اعتماد لہجے
میں کہا۔ اور اس طرح رابرٹ کی طرف بڑھنے لگا جیسے قصائی
ذبح ہونے والی بکری کی طرف بڑھتا ہے۔
"رک جاؤ۔۔۔ مت مارو اس کو۔ اسے واقعی معلوم
نہیں ہے۔ یہ تو الیکٹرانک انجینئر ہے"۔۔۔ یک لخت
کم بنگیم چیخ پڑا۔
"جو کچھ بھی ہے۔ ابھی سامنے آ جائے گا"۔۔۔ عمران
نے خشک لہجے میں کہا۔ ادھر تنویر کو اپنی طرف بڑھتے
ہوئے دیکھ کر رابرٹ نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ
تنویر اس پر جھپٹ پڑا اور دوسرے لمحے رابرٹ چیختا ہوا دوبارہ
ایک دھماکے سے پتھروں پر گرا۔ تنویر نے اسے اٹھا کر پتھروں پر
پٹخ دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر کی لات پوری قوت سے اس

کی پسلیوں پر پڑی۔ اور رابرٹ کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی۔
وہ لات کھا کر پتھروں پر ہی اس بری طرح تڑپنے لگا جیسے پانی سے
نکلی ہوئی مچھلی تڑپتی ہے۔ تنویر نے جھک کر ایک نوکدار پتھر اٹھایا۔
اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک لات رابرٹ کے جسم پر رکھی اور
دوسرے ہاتھ سے اس نے جھک کر رابرٹ کے کاندھے پر پوری
قوت سے نوک دار پتھر مار دیا۔ پتھر کی تیز نوک کسی خنجر کی طرح رابرٹ
کے کندھے کو چیرتی ہوئی اندر گوشت میں گھس گیا۔
"اس کی آنکھ میں مارو پتھر"۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں
کہا اور تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور پتھر کی خون آلود
نوک رابرٹ کی دائیں آنکھ میں خاصی گہرائی تک گھستی چلی گئی۔ رابرٹ
کے حلق سے ایسی چیخیں نکلنے لگیں جیسے اسے کسی کند آلے سے ذبح
کیا جا رہا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش
ہو گیا۔ تنویر نے اس کے بے ہوش ہوتے ہی لات ہٹا کر ایک بار
پھر اس کی پسلیوں میں ماری اور رابرٹ چیختا ہوا ہوش میں آ کر
ایک بار پھر بری طرح پھڑکنے لگا۔

"اس کی دوسری آنکھ میں مارو پتھر"۔۔۔ عمران کا لہجہ اسی طرح
سرد تھا۔ اور تنویر کا پتھر والا ہاتھ تیزی سے اوپر اٹھا۔
"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ تم انتہائی ظالم
اور سفاک آدمی ہو۔ بے رحم ہو"۔۔۔ رابرٹ نے چیختے ہوئے
کہا اور عمران نے ہاتھ کے اشارے سے تنویر کو روک دیا۔
"ابھی تو تمہاری ایک آنکھ ضائع ہوئی ہے رابرٹ اور تم

ہمیں ظالم۔ سفاک اور بے رحم کہہ رہے ہو۔ جب کہ تم نے اپنے اس
مشن سے پورا ملک تباہ کرنے اور کروڑوں بے گناہ اور معصوم
انسانوں کو ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا تھا"۔۔۔ عمران نے انتہائی
طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔ وہ تو حکومت گریٹ لینڈ کا مشن تھا۔ میں تو ملازم ہوں"
رابرٹ نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"بہر حال فارمولا بتاؤ۔ اور سنو۔ غلط بات مت کرنا۔ میں اس
فارمولے کے اجزائے ترکیبی سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اگر
تمہیں یقین نہ آئے تو بتا دوں"۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔
اور ساتھ ہی اس نے واقعی مختلف کیمیکلز کے نام بتانے شروع
کر دیئے۔

"اوہ اوہ۔ واقعی تم تو سب کچھ جانتے ہو"۔۔۔ رابرٹ کی اکلوتی
آنکھ تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔

"تم نے صرف تناسب بتانا ہے جس تناسب سے تم نے یہ
ہالووال تیار کی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس بار رابرٹ نے
واقعی اسے فارمولا اور اس کا تناسب بتا دیا۔

"او۔ کے۔ تم نے درست بتایا ہے۔ اس لئے اب تمہاری
موت آسان کر دی جائے گی"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں ملازم ہوں۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت
مارو"۔۔۔ رابرٹ نے خوف سے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔ سر ہنری فریڈ کو ہوش میں لے آؤ تاکہ یہ بین الاقوامی

ماہر بھی۔ اس خوفناک منصوبے میں کام کرنے والے اپنے ساتھی
کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے اور سنو یہ صرف ضرب لگنے
سے بے ہوش ہے۔ گیس سے نہیں۔ اس لئے یہ عام طریقے سے
ہوش میں آ جائے گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر تیزی سے
قریب بے ہوش پڑے سر ہنری فریڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے
اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے دبایا اور چند لمحوں بعد سر
ہنری فریڈ کے جسم میں حرکت پیدا ہو گئی۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کون ہو تم۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں کہاں
ہوں"۔۔۔ سر ہنری فریڈ نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ اور
دوسرے لمحے وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"تم اس وقت اس ہالووال مشن سپاٹ پر ہو۔ جس کے ذریعے
تم نے پاکیشیا کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا"۔۔۔ عمران نے
سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ ہالووال یہاں سرنگ میں۔ مگر وہ مشن تو مکمل ہو
گیا تھا۔ یہ تو......" سر ہنری فریڈ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"تنویر۔ اس چیف انجینئر رابرٹ کو آسان موت مار دو کیونکہ
اس نے فارمولا اور اس کا تناسب درست بتایا ہے لیکن بہر حال
یہ پاکیشیا کا قومی مجرم ہے "گو آن"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں
کہا اور تنویر بجلی کی سی تیزی سے رابرٹ پر جھپٹا۔ رابرٹ
کے حلق سے دہشت بھری چیخیں نکلنے لگیں لیکن وہ تنویر کے
ہاتھوں میں جکڑا ہوا ہی بلند ہوا۔ اور دوسرے لمحے تنویر

نے اُسے اس بے دردی سے پتھروں پر پٹخ دیا کہ جیسے وہ انسان
کی بجائے کوئی زہریلا ناگ ہو۔ رابوٹ کے حلق سے اس قدر تیز
چیخ نکلی کہ پوری سرنگ گونج اٹھی۔ تنویر نے اُسے دوبارہ
اٹھایا اور ایک بار پھر پٹخ دیا۔ اس بار رابوٹ کے حلق سے
کراہیں اور خرخراہٹ کی آوازیں نکلیں۔ اس کے جسم سے جگہ
جگہ سے خون نکلنے لگا تھا۔ تنویر پر تو جیسے دورہ سا پڑ گیا تھا۔
وہ اس قدر تیز رفتاری سے اُسے جھپٹ کر اٹھاتا اور پھر اس
قدر بیدردی سے اُسے دوبارہ پتھروں پر پٹخ دیتا۔ کہ جیسے
انسان کی بجائے کوئی مشین یہ کام کر رہی ہو۔ اور چند لمحوں بعد
ہی رابوٹ کے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کا سر
کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا اور تنویر نے اس کی ٹوٹی ہوئی لاش کو اٹھا
کر انتہائی حقارت بھرے انداز میں ایک طرف اچھال دیا۔
جولیا بے اختیار منہ پھیرے بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ تو بے ہوش ہو گیا ہے" ___ صفدر نے سرہنری فریڈ
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تھپڑ مار مار کر اُسے دوبارہ ہوش میں لاؤ" ___ عمران
واقعی انتہائی سرد مہر اور سفاک بنا ہوا تھا اور پھر صفدر کا بازو
گھوما اور تھپڑ کی بھرپور آواز سے سرنگ گونج اٹھی اس کے
ساتھ ہی سرہنری فریڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے سرنگ
گونج اٹھی۔

"اب اگر بے ہوش ہوئے تو جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دوں

گا۔ سمجھے" ___ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں سرہنری فریڈ سے
مخاطب ہو کر کہا۔ اور سرہنری فریڈ کا پورا جسم اس طرح کانپنے لگ
گیا جیسے اُسے لرزے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو۔

"اب اس کریگر صاحب کو سامنے لے آؤ" ___ عمران نے کہا۔
اور تنویر تیزی سے کریگر کی طرف بڑھ گیا۔ جو بندھا ہوا بیٹھا تھا۔

"تم مسلمان ہو تو تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ۔ مجھے باندھ کر مت
مارو۔ میں چیلنج کرتا ہوں۔ مجھے کھول دو۔ اور پھر سب اکٹھے مجھ سے لڑ
لو پھر اگر تم مجھے مار سکو تو مجھے کوئی شکایت نہ ہو گی" ___ کریگر نے
چیختے ہوئے کہا۔

"ہم مسلمان ہیں۔ اس لئے بے فکر رہو۔ تمہیں ضرور لڑنے کا موقع
دیا جائے گا۔ لیکن ابھی نہیں" ___ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
تنویر نے کریگر کو بھی گردن سے پکڑ کر سامنے پتھروں کی طرف اچھال
دیا اور بندھا ہوا کریگر کسی گٹھڑی کی طرح دھماکے سے پتھروں پر گرا۔
اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

"سنو کریگر۔ میرا وعدہ کہ تمہیں کھول دوں گا۔ ہم سب شدید
زخمی ہیں۔ اس لئے تم جیسے تربیت یافتہ ایجنٹ کو کھولنے کا مطلب
ہم سب کی موت بھی ہو سکتی ہے اور تمہاری آزادی بھی۔ لیکن میں
یہ رسک لے لوں گا اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ حکومت گریٹ لینڈ
نے پاکیشیا کے خلاف یہ خوفناک اور تباہ کن منصوبہ کیوں بنایا
تھا" ___ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم وعدہ کرتے ہو مسلمانوں والا وعدہ کہ مجھے کھول کر لڑنے

کا موقع دو گے"۔۔۔۔ کریگر نے کراہتے ہوئے کہا۔

"ایک بار کہہ دیا ہے کہ تمہیں لڑنے کا موقع ضرور دیا جائے گا۔ بس اتنا کہہ دینا کافی ہے۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے غلط بیانی کی تو اسی حالت میں تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے چھوڑ دو۔ میں بتا دیتا ہوں سب۔ مجھے چھوڑ دو"۔۔۔۔ یک لخت سر ہنری فریڈ چیخ پڑے۔

"تم خاموش رہو۔ تمہاری باری بھی آجائے گی"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور سر ہنری فریڈ سہم کر خاموش ہو گیا۔

"تمہارے ہمسایہ ملک کافرستان کے ایک حصے کاشیر میں اس ملک سے آزاد ہونے اور پاکیشیا سے ملنے کے لئے تحریک آزادی جاری ہے۔ اور کافرستان کے ساتھ ساتھ گریٹ لینڈ بھی یہ نہیں چاہتا کہ یہ تحریک کامیاب ہو سکے۔ جب کہ پاکیشیا اس تحریک کی مکمل امداد کر رہا ہے۔ اس لئے گریٹ لینڈ نے یہ منصوبہ بنایا کہ پاکیشیا میں کوئی ایسا منصوبہ عمل میں لایا جائے جس سے پاکیشیا کو اپنی پڑ جائے اور اس کی توجہ کاشیر سے ہٹ جائے۔ آج کل پاکیشیا میں چونکہ سیلابوں کا موسم ہے اور بین الاقوامی موسمی رپورٹ کے مطابق اس سال معمول سے زیادہ بارشیں ہونی ہیں اس لئے سیلاب بھی زیادہ آنے کا خطرہ ہے۔ چنانچہ پہلے تو یہ منصوبہ بندی کی گئی کہ دریاؤں پر موجود چند اہم بند توڑ دیئے جائیں۔ لارڈ ارسٹل اس منصوبے پر کام کر رہا تھا۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس

نے ابتدا میں ہی کارروائی کر کے اس کا راستہ روک دیا۔ لارڈ ارسٹل کے گروپ کے ایک آدمی فرنیک نے اس کے بعد یہ ہولناک منصوبہ تیار کیا۔ یہ منصوبہ گریٹ لینڈ کے اعلیٰ حکام کو بے حد پسند آیا۔ کیونکہ اس سے پورا پاکیشیا بھی تباہ ہو سکتا تھا۔ اس طرح کافرستان آسانی سے پاکیشیا پر قبضہ کر لیتا۔ اور کاشیر تو کاشیر پاکیشیا اپنی آزادی بھی ختم کرا لیتا۔ چنانچہ اس پر ماہرین نے بے حد ورک کیا اور پھر اس کو عمل میں لانے کے لئے سپاٹ کی تلاش ہوئی۔ سر ہنری فریڈ کے والد نے باکستا کے کھنڈرات کی کھدائی کی تھی۔ اس کھدائی کے دوران اُسے اس سرنگ کا بھی پتہ چل گیا تھا۔ جو باکشا سے سوراجیا تک جاتی تھی۔ اور اس کے اوپر ہی دریائے کانڈس بہتا تھا۔ جو پاکیشیا کا سب سے بڑا دریا ہے۔ اور جس میں سب سے زیادہ سیلاب آتا ہے۔ سر ہنری فریڈ کے والد نے اس سرنگ کو چھپا لیا تھا تاکہ جب وہ سوراجیا کی کھدائی کرے تب اسے ظاہر کرے لیکن وہ مر گیا۔ اس کی ڈائری جس میں اس سرنگ کا راز موجود تھا سر ہنری فریڈ کے ہاتھ لگی۔ سر ہنری فریڈ یہاں سوراجیا کی کھدائی کر رہا تھا اس لئے اُسے بھی اس منصوبے میں شامل کیا گیا اور اس کے بعد یہاں یہ منصوبہ بروئے کار لایا گیا۔ بلیو لائن سیکشن ایسے کاموں میں ماہر ہے۔ چنانچہ رابرٹ کی سرکردگی میں سیکشن کو مع مشینری یہاں بھیجا گیا اور اس کی نگرانی میرے سیکشن کے ذمہ لگائی گئی۔ ہم نے مشن مکمل کر لیا۔ یہ ہر لحاظ سے فول پروف تھا۔ پھر ہم نے یہاں سے جا کر اسے آن بھی کر دیا۔ اس نے کام بھی کیا

کچھ تھوڑی سی دیوار اوپر کو بھی اٹھی۔ لیکن پھر نجانے کیوں رک گئی"۔۔۔۔
کریگر نے واقعی تفصیل سے ساری بات بتادی۔
"گڈ شو۔ تم نے واقعی درست بات کی ہے۔ اس لئے اب تمہیں
مرنے سے پہلے اپنی حسرت پوری کرنے کا موقع ضرور ملے گا۔ جولیا کیا
تم اس قومی مجرم کے خاتمے کے لئے تیار ہو"۔۔۔۔ عمران نے بات
کرتے کرتے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔
"عمران۔ میں اس سے لڑوں گا"۔۔۔۔ تنویر نے جولیا کے بولنے سے
پہلے ہی کہہ دیا۔
"نہیں۔ تم زخمی ہو۔ اور پہلے بھی میں نے ہی اسے شکار کیا تھا۔ اور
اب بھی میں ہی اسے شکار کروں گی"۔۔۔۔ جولیا نے اٹھ کر کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔
"سوچ لو۔ یہ ماہر لڑاکا ہے۔ اور میں نے یہاں کوئی میلہ نہیں لگا رکھا
کہ بیٹھا تماشہ دیکھتا رہوں۔ یہ قومی مجرم ہے اس لئے اسے ہر حال
میں مرنا ہے۔ لیکن چونکہ یہ سب سے بڑا مجرم ہے۔ اس لئے موت بھی
اس کے شایان شان ہونی چاہیئے۔ اگر تم کہو تو میں ٹرانسمیٹر پر کال کر
کے ٹائیگر کو بلا لوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
"تم میری توہین کر رہے ہو عمران۔ میرا نام جولیا ہے۔ آئندہ
میرے سامنے ٹائیگر وائیگر جیسے نام مت لینا۔ کھولو اسے تنویر"
جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اور تنویر خاموشی سے
آگے بڑھا۔ اور اس نے کریگر کے ہاتھوں کی رسیاں کھول دیں۔
اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ جب کہ کریگر کا چہرہ اندرونی مسرت سے

چمک رہا تھا۔ وہ تیزی سے پیروں کی رسیاں کھولنے میں مصروف تھا۔
"عمران صاحب۔ اس کی کیا ضرورت تھی"۔۔۔۔ صفدر نے
قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔
"بعد میں بتاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی
لمحے کریگر رسیاں کھول کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ
وہ سنبھلتا۔ جولیا کا جسم بجلی کی سی تیزی سے فضا میں اچھلا اور کسی کھلتے
ہوئے سپرنگ کے انداز میں کریگر کی طرف بڑھا۔ کریگر کے ہاتھ بھی
اسی رفتار سے حرکت میں آئے۔ لیکن جولیا کا جسم کریگر کے جسم سے
ذرا فاصلے پر سے گزر کر سیدھا ہالو وال کی طرف گیا۔ پھر اس سے
پہلے کہ کریگر مڑتا جولیا کے پیر ہالو وال سے ٹکرائے اور دوسرے لمحے
مڑتے ہوئے کریگر کا جسم فضا میں اڑتا ہوا پوری قوت سے سرنگ
کی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ اور کریگر کے حلق سے
بے اختیار چیخ نکل گئی۔ جولیا نے واقعی حیرت انگیز داؤ انتہائی
مہارت سے استعمال کیا تھا۔ حالانکہ اس کے پیر دیوار سے
ٹکرائے تھے۔ لیکن واپس آتے ہوئے اس کا چھریرا جسم فضا میں
قلابازی کھا گیا تھا۔ اس لئے مڑتے ہوئے کریگر کے جسم پر اس
کے دونوں پیر پوری قوت سے پڑے تھے۔ اور چونکہ کریگر اس وقت
سنبھلا ہوا بھی نہ تھا۔ اور مڑنے کی وجہ سے اس کا بیلنس بھی درست
نہ تھا۔ اس لئے بھاری بدن ہونے کے باوجود وہ اڑتا ہوا پوری
قوت سے سرنگ کی دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ جولیا نے ضرب لگا کر
ہوا میں قلابازی کھائی اور اس کے دونوں پیر ایک لمحے کے لئے

ایک بڑی سی چٹان پر پڑتے دکھائی دیئے۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر
پوری قوت سے نیچے گری اٹھتے ہوئے کریگر کے جسم سے ٹکرائی اور کریگر
ایک چیخ مار کر دوبارہ سرنگ کی دیوار سے ٹکرایا۔ لیکن دوسرے لمحے
جولیا بھی اس کے گھٹنے کی زوردار ضرب کھا کر اوپر سرنگ کی چھت
کی طرف اٹھتی چلی گئی۔ اور کریگر اسے ضرب لگا کر تیزی سے گھوما اور
اس نے اچھل کر ایک طرف ہٹنا چاہا تاکہ جولیا واپس پتھروں پر پوری
قوت سے آگرے۔ لیکن واپس گرتی ہوئی جولیا کا جسم یک لخت
گرتے ہوئے نیزے کی طرح سیدھا ہوا۔ اور اچھل کر پلٹتے ہوئے
کریگر کے جسم سے اس کے دونوں پیر ٹکرائے اور کریگر تو اچھل کر پہلو
کے بل ہالووال کے قریب پتھروں پر گرا۔ جب کہ جولیا کو اپنے جسم
کو نیچے موجود پتھروں سے بچانے کے لئے اپنے ہاتھ انہی پتھروں پر
ٹیک کر الٹی قلابازی کھانی پڑی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر
کھڑی ہو گئی۔

"گڈ شو جولیا" ——— تنویر اور صفدر دونوں کے منہ سے بے
اختیار نکلا۔

"اتنی دیر جولیا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس کی
بات سنتے ہی جولیا پاگلوں کی طرح دوڑتی ہوئی آگے بڑھی۔ اور اس نے
تیزی سے اٹھتے ہوئے کریگر کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑی۔ اور
دوسرے لمحے کریگر کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخ سے سرنگ
گونج اٹھی۔ کریگر کے سنبھلنے سے پہلے ہی جولیا اس کا سر پوری قوت
سے قریب موجود ہالووال سے ٹکرا چکی تھی۔ یہ ٹکر اس قدر خوفناک

تھی کہ کریگر کا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"یہی وال بنائی تھی تم نے پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے۔ اب
دیکھو یہ کتنی مضبوط ہے" ——— جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس
کے بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور ایک بار پھر کریگر
کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ اس کا سر دوسری بار زوردار دھماکے
سے ہالووال سے ٹکرایا تھا۔

"یہی دیوار بنائی تھی ناں تم نے" ——— جولیا کی چیختی ہوئی آواز دوبارہ
سنائی دی۔ اور پھر تو جیسے کوئی مشین حرکت میں آجاتی ہے۔ اسی
طرح اس کے بازو بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے لگے۔
اور کریگر جیسا لحیم شحیم جسم رکھنے والا آدمی کسی کھلونے کی طرح اس
کے دبلے پتلے اور نازک ہاتھوں میں حرکت کر رہا تھا۔ اور اس کا سر
مسلسل دھماکوں سے ہالووال سے ٹکرا رہا تھا۔ اور اس کے حلق سے
نکلنے والی چیخوں سے سرنگ گونج رہی تھی۔

"یہی دیوار تھی ناں۔ یہی دیوار تھی ناں۔ یہی دیوار تھی ناں" ———
جولیا مسلسل چیخ رہی تھی اور پھر کریگر کی چیخیں اور کراہیں سب ڈوب
گئیں۔ اس کے سر کے نجانے کتنے ٹکڑے ہو گئے۔ لیکن جولیا اسی
طرح اس کے ٹوٹے ہوئے سر کو بار بار دیوار سے ٹکرائے چلی
جا رہی تھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ "یہی دیوار تھی ناں" کے الفاظ
بھی کسی ٹیپ کی طرح اس کے منہ سے نکل رہے تھے۔ حالانکہ کریگر
نجانے کب کا مر چکا تھا۔ تنویر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے
جولیا کو بازوؤں سے تھام کر پیچھے ہٹا دیا۔ جولیا کا چہرہ ٹارچ کی

روشنی میں ٹماٹر کی طرح سرخ پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں واقعی وحشت ناچ رہی تھی۔

"تم نے کمال کر دیا جولیا۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم اس طرح اس کریگر کا خاتمہ کر دو گی" ـــــ تنویر نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ مس جولیا۔ آپ نے واقعی آج سیکرٹ سروس کے ڈپٹی چیف ہونے کا حق ادا کر دیا ہے" ـــــ صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب میں بتاؤں تمہیں صفدر کہ کیوں جولیا کا کریگر سے لڑنا ضروری تھا۔ میں صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ جولیا لڑنا بھول گئی ہے یا نہیں تاکہ اگر بھول گئی ہے تو میں چیف اور اماں بی کی منت کر لوں۔ لیکن یہ ابھی نہیں بھولی اور میں نے اپنا سر نہیں تڑوانا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی تمہارا سر توڑ سکتی ہوں۔ سمجھے۔ نانسنس" ـــــ جولیا نے بے اختیار بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جتنی دیر تم نے کریگر کا سر توڑتے ہوئے لگائی ہے۔ اتنی دیر میں تو میں اپنے سر پر حفاظتی خود ہی پہن سکتا ہوں۔ بس یہی سکوپ رہ گیا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب یہ ہنری فریڈ رہ گیا ہے۔ یہ تو پھر بیہوش پڑا ہے" ـــــ صفدر نے فوراً ہی موضوع بدلنے کے لئے کہا۔ کیونکہ اس نے جولیا کے چہرے کا رنگ بدلتے دیکھ لیا تھا۔ اور

اُسے معلوم تھا کہ جتنا وہ غصہ کرے گی اتنا ہی عمران اُسے چڑاتا جائے گا۔

"یہ بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر ہے۔ اس لئے اس پر باقاعدہ مقدمہ چلے گا اور یہ خود ساری دنیا کو بتائے گا کہ گریٹ لینڈ نے پاکیشیا کے خلاف کیسا تباہ کن منصوبہ بنایا تھا ورنہ گریٹ لینڈ نے الٹا ہمارے خلاف بین الاقوامی سکینڈل بنا دینا ہے کہ ہم نے اس کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ کو مار ڈالا ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس بار صفدر اور تنویر کے ساتھ ساتھ جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیونکہ عمران کی بات میں واقعی وزن تھا۔

"آپ نے رابرٹ سے فارمولا تو اس طرح پوچھا تھا کہ میں سوچ رہا تھا کہ آپ ایسا ہی منصوبہ گریٹ لینڈ کے خلاف بنانا چاہتے ہیں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کسی ملک کے بے گناہ شہریوں کے اس طرح کے قتل عام کا تو سوچ بھی نہیں سکتا صفدر۔ پوچھنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس فارمولے پر مزید ریسرچ کر کے اس دیوار کو بھی توڑا جا سکے اور دوسری بات یہ کہ یہ منصوبہ حکومت گریٹ لینڈ کا ہے۔ اور کریگر یا رابرٹ کے ختم ہو جانے سے حکومت گریٹ لینڈ نہیں ختم ہو گئی۔ اور پاکیشیا میں سیلاب ہر سال آتے ہیں۔ اس لئے وہ کسی بھی وقت ایسا ہی منصوبہ دوبارہ بھی بنا سکتے ہیں۔ اس لئے اس کا توڑ بہر حال ہمیں معلوم ہونا چاہیئے" ـــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے

ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر صفدر کے چہرے پر عمران کی ذہانت کے
لئے تحسین آمیز تاثرات نمودار ہو گئے۔

"یہی تمہاری عقل تمہیں اب تک بچائے چلی آ رہی ہے۔ ورنہ تم
جس طرح دل جلانے کی باتیں کرتے ہو۔ نجانے کب کے میرے
ہاتھوں مارے جا چکے ہوتے" ــــ جولیا نے کہا۔

"مارا جا چکا ہوتا کا کیا مطلب۔ یعنی ابھی تمہارے ہاتھوں مرنے
میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہے۔ لو بھئی تنویر سن لو۔ وہ کیا شعر ہے۔
ایک تو یہ کم بخت شعر بھی عین موقع پر ذہن سے نکل جاتے ہیں۔ وہ
کیا ہے کہ پتہ پتہ بوٹا بوٹا تو ہمارا حال جانتا ہے۔ سارے باغ کو
خبر ہے۔ ایک پھول کو ہی ہمارے حال کی خبر نہیں ہے۔ اور یہاں
تنویر کے لئے تو پتے کی بجائے کانٹا کانٹا کہنا چاہیے" ــــ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف
کر لیا۔ جب کہ صفدر ہنس پڑا۔

"خود تمہاری زبان میں نجانے کتنے کانٹے بھرے ہوئے ہیں۔ ویسے
جولیا درست کہہ رہی ہے۔ اگر تم میں یہ عقل موجود نہ ہوتی تو تم واقعی
زندہ رہنے کے قابل نہ تھے" ــــ تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں
کہا۔

"اگر تم دونوں بہن بھائی کے یہی ارادے ہیں تو پھر مجھے اپنی عقل
کے گرد ہالو وال تیار کرنی ہی پڑے گی۔ ورنہ نجانے کس وقت تنویر
اپنی ہالو مطلب ہے خالی کھوپڑی میری عقل سے بھرے اور میں ہالو کھوپڑی کے
ساتھ تنویر کی طرح اکڑتا پھروں۔ اب سمجھ میں بات آئی صفدر کہ

ہالو وال کا فارمولا جاننا کتنا ضروری تھا" ــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"کاش تمہاری زبان کے گرد ہالو وال قائم کی جا سکتی" ــــ تنویر
نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"تاکہ اس کے ساتھ تنویر کا سر ٹکرایا جا سکے اور جولیا کے منہ
سے پھر سنا جا سکے کہ یہی دیوار تھی ناں۔ یہی دیوار تھی ناں۔ واہ کیا کیا
حسرتیں پلتی ہیں دل ناتواں میں" ــــ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب
دیتے ہوئے کہا۔ اور اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ جولیا بھی نہ چاہتے
ہوئے بے اختیار ہنس پڑی اور شاید جولیا کو ہنستا دیکھ کر تنویر کو
بھی مجبوراً ہنسنا پڑا۔ حالانکہ اس کا چہرہ کچھ اور ہی تاثرات ظاہر
کر رہا تھا۔

ختم شد

عمران، شاگل اور ریکھا کے کرداروں میں ایک ہنگامہ خیز ایکشن کہانی

سار تو مشن

مصنف ___ مظہر کلیم ایم اے

سار تو مشن ___ کافرستان کا ایک ایسا مشن جس کی کامیابی کے بعد وہ پاکیشیا کو ہمیشہ کے لئے اپنا غلام بنا سکتے تھے۔

سار تو مشن ___ جس کی حفاظت کی ذمہ داری پاور ایجنسی پر تھی ــ اور مادام ریکھا پاور ایجنسی کی چیف تھی۔

سار تو مشن ___ جس کے تحفظ کے لئے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا جال بُن دیا اور ___؟

سار تو مشن ___ جس کی تباہی کے لئے عمران اور اس کے ساتھی دیوانہ وار موت کی اندھی غاروں میں کودنے پر مجبور ہو گئے۔

سار تو مشن ___ ایک ایسی لیبارٹری جسے ہر طرح مکمل طور پر ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا ___ کیا یہ لیبارٹری تسخیر ہو سکی یا ___؟

سار تو مشن ___ جس کو تباہ کرنا تو ایک طرف اس تک پہنچنے کے لئے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مسلسل اور لمحہ بہ لمحہ یقینی موت سے دیوانہ وار لڑنا پڑا۔

سار تو مشن ___ ویران اور بنجر پہاڑی سلسلوں میں قدم قدم پر بکھری ہوئی موت کے مقابلے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ایسی جان لیوا جدوجہد کہ جس کا ہر لمحہ یقینی موت کا لمحہ بن کر رہ گیا۔

سار تو مشن ___ جس کو تباہ کرنے کے لئے جب تنویر اور دوسرے ممبرز آگے بڑھے تو مادام ریکھا نے انہیں گرفتار کر کے ان پر پٹرول چھڑک کر انہیں زندہ جلانے کا بھیانک منصوبہ بنایا ___ کیا تنویر اور اس کے ساتھی واقعی زندہ جلا دیئے گئے؟

- ریکھا کی پاور ایجنسی اور شاگل کی سیکرٹ سروس کے مقابلے میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایسے دلیرانہ اقدامات کہ جرأت اور بہادری کے الفاظ بھی اپنے آپ پر فخر کرنے لگے۔
- کیا سارتو مشن کامیاب ہو گیا ___ یا عمران اور اس کے ساتھی اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ___ یا خود موت کی گہری غاروں میں اتر جانے پر مجبور ہو گئے؟
- ہیلی کاپٹروں سے برسنے والی گولیاں ___ میزائل بموں کی خوفناک بارش ___ موت کی اندھی چٹانوں پر ایسے جان لیوا مقابلے جن کا تصور ہی رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔
- مسلسل اور بے پناہ ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور ایک یادگار کہانی۔

یوسف برادرز، پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک سسپنس اور تجسس میں ڈوبی ہوئی دلچسپ کہانی

کاریکا

مصنف ——— مظہر کلیم ایم۔اے

کاریکا — ایک بین الاقوامی تنظیم جو صرف نوادرات چوری کرنے میں دلچسپی رکھتی تھی۔

جنیڈا اسپارک — کاریکا کی چیف — جو برملا عمران کو احمق کہتی تھی اور عمران واقعی اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو احمق محسوس کرنے لگ گیا۔

جنیڈا اسپارک — ایک ایسا کردار جس نے عمران جیسے شخص کو بھی کھلے عام شکست تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔

جنیڈا اسپارک ——— جس نے عمران کی آنکھوں کے سامنے اپنا مشن مکمل کر لیا۔ مگر عمران آخری لمحے تک اصل مشن کو سمجھ ہی نہ سکا ——— کیوں ——— ؟

جنیڈا اسپارک — جس کے مقابلے میں آکر عمران کو پہلی بار محسوس ہوا کہ ذہانت کسے کہتے ہیں۔

سر خالد — پاکیشیا کا بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ — جس کا قتل کاریکا نے اس انوکھے انداز میں کیا کہ عمران سوائے سر پیٹ کر رہ جانے کے اور کچھ نہ کر سکا۔ کیوں؟

کاریکا — جس کے مقابلے میں عمران کی مکمل شکست کے بعد ٹائیگر سامنے آیا تو ایک لمحے میں کاریکا کی بے داغ پلاننگ کا تار و پود بکھر کر رہ گیا ——— کیا ٹائیگر ذہانت میں عمران سے بھی آگے بڑھ گیا تھا ——— ؟

بے پناہ سسپنس اور تجسس کے ساتھ ساتھ ذہنی جنگ پر مبنی ایک ایسی کہانی جس کی ہر سطر ذہنی ایکشن کا شاہکار ثابت ہوگی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بُک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان